عمران سیریز
ڈینجر گروپ چاؤ
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ڈینجر گروپ چاؤ

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

ہوتی رہیں لیکن جاسوسی کتب کی تعداد اب ساڑھے سات سو سے بڑھ چکی ہے اور موجودہ مہنگائی کے دور میں تمام سابقہ کتب کو اکٹھا شائع کرنا تقریباً ناممکن ہو چکا ہے اس لئے ہم جس قدر ممکن ہو سکے مارکیٹ میں ختم ہونے والی کتب کے ری ایڈیشن شائع کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے جن کتب کے بارے میں لکھا ہے ہم کوشش کریں گے کہ ان کے ری ایڈیشن جلد از جلد شائع کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی یاد کرتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com
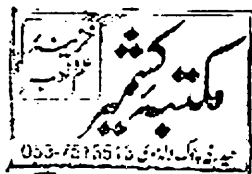
عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے دو تین بار گھنٹی بجنے تک تو کتاب سے نگاہ تک نہ اٹھائی لیکن جب گھنٹی مسلسل بجتی ہی چلی گئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"فون کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین کے تحت اگر تین بار گھنٹی بجنے کے باوجود رسیور نہ اٹھایا جائے تو سمجھ لیا جائے کہ فون سننے والا مصروف ہے اور آپ کا فون اٹنڈ نہیں کرنا چاہتا"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے کوئی بولتا اس نے پھرتی سے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اس طرح کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا جیسے فون کی گھنٹی سرے سے بجی ہی نہ ہو لیکن تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی لیکن عمران

خاموش بیٹھا رہا۔ جب تین بار گھنٹی بجنے کے بعد چوتھی بار بھی گھنٹی بجی تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''فون کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین''...... اس کی زبان ایک بار پھر اس طرح رواں ہو گئی جیسے یہ جملے اس نے باقاعدہ رٹ رکھے ہوں۔

''میں تمہیں اور تمہارے بین الاقوامی اخلاقی قوانین کو گولیوں سے اڑا دوں گا۔ سمجھے۔ یہاں میری جان پر بنی ہوئی ہے اور تم بیٹھے بین الاقوامی اخلاقی قوانین کا راگ الاپ رہے ہو''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ارے۔ ارے۔ تم سپرنٹنڈنٹ ہو۔ بہت بڑے آفسر ہو اس لئے تمہیں فون کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین کے مطابق فون پر آہستہ آواز میں بات کرنی چاہئے تاکہ فون کی تاریں اور فون سننے والے کے کان کا پردہ نہ پھٹ جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے فلیٹ پر آ رہا ہوں۔ سنا تم نے اور خبردار اگر تم میرے آنے سے پہلے کہیں گئے تو میں تمہارے فلیٹ کو آگ لگا دوں گا''...... سوپر فیاض نے اور زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

''فون کے بین الاقوامی اخلاقی''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے

رسیور رکھ دیا۔

''سلیمان صاحب۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

''ککنگ کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین کے مطابق جب کوئی ککنگ میں مصروف ہو تو اسے آوازیں نہیں دینی چاہئیں''...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی۔

''سوپر فیاض جس انداز میں آ رہا ہے اس کے بعد نہ ککنگ رہے گا اور نہ ککنگ کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین۔ اس لئے اس موقعے کو غنیمت سمجھو اور سوپر فیاض کا گیٹ پر استقبال کرو۔ اسے باقاعدہ سیلوٹ مارو اور پھر اسے اعلیٰ ترین چائے کا کپ پلاؤ۔ ساتھ ہی پوری ٹرالی بھر کر سنیکس اور بسکٹ کی بھی لے آؤ تاکہ مہمانداری کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین پر درست طور پر عمل درآمد ہو سکے''...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مہمانداری کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین کے تحت میزبان کو خود جا کر مہمان کا استقبال کرنا چاہئے اس لئے سوری''...... سلیمان نے ترت جواب دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کتاب اٹھائی اور اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا تاکہ کتاب کو اس کی مخصوص جگہ پر رکھ کر لباس تبدیل کر سکے کیونکہ سوپر فیاض کی دھماکہ خیز آمد بتا

رہی تھی کہ شاید اسے اس کے ساتھ باہر جانا پڑے۔ کتاب رکھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا اور ابھی وہ ڈریسنگ روم میں ہی تھا کہ اس نے کال بیل کی آواز سنی اور پھر یہ بیل مسلسل بجتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کو راہداری میں تیز تیز قدموں کی آواز سنائی دی تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان نے گھنٹی بجانے کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین ضرور سوپر فیاض کو بتانے ہیں اور جواب میں سوپر فیاض نے جن بین الاقوامی اخلاقی قوانین کا حوالہ دینا ہے وہ بھی اسے معلوم تھا اس لئے اس نے جلدی سے کوٹ پہنا اور پھر ڈریسنگ روم سے نکل کر تیزی سے سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"جناب سپرنٹنڈنٹ بن جانا اور بات ہوتی ہے اور اتنے بڑے عہدے کو نبھانا اور بات ہوتی ہے"۔ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"تم میرے منہ نہ لگا کرو۔ سمجھے۔ ورنہ کسی روز گردن گنوا بیٹھو گے"...... سوپر فیاض کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ آندھی اور طوفان کی طرح سٹنگ روم میں داخل ہوا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ کیوں سلیمان کو ڈانٹ رہے ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ وہ ڈیڈی اور اماں بی کا کس قدر لاڈلا ہے۔ اگر اس نے تمہاری ڈیڈی سے شکایت کر دی تو سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے نظر آؤ گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر اداکار

ہو۔ تم نے ہی اسے سر چڑھا رکھا ہے تاکہ وہ ہر آنے والے کی بے عزتی کرتا پھرے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار تمہارا منہ دیکھ کر اس کی جان بخشی دی ہے ورنہ گولی مار دیتا۔ نانسنس۔ تمیز ہی نہیں ہے بات کرنے کی"...... سوپر فیاض نے اور زیادہ بھڑکتے ہوئے کہا۔

"میرا منہ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ میرا تو خیال ہے کہ اب تک کروڑوں نہیں تو لاکھوں بار تم میرا منہ دیکھ چکے ہو گے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب تھا کہ میں نے تمہارا لحاظ کیا ہے۔ بہرحال چلو اٹھو میرے ساتھ چلو"...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس طرح کسی کو لے جانا تو سراسر اغوا بالجبر کے زمرے میں آتا ہے۔ اطمینان سے بیٹھو اور پہلے مجھے بتاؤ کہ تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو اور کیوں لے جانا چاہتے ہو۔ کیا میری واپسی صحیح سلامت ہو گی یا اگر نہیں ہو گی تو پھر میری لاش کس ہسپتال کے سرد خانے میں مل سکتی ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"میرے ساتھ چلو۔ جلدی۔ ورنہ تمہارے ڈیڈی خود یہاں پہنچ جائیں گے۔ اس وقت قیامت آ چکی ہے۔ سردار زمان خان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور سردار زمان خان نے مرنے سے پہلے بتایا ہے کہ اسے گولی تم نے ماری ہے"...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کون سردار زمان خان"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت کے سب سے بڑے شاپنگ پلازہ کے مالک سردار زمان خان۔ جلدی کرو۔ آؤ میرے ساتھ ورنہ مجھے تو تمہارے ڈیڈی نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ہتھکڑیاں لگا کر لے آؤں"..... سوپر فیاض نے کہا اور اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"چائے پینے کا وقت نہیں ہے۔ عمران جلدی چلو۔ حالات بے حد خراب ہیں۔ چلو میرے ساتھ ورنہ باہر فورس موجود ہے اور تمہیں واقعی ہتھکڑی لگا کر بھی لے جایا جا سکتا ہے"..... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا چلو"..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض نے جو کچھ بتایا تھا اس نے واقعی عمران کا ذہن الجھا دیا تھا۔ وہ تو سردار زمان خان کا نام بھی پہلی بار سن رہا تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ سر عبدالرحمن اتنے احمق نہیں ہیں کہ بغیر تفصیلی معلومات حاصل کئے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیں گے۔ باہر واقعی فورس موجود تھی جو ایک جیپ میں تھی جبکہ دوسری سرکاری جیپ میں صرف ڈرائیور تھا۔ سوپر فیاض، عمران سمیت اس جیپ کی عقبی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی جیپ حرکت میں آئی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا چکر ہے۔ کون ہے یہ سردار زمان خان۔ کس شاپنگ پلازہ کا مالک ہے اور کب مارا گیا ہے"..... عمران نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سردار شاپنگ پلازہ شالیمار روڈ پر ابھی حال ہی میں بنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پورے دارالحکومت میں یہ سب سے بڑا پلازہ ہے۔ اس کا مالک سردار زمان خان تھا جو پہلے کنسٹرکشن کا کام کرتا تھا۔ اس کا آفس بھی اسی پلازہ میں ہے۔ کسی نے اس کے آفس میں گھس کر اسے گولی مار دی ہے۔ گولی کی آواز سن کر باہر موجود گارڈز جب دفتر کی طرف بڑھے تو ایک آدمی دفتر سے نکل کر تیزی سے دوڑتا ہوا قریب ہی موجود ایک لفٹ میں داخل ہوا اور پھر غائب ہو گیا۔ جب گارڈز دفتر میں گئے تو سردار زمان خان زخمی پڑے ہوئے تھے۔ انہیں اٹھا کر فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ پولیس کو بھی اطلاع مل گئی اور پولیس بھی ہسپتال پہنچ گئی۔ وہاں سردار زمان خان کو ہوش آیا تو پولیس نے ڈاکٹروں کی موجودگی میں اس کا نزاعی بیان قلمبند کیا۔ اس کے بیان کے مطابق اسے مارنے والا علی عمران ہے جو ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس کا بیٹا ہے۔ وجہ اس نے یہ بتائی کہ علی عمران چاہتا تھا کہ پلازہ میں نصف کا اسے مالک بنا دیا جائے۔ سردار زمان خان کے انکار کے بعد اس نے اسے گولی مار دی۔ پولیس انسپکٹر نے ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کا نام آنے پر اپنے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا اور اعلیٰ افسر نے تمہارے

کو رپورٹ دی جس پر تمہارے ڈیڈی وہاں پہنچ گئے۔ وہاں گارڈز نے قاتل کا جو حلیہ بتایا وہ تم سے ملتا جلتا تھا۔ سردار زمان خان نزاعی بیان دینے اور اس پر دستخط کرنے کے بعد ہلاک ہو گئے تھے۔ سردار زمان خان کی ہلاکت کی اطلاع جب سیکرٹری وزارت سماجی ترقی سردار احمد خان کو ملی تو وہ خود موقع پر آ گئے۔ وہ سردار زمان خان کے کزن تھے۔ انہوں نے فوراً پولیس کو تمہارے خلاف پرچہ درج کرنے اور تمہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا لیکن اس دوران تمہارے ڈیڈی سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو اس بارے میں بتا چکے تھے اس لئے وہ خود بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر انہوں نے اس وقت تک پرچہ درج کرنے اور گرفتاری سے پولیس کو روک دیا جب تک ان کے مطابق حتمی طور پر یہ بات طے نہ ہو جائے کہ کون قاتل ہے اور پھر تمہارے ڈیڈی نے مجھے حکم دیا کہ میں جا کر تمہیں لے آؤں''...... سوپر فیاض نے پوری تفصیل سے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے میرے نام کے ساتھ باقاعدہ ڈیڈی کا نام اور عہدہ بھی بتایا ہو۔ میرے ہم نام تو کئی ہو سکتے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جو حلیہ گارڈز نے بتایا ہے وہ بھی تمہارا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیا تم نے خود انکوائری کی ہے یا صرف سنا ہے''...... عمران

نے پوچھا۔

''میرے سامنے تمہارے ڈیڈی نے گارڈز سے پوچھ گچھ کی ہے''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ میرے خلاف باقاعدہ سازش کی گئی ہے لیکن اس سازش کا مقصد کیا ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بہرحال معاملات خاصے تشویش ناک ہیں۔ خاص طور پر سیکرٹری وزارت سماجی ترقی کا بس نہیں چل رہا ورنہ وہ اپنے ہاتھوں تمہیں حوالات میں بند کر دے لیکن وہ سر سلطان کی وجہ سے بے بس ہو گیا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر جیپ کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی۔ چند لمحوں بعد جیپ مڑی اور پھر پندرہ منزلہ شاندار پلازہ کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ وہاں کاروں کا رش ہو رہا تھا۔ جیپ ایک سائیڈ پر رکی تو عمران سوپر فیاض سمیت نیچے اتر آیا۔

''کہاں ہے اس کا آفس''...... عمران نے پوچھا۔

''پندرھویں منزل پر۔ آؤ''...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر وہ ایک لفٹ کے ذریعے جلد ہی پندرھویں منزل پر پہنچ گئے۔ عمران جیسے ہی لفٹ سے باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں اس وقت سر عبدالرحمن اور سر سلطان کے ساتھ ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی بھی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ جنہیں باقاعدہ خضاب لگایا گیا تھا۔ اس نے سوٹ

"سر سلطان آپ قاتل کی حمایت کیوں کر رہے ہیں۔ پولیس خود ہی اس سے تفتیش کر لے گی۔ یہ پولیس کا کام ہے آپ کا نہیں"...... سیکرٹری وزارت سماجی ترقی سردار احمد خان نے ایک بار پھر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں"..... عمران نے یکلخت سردار احمد خان کی طرف مڑ کر کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔

"تم کون ہوتے ہو مجھ سے اس انداز میں پوچھنے والے۔ میں وزارت سماجی ترقی کا سیکرٹری ہوں۔ سمجھے۔ ایک تو تم نے میرے کزن کو دن دہاڑے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے دوسرا تم اس طرح اکڑتے پھر رہے ہو"..... سردار احمد خان نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سردار صاحب۔ آپ پلیز خاموش ہو جائیں"..... سر سلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان۔ یہ سب آپ کی موجودگی میں ہو رہا ہے۔ اب کیا مجھے چیف کو رپورٹ دینی چاہئے"..... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ معاملات بے حد پیچیدہ ہیں۔ نہ صرف سردار زمان خان نے نزاعی بیان میں تمہارا نام لیا ہے بلکہ ساتھ ہی تمہارے ڈیڈی کا نام اور عہدہ بھی بتایا ہے اور پھر گارڈز نے جو حلیہ بتایا ہے وہ بھی تمہارا ہے"..... سر سلطان نے کہا۔ اسی لیے

پہن رکھا تھا۔ ادھر ادھر پولیس کے افسران اور دیگر لوگ بھی موجود تھے۔ عمران اور سوپر فیاض کے وہاں پہنچتے ہی وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ہاں گارڈز نے واقعی اس کا ہی حلیہ بتایا ہے۔ یہی میرے کزن کا قاتل ہے"..... اس مونچھوں والے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران۔ ادھر آؤ"..... سر سلطان نے اٹھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان کے اٹھتے ہی سر عبدالرحمن بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ عمران نہیں اور تخاطب کے بین الاقوامی اخلاقی قوانین کے تحت مخاطب کا پورا نام لیا جانا چاہئے"۔ عمران جو اب تک سنجیدہ نظر آ رہا تھا یکلخت ایک بار پھر اپنے مخصوص موڈ میں آ گیا۔

"شٹ اپ۔ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے کیوں سردار زمان خان کو ہلاک کیا ہے"..... سر عبدالرحمن نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"قانون کے بین الاقوامی ضابطوں کے مطابق جب تک حتمی ثبوت نہ مل جائے تب تک کسی پر اس انداز میں الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ مجھے سوپر فیاض نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ کہاں ہیں گارڈز۔ بلائیں انہیں"..... عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

لفٹ کا دروازہ کھلا اور دو گارڈز اس ہال میں داخل ہوئے۔ وہ بے حد سہمے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی سردار احمد خان کی طرف اس انداز میں دیکھا جیسے اس سے کسی بات کی اجازت لے رہے ہوں اور سردار احمد خان نے اپنے سر کو معمولی سی حرکت دی جیسے وہ ہاں کہہ رہا ہو۔ یہ سب کچھ پلک جھپکانے میں مکمل ہو گیا تھا لیکن ظاہر ہے عمران کی نظروں سے یہ چھپ نہ سکتا تھا۔

''جی صاحب''...... ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر سر سلطان سے کہا۔

''اس نوجوان کو غور سے دیکھو اور بتاؤ کیا یہی سردار زمان خان کے آفس سے نکلا تھا''...... سر سلطان نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں مڑے اور چند لمحے غور سے عمران کو دیکھنے کے بعد ان دونوں نے بیک وقت اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''جی صاحب۔ سو فیصد یہی صاحب تھے''...... یکے بعد دیگرے دونوں گارڈز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب بتائیں کوئی اور ثبوت بھی رہ گیا ہے''...... سردار احمد خان نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''سر سلطان اب واقعی اسے آپ پولیس کے حوالے کر دیں۔ وہ خود باقی تفتیش کر لیں گے۔ میں جا رہا ہوں''...... سر عبدالرحمن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں عمران کے پہچان لئے جانے پر گہرا

صدمہ ہوا ہو۔

''ایک منٹ ڈیڈی۔ مجھ پر الزام لگایا جا رہا ہے اس لئے یہ میرا حق ہے کہ میں اصلیت کو ابھی اور اسی وقت سامنے لے آؤں''۔ عمران نے کہا۔

''اصلیت تو سامنے آ گئی ہے اور کیا کرنا ہے''...... سردار احمد خان نے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے اس گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا جس نے سردار احمد خان سے مخصوص انداز میں اشارہ کر کے پوچھا تھا۔

''میرا نام عبدالمجید ہے جناب''...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں بھائی ہو''...... عمران نے دوسرے گارڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ ہم سگے بھائی ہیں۔ اس کا نام عبدالحمید ہے''۔ پہلے گارڈ نے جواب دیا جبکہ دوسرے نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہاں تمہیں ملازمت سردار احمد خان کی سفارش پر دی گئی تھی''۔ عمران نے یکلخت پوچھا۔

''ج۔ ج۔ جی ہاں جناب۔ ہم ان کے گاؤں کے ہیں''۔ عبدالمجید نے بے ساختہ جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کوئی جرم تو نہیں ہے۔ یہ گارڈز کی شرائط پر پورا اترتے تھے

اس لئے انہیں ملازمت مل گئی"..... سردار احمد خان نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کس ڈاکٹر کی موجودگی میں نزاعی بیان لکھا گیا ہے سرسلطان اور کس پولیس آفسر نے لکھا ہے"..... عمران نے سرسلطان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"ایس پی صاحب آپ بتائیں"..... سرسلطان نے ایک سائیڈ پر کھڑے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ یہ علاقہ تھانہ گل بہار کے تحت آتا ہے۔ وہاں کا انچارج انسپکٹر عبدالرشید ہے۔ وہ ہسپتال پہنچا تھا۔ وہاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر ادریس خان نے اسے فون پر باقاعدہ کال کیا تھا"۔ پولیس آفیسر نے آگے بڑھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کو یہاں بلوائیں"..... عمران نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ اسے پولیس کے حوالے کر دیں"..... سردار احمد خان نے ایک بار پھر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ خاموش رہیں پلیز"..... سرسلطان نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ادریس خان اور انسپکٹر عبدالرشید کو یہاں بلوائیں۔ فوراً"۔ سرسلطان نے سردار احمد خان کو ڈانٹنے کے بعد ایس پی سے کہا۔

"یس سر"..... ایس پی نے کہا اور پھر مڑ کر اپنے کسی ماتحت کو

ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے عمران کہ یہ سب کیا تمہارے خلاف باقاعدہ سازش کی گئی ہے لیکن اس کی وجہ"..... سرسلطان نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وجہ تو سردار احمد خان بتائیں گے جنہوں نے اپنے کزن کو ہلاک کرایا ہے اور مجھے باقاعدہ قاتل کے طور پر سامنے لے آئے ہیں"..... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ مجھے کہہ رہے ہو تم۔ جانتے نہیں ہو مجھے"..... سردار احمد خان نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سردار احمد خان اپنے آپ کو قابو میں رکھیں۔ جسے آپ اس انداز میں مخاطب کر رہے ہیں یہ اگر چاہے تو آپ کیا مجھے بھی نوکری سے برخواست کرا سکتا ہے۔ یہ سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ہے اس لئے ہوش میں رہ کر بات کریں"۔ سرسلطان نے کہا۔

"کسی کا بھی نمائندہ ہو۔ یہ میرے کزن کا قاتل ہے"۔ سردار احمد خان نے شاید سیکرٹ سروس کا نام ہی پہلی بار سنا تھا اس لئے وہ اس کے سر سے گزر گیا تھا۔

"سرسلطان۔ انہیں کب سیکرٹری تعینات کیا گیا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"دو سال پہلے یہ وزارت قائم ہوئی تو یہ اس وقت وزارت

زراعت میں سیکشن آفیسر تھے۔ ان کا شاندار ریکارڈ دیکھتے ہوئے انہیں وزارت کا سیکرٹری تعینات کیا گیا تھا''۔۔۔۔ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی تعلیم کیا ہے''۔۔۔۔ عمران نے اس بار براہ راست سردار احمد خان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے''۔۔۔ سردار احمد خان نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سرسلطان۔ آپ انہیں ابھی اور اسی وقت نہ صرف ان کی سیٹ سے معطل کریں بلکہ آفسران کو حکم دیں کہ انہیں تحویل میں لے لیا جائے اور ان دونوں گارڈز کو بھی''۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ نانسنس''۔۔۔ سرعبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سرسلطان۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ نے دیر کی تو کیا نتائج نکل سکتے ہیں''۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''سردار احمد خان آپ کو آپ کی سیٹ سے فوری طور پر معطل کیا جاتا ہے اور پولیس آفیسرز کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ انہیں اپنی تحویل میں لے لیں اور ان دونوں گارڈز کو بھی''۔۔۔۔ سرسلطان نے فوراً ہی احکامات دینے شروع کر دیئے تو سردار احمد خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ سرعبدالرحمٰن کی حالت بھی دیکھنے والی ہو

گئی تھی۔

''یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ''۔۔۔۔ سرعبدالرحمٰن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ پلیز خاموش رہیں''۔۔۔۔ سرسلطان نے کہا جبکہ اس دوران ان کے حکم پر چار پولیس آفیسروں نے سردار احمد خان اور ان دونوں گارڈز کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ سراد احمد خان کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ وہ بار بار آنکھیں پھاڑ کر سرسلطان کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ان کا خیال ہو کہ ابھی سرسلطان خود ہی اسے مذاق قرار دے دیں گے لیکن سرسلطان کے چہرے پر پہلے سے زیادہ سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

''سیکرٹری صاحب کو عزت و احترام سے علیحدہ کمرے میں اور ان دونوں گارڈز کو علیحدہ کمرے میں بٹھا دیں''۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سرسلطان نے یہی بات پولیس آفیسر سے کہہ دی اور پھر سردار احمد خان کو جو اب مکمل طور پر خاموش ہو گیا تھا ایک خالی کمرے میں لے جایا گیا۔ دو پولیس افسران ان کے ساتھ گئے جبکہ گارڈز کو علیحدہ کمرے میں لے جایا گیا۔ دو پولیس افسران ان کے بھی ساتھ گئے تھے۔

''آپ تشریف رکھیں سرسلطان اور ڈیڈی۔ ابھی یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے''۔۔۔۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا لفٹ کا دروازہ کھلا اور

نوجوان ڈاکٹر جس نے سفید اوور آل پہن رکھا تھا لفٹ سے باہر آیا۔ اس کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر انسپکٹر تھا جو اپنے چہرے مہرے اور انداز سے ہی خاصا گھاگ اور شاطر دکھائی دے رہا تھا۔ ان دونوں نے ہال میں داخل ہوتے ہی اس انداز میں ہال کا جائزہ لیا جیسے ان کی نظریں کسی کی متلاشی ہوں۔ پھر سامنے موجود افسران کو دیکھ کر انسپکٹر نے باقاعدہ سیلوٹ کیا جبکہ ڈاکٹر نے سلام کرنے پر ہی اکتفاء کیا۔

"آپ کا نام کیا ہے ڈاکٹر"..... عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ڈاکٹر ادریس خان"..... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ سردار احمد خان کے کیا لگتے ہیں"..... عمران نے کہا تو اس کے سوال پر سر سلطان اور سر عبدالرحمٰن دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ ڈاکٹر ادریس خان بھی چونک پڑا تھا۔

"سردار صاحب کہاں ہیں"..... ڈاکٹر ادریس نے عمران کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اس طرح ادھر ادھر دیکھا جیسے وہ اب بھی سردار احمد خان کو تلاش کر رہا ہو۔

"وہ بھی آ جائیں گے۔ آپ میرے سوال کا جواب دیں"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ میری برادری کے ہیں۔ انہوں نے ہی مجھے ایمرجنسی وارڈ

میں لگوایا تھا"..... ڈاکٹر ادریس نے کہا۔

"پہلے آپ کہاں تعینات تھے"..... عمران نے پوچھا۔

"وارڈ نمبر ایک میں"..... ڈاکٹر ادریس نے جواب دیا۔

"سردار زمان خان جب ہسپتال پہنچے تو وہ پہلے سے فوت شدہ تھے۔ انہیں ایمبولینس میں موجود ڈاکٹر نے فوت شدہ قرار دے دیا تھا پھر آپ نے کیسے اسے زندہ کر کے ان کا نزاعی بیان ریکارڈ کرایا"..... عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"وہ۔ وہ۔ مم۔ مجھے تو سردار صاحب نے بیان لکھوا کر بھجوایا تھا۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے"..... ڈاکٹر ادریس خان نے یکلخت گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انسپکٹر۔ آپ نے لکھے ہوئے بیان پر دستخط کئے تھے"۔ عمران نے یکلخت ساتھ کھڑے ہوئے انسپکٹر کی طرف پلٹ کر پوچھا۔

"جج۔ جج۔ جی ہاں۔ وہ۔ وہ سردار صاحب نے مجھے ترقی دلوانے کا وعدہ کیا تھا"..... انسپکٹر نے اچانک پڑنے والی افتاد پر بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کے اچانک حملے پر وہ بوکھلا گیا تھا ورنہ چہرے مہرے سے وہ اس قدر شاطر اور عیار نظر آ رہا تھا کہ شاید آسانی سے مار نہ کھاتا۔

"آپ نے سن لیا سر سلطان اور آپ نے بھی ڈیڈی"۔ عمران نے پہلے سر سلطان اور پھر سر عبدالرحمٰن سے مخاطب ہو کر کہا جن کے چہروں پر انتہائی حیرت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

"لیکن تمہیں کیوں اس معاملے میں ملوث کیا گیا۔ تمہارا کیا تعلق ہے سردار احمد خان سے"...... سرسلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل تو سردار احمد خان بتائیں گے لیکن میرا اندازہ ہے کہ کسی غیر ملکی طاقت نے اپنے کسی مخصوص مقصد کی غرض سے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ میں اس کھیل میں کسی سطح پر شریک نہ تھا اس لئے مجھے بھی تجسس تھا کہ اس ڈرامے میں مجھے کیوں شریک کیا گیا ہے لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ اس سارے کھیل کے پیچھے کون ہے لیکن جب دونوں گارڈز ہال میں داخل ہوئے تو انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سردار احمد خان سے میرے بارے میں سوال کیا تو سردار احمد خان نے اشارے سے ہاں کر دی جس سے میں سمجھ گیا کہ اس کھیل کا اصل ہدایت کار سردار احمد خان ہے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اب سردار احمد خان کو کس کی تحویل میں دیا جائے تاکہ اصل معاملات سامنے آ سکیں"...... سرسلطان نے کہا۔

"ظاہر ہے سردار احمد خان کی وجہ سے یہ معاملہ سنٹرل انٹیلی جنس کا بن گیا ہے ورنہ تو عام پولیس کا ہوتا۔ البتہ ڈاکٹر، انسپکٹر اور گارڈز کو پولیس کی تحویل میں دیا جانا ہوگا"...... عمران نے کہا تو سرسلطان نے ہدایات دینی شروع کر دیں۔

پاکیشیائی دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے سرخ رنگ کی کار رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ سے ایک غیر ملکی نوجوان نیچے اترا اور آگے بڑھ کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا اور پھر واپس ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کا چھوٹا حصہ کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان باہر آ گیا۔

"پھاٹک کھولو آسکر"...... نوجوان نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... آسکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو نوجوان کار اندر لے گیا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ نوجوان نے سرخ رنگ کی کار پورچ میں روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا

تھا۔ ایک راہداری سے گزرتا ہوا وہ ایک بند دروازے کے سامنے
رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے مخصوص انداز میں تین بار
دستک دی تو دروازہ میکانکی انداز میں کھل گیا تو نوجوان اندر داخل
ہو گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی
سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ بھی
غیر ملکی تھی۔ اس کے چہرے پر سختی کا تاثر بے حد گہرا تھا اور آنکھوں
سے بھی سفاکی جھلک رہی تھی۔ اس کی تیز نظریں اس نوجوان پر جمی
ہوئی تھیں۔ نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی اسے سلام کیا۔

''بیٹھو روجر''...... ادھیڑ عمر عورت نے سرد لہجے میں کہا۔

''تھینک یو مادام''...... روجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور میز کی
دوسری طرف کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اس کے عقب میں
کمرے کا دروازہ خودبخود بے آواز انداز میں بند ہو چکا تھا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... مادام نے تھوڑا سا آگے جھکتے ہوئے
سرد لہجے میں کہا۔

''سوری مادام۔ ہمارے دونوں اقدامات ناکام رہے ہیں''۔
روجر نے جواب دیا تو مادام کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کی
پشت کرسی سے لگ گئی۔

''تفصیل بتاؤ''...... مادام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا
لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

''مادام۔ جب تک عمران کو پاپازو میں نہیں بلایا گیا تھا اس وقت

تک حالات مکمل طور پر ہمارے حق میں تھے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے
ڈائریکٹر جنرل نے جو عمران کا والد ہے، عمران کے خلاف کارروائی
کا حکم دے دیا تھا لیکن پلان کے خلاف سیکرٹری وزارت خارجہ
سرسلطان وہاں پہنچ گئے اور پھر عمران نے وہاں پہنچ کر سردار احمد
خان کو سرسلطان سے کہہ کر فوری طور پر معطل کرا دیا اور اسے
پولیس کی تحویل میں دے کر علیحدہ کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ پھر ڈاکٹر
اور پولیس انسپکٹر کو بلا کر اس نے ان سے اس انداز میں تابڑ توڑ
سوالات کئے کہ ان دونوں نے اصلیت بتا دی۔ اس طرح ساری
کہانی سامنے آ گئی۔ سردار احمد خان کو انٹیلی جنس کی تحویل میں دے
دیا گیا اور باقی افراد کو پولیس کی تحویل میں''...... روجر نے تفصیل
سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس سردار احمد خان نے تو ہمیں یقین دلایا تھا کہ
وہ ایسا ڈرامہ کرے گا کہ کسی کو آخری لمحے تک اصل بات کا علم نہ
ہو سکے گا''...... مادام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس نے واقعی ایسا ہی ڈرامہ رچایا تھا مادام، لیکن اس کا خیال
تھا کہ وہ چونکہ ایک وزارت کا سیکرٹری ہے اس لئے کسی کو اس پر
شبہ کرنے کی جرأت ہی نہ ہو سکے گی لیکن عمران نے اس پر شبے کا
اظہار کیا تو سردار احمد خان غصے میں آ گیا جس پر عمران کے کہنے پر
سرسلطان نے سردار احمد خان کو وہیں کھڑے کھڑے زبانی حکم کے
تحت معطل کر دیا اور اس طرح سارا کھیل بگڑ گیا''...... روجر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سردار کا کیا کیا تم نے" مادام نے پوچھا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کی اس کار کو میزائل سے اڑا دیا گیا ہے جس پر اسے لے جایا جا رہا تھا اور کار میں سوار انٹیلی جنس کے تین انسپکٹر بھی ساتھ ہی مارے گئے ہیں۔ بہرحال سردار احمد خان کے جسم کے پرخچے اڑ گئے ہیں"۔ روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مادام کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔

"گڈ۔ اب دوسرے اقدامات کے بارے میں بتاؤ" مادام نے ایک بار پھر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ ہیڈکوارٹر سے اطلاع دی گئی تھی کہ مارطانہ میں روسیاہی سفارت خانے میں کام کرنے والی سیکرٹری ماریلا کے ہاتھ پراجیکٹ کے بارے میں کوئی اہم انفارمیشن لگی ہے اور یہ انفارمیشن لے کر وہ مارطانہ سے یہاں پاکیشیا پہنچی ہے اور یہاں سے وہ روسیاہ جانا چاہتی ہے۔ ہم نے اس کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ وہ ہمارے چیک کرنے سے تھوڑی دیر پہلے کار میں سوار ہو کر شہر گئی ہے۔ ہم نے اس کی کار کے کوائف معلوم کئے اور پھر ہم نے یہ کار یہاں کے ایک رہائشی پلازہ کے سامنے سڑک پر پارکنگ میں کھڑی دیکھ لی۔ ہم نے اس رہائشی پلازہ میں چیک کیا لیکن وہ نہ ملی تو ہم نے پلازہ کے گیٹ پر چیکنگ کر لی کیونکہ اس نے بہرحال واپس تو جانا ہی تھا اور پھر اچانک وہ گیٹ پر نظر آئی تو ہم نے اسے وہیں

گولی مار دی اور ہم آگے بڑھ گئے جبکہ ہمارے آدمی پولیس ہیڈکوارٹر میں موجود تھے۔ ان کی مدد سے ہم نے چیکنگ کرائی تو ایسا کوئی لیٹر اس ماریلا سے برآمد نہیں ہوا۔ ہم نے پلازہ میں بھی چیکنگ کرائی۔ اسے مختلف راہداریوں میں گھومتے تو دیکھا گیا تھا لیکن وہ کسی کمرے میں نہیں گئی تھی اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس نے یہ لیٹر اسی رہائشی پلازہ میں کسی روسیاہی کو پہنچا دیا ہوگا تاکہ وہ اسے روسیاہ پہنچا دے۔ اسے شاید ہمارے بارے میں اطلاع مل گئی تھی لیکن مادام اس پورے پلازہ میں روسیاہی تو ایک طرف کوئی غیر ملکی بھی رہائش پذیر نہیں ہے۔ اب ماریلا بھی مر چکی ہے اور وہ لیٹر بھی غائب ہو چکا ہے جس کے حصول کے لئے یہ سب کیا گیا تھا"۔۔۔۔ روجر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو مادام کے چہرے پر مایوسی کی جھلک سی ابھر آئی۔

"یہ تو واقعی بہت برا ہوا روجر۔ لیکن وہ لیٹر کہاں جا سکتا ہے۔ لازماً اس ماریلا نے اسے کسی خاص آدمی تک پہنچایا ہوگا اور وہ آدمی اب لازماً روسیاہ جائے گا اس لئے تم ایسا کرو کہ ایئرپورٹ پر چیکنگ کراؤ۔ اس رہائشی پلازہ میں رہنے والوں کے کوائف معلوم کر لو اور اگر ان میں سے کوئی بھی روسیاہ جائے تو اس سے پہلے ایئرپورٹ پر پہنچ کر اسے چیک کراؤ"۔۔۔۔ مادام نے کہا۔

"یہ تو طویل کارروائی ہے مادام۔ ہوتی رہے گی لیکن ہمارا اصل پراجیکٹ کیا ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں سوچنا چاہئے"۔۔۔۔ روجر

نے کہا۔

"یہ جو کچھ کیا گیا ہے پراجیکٹ کے بارے میں ہی تو کیا گیا ہے۔ اگر یہ دونوں کام ہو جاتے تو پراجیکٹ سو فیصد اور فوری کامیاب ہو جاتا"۔۔۔ مادام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ آپ ہیڈکوارٹر رپورٹ دے کر ان سے ہدایات لے لیں"۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد روجر نے کہا تو مادام بے اختیار چونک پڑی۔ اس کی آنکھوں میں موجود مایوسی میں یکلخت خاصا اضافہ ہو گیا تھا۔

"تم نے یہ بات کس پیرائے میں کی ہے"۔۔۔ مادام نے کہا مگر اس کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"اس پیرائے میں مادام کہ عمران دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور جس بھونڈے طریقے سے اسے ٹریٹ کیا گیا ہے اس کے بعد یہ عمران کسی بھوت کی طرح ہمارے پیچھے پڑ جائے گا۔ آپ کو اس کے بارے میں ہیڈکوارٹر نے پہلے ہی بریف کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے اسے زیادہ اہمیت نہ دی اور سب کچھ اس سردار احمد خان پر چھوڑ دیا"۔۔۔ روجر نے کہا مگر اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری سردار احمد خان سے کوئی ملاقات ہوئی یا فون پر بھی کوئی بات چیت ہوئی ہے"۔۔۔ مادام نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے یہ سب کچھ بلاواسطہ طریقے سے کرایا ہے لیکن پھر بھی یہ عمران واقعی عفریت ہے"۔۔۔ روجر نے کہا۔

"سردار احمد خان سے ہی وہ اس معاملے کے بارے میں معلوم کر سکتا تھا لیکن وہ تو ہلاک ہو چکا ہے۔ اب کون اسے اصل بات بتائے گا"۔۔۔ مادام نے کہا۔

"سوری مادام۔ میری چھٹی حس نجانے کیوں اس عمران کے خلاف آپ کے اقدام پر مطمئن نہیں ہو رہی۔ آپ نے عمران کو براہ راست ملوث کرایا ہے لیکن آپ نے نہ ہی اس ڈرامے کو چیک کیا اور نہ ہی اس کے بارے میں ہدایات دیں۔ ایک سیکرٹری ٹائپ کا آدمی اتنا بڑا ڈرامہ اور وہ بھی عمران جیسے آدمی کے خلاف کیسے کامیاب کرا سکتا تھا۔ وہ تو ہلاک ہو گیا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی اور کو اس بارے میں بتایا ہو۔ بہرحال معاملات انتہائی سنگین ہو چکے ہیں"۔۔۔ روجر نے بڑے صاف لفظوں میں کہا تو مادام کا چہرہ ایک لمحے کے لئے اس طرح سرخ ہو گیا جیسے اچانک آگ بھڑک اٹھتی ہے لیکن دوسرے ہی لمحے وہ نارمل ہو گئی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا اصل پراجیکٹ کیا ہے"۔۔۔ مادام نے پوچھا۔

"یس مادام۔ ہمارا اصل پراجیکٹ پاکیشیا اور روسیاہی ریاست راتان کے درمیان گیس کی سپلائی کے ہونے والے معاہدے کو

سبوتاژ کرنا ہے''..... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا میں اس معاہدے کا روح رواں کون ہے''..... مادام نے اس انداز میں پوچھا جیسے استانی بچوں سے سوال کرتی ہے۔

''مادام۔ مجھے معلوم ہے کہ میری بات کی وجہ سے آپ کو غصہ آیا ہو گا لیکن آپ یہاں پہلی بار آئی ہیں جبکہ میں اکثر یہاں آتا جاتا رہتا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ یہاں دنیا کی سب سے تیز اور فعال سروس سے ہمارا سابقہ پڑ سکتا ہے اس لئے میں نے آپ کے دونوں اقدامات کی مخالفت کی تھی لیکن آپ کا اصرار تھا کہ جو کچھ آپ کر رہی ہیں وہ کسی صورت ناکام نہیں ہو سکتا اس لئے میں خاموش رہا لیکن اب نہ صرف آپ کے دونوں اقدام ناکام ہو چکے ہیں بلکہ عمران کو بھی خواہ مخواہ الرٹ کر دیا گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ سردار احمد خان ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن عمران جس کا نام ہے وہ پاتال سے بھی اصل بات نکال لائے گا اور اس کے بعد ہمارا پراجیکٹ کسی صورت بھی کامیاب نہ ہو سکے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ معاہدہ پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کی وجہ سے ہو رہا ہے کیونکہ سرسلطان کے تعلقات دوسرے ممالک سے ایسے ہیں کہ وہ سرسلطان کو کسی صورت نفی میں جواب نہیں دے سکتے اور اب بھی روسیاہ حکومت کے علاوہ ایکریمیا، یورپی ممالک اور سائبیریا کے حکام اس معاہدے کے خلاف ہیں لیکن اس کے باوجود سب جانتے ہیں کہ سرسلطان کی وجہ سے یہ معاہدہ لازماً ہو

گا۔ ہمیں چاہئے تھا کہ ہم اچانک سرسلطان پر قاتلانہ حملے کراتے اور اس طرح ان کی موت کے بعد یہ معاہدہ خودبخود ختم ہو جاتا''۔ روجر نے بڑے جذباتی انداز میں تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں حقیقت معلوم نہیں ہے۔ سنو روجر۔ جو کچھ کیا جاتا ہے بہت سوچ سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ جو بھی اقدام اٹھایا جاتا ہے وہ بھی بے حد سوچ سمجھ کر اٹھایا جاتا ہے لیکن ضروری نہیں ہوتا کہ ہر اقدام کا انجام بھی ہماری مرضی کے مطابق نکلے۔ اصل پراجیکٹ صرف اتنا نہیں جتنا تمہیں معلوم ہے۔ کرتمان اور پاکیشیا کے درمیان گیس کا جو معاہدہ ہو رہا ہے وہ ہمارے ملک مارطانہ کے لئے بھی انتہائی اہم ہے کیونکہ یہ معاہدہ آئندہ بیس سالوں کا ہے اور کرتمان کے ماہرین کو بھی معلوم ہے اور ہمیں بھی معلوم ہے کہ معاہدے کے بعد جب گیس کی سپلائی پاکیشیا کو شروع ہو گی تو زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک گیس کی سپلائی جاری رہ سکے گی۔ اس کے بعد کرتمان کے پاس گیس کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس لئے ہمارا پراجیکٹ یہ ہے کہ ہم سرسلطان کو استعمال کر کے اس معاہدے میں اس انداز میں شامل ہو جائیں کہ یا تو پاکیشیا کرتمان کی بجائے براہ راست بیس سالوں کا معاہدہ مارطانہ سے کر لے یا ایسا معاہدہ کیا جائے جس کی رو سے کرتمان کو پابند کیا جائے کہ وہ پانچ سال بعد پاکیشیا کو سپلائی کرنے کے لئے گیس ہم سے خریدے۔ کرتمان مسلم ریاست ہے جبکہ مارطانہ مسلم ریاست نہیں

ہے اس لئے پاکیشیا کرتمان سے تو معاہدہ کرنے پر تیار ہے ہم سے نہیں۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہم پاکیشیا کو اصل صورت حال بتا دیں کہ کرتمان کے پاس گیس کا جتنا ذخیرہ ہے وہ صرف پانچ سالوں تک کا ہے اس کے بعد لامحالہ پاکیشیا کو کسی اور ریاست کے ساتھ معاہدہ کرنا ہوگا اور آج جیسے ریٹ پر بعد میں معاہدہ نہ ہو سکے گا اور اس سے پاکیشیا کی معیشت پر انتہائی ناگوار اثرات مرتب ہوں گے اور اب سنو ہم نے یہ دونوں باتیں سرسلطان تک پہنچا دی ہیں لیکن اس کے باوجود کرتمان سے معاہدے کی بات چیت جاری ہے۔ چنانچہ ہیڈ کوارٹر سے ہمیں یہ ٹاسک دیا گیا ہے کہ ہم یہ معاہدہ نہ ہونے دیں۔ اب اس کی ایک صورت تو وہی ہو سکتی تھی جو تمہارے ذہن میں آئی کہ سرسلطان کو ہلاک کرا دیا جائے تو معاہدہ ختم ہو جائے گا لیکن اس سے مارطانہ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے ہم نے ایک اور پلان سوچا کہ ہم سرسلطان کو اغوا کر کے انہیں مجبور کر دیں کہ وہ اس معاہدے میں مارطانہ کو بھی شامل کریں یا کم از کم کرتمان کو مجبور کر دیں کہ وہ اس معاہدے میں مارطانہ کو شامل کرے۔ اس سلسلے میں ہمارے ہیڈ کوارٹر نے جو معلومات حاصل کیں ان کے مطابق سرسلطان کے اغوا ہوتے ہی علی عمران کو اطلاع مل جائے گی اور وہ ہر صورت میں انہیں فوری بازیاب کرا لے گا اس لئے یہ طے ہوا کہ اس انداز میں عمران کو جیل بھجوا دیا جائے کہ وہ سرسلطان کے پیچھے نہ بھاگ سکے۔ اس کام کے لئے

سردار احمد خان کو سامنے لایا گیا۔ سردار احمد خان اس لئے رضامند ہو گیا کہ بھاری معاوضے کے ساتھ ساتھ سردار زمان خان کی ہلاکت کی صورت میں اس کا ملکیتی پلازہ بھی سردار احمد خان کی ملکیت میں آ جائے گا لیکن ہمارا یہ اقدام بری طرح ناکام ہو گیا۔ سردار احمد خان کو بھی ہلاک کرنا پڑا اور عمران بھی جیل نہ گیا۔ ادھر مارسیا کے بارے میں یہ اطلاع ملی کہ اس نے ہمارے اس اقدام کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اور وہ پاکیشیا اس لئے آئی تھی کہ یہاں اعلیٰ حکام تک ہمارا منصوبہ پہنچ سکے تاکہ مارطانہ اس معاہدے میں شامل نہ ہو سکے۔ وہ یہ کام پاکیشیا میں اپنے ملک کے سفیر کے ذریعے کرانا چاہتی تھی لیکن وہ بھی ماری گئی اور اس سے وہ لیٹر بھی دستیاب نہ ہو سکا جس میں ہمارے منصوبے کے بارے میں ساری تفصیلات موجود تھیں''..... مادام نے مسلسل بولتے ہوئے اور پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ اس صورت میں کیوں نہ ہم اپنا طریقہ کار بدل دیں''۔ روجر نے کہا۔

''وہ کیا''..... مادام نے چونک کر پوچھا۔

''ہم یہ بات عمران تک پہنچا دیں کہ سرسلطان کرتمان سے بیس سالوں کے لئے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں جبکہ کرتمان کے پاس صرف پانچ سال کی گیس سپلائی موجود ہے جبکہ ہماری ریاست کو اگر اس معاہدے میں شامل کر لیا جائے تو ہم بقایا پندرہ سالوں تک گیس

سپلائی کر سکتے ہیں یا پاکیشیا براہ راست ہم سے تین سال کا معاہدہ کر لے''..... روجر نے کہا۔

''یہ دونوں طریقے آزمائے گئے تھے لیکن پاکیشیا حکومت نے انکار کر دیا کیونکہ کرتمان نے انہیں یقین دلایا ہے کہ وہ بیس سال معاہدے کی تکمیل کرے گا۔ اس کی ریاست میں گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں جن کی تلاش کا کام جاری ہے اس لئے بیس سالوں تک یہ معاہدہ کامیاب رہے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو کرتمان کسی دوسری مسلم ریاست کے ذریعے اسے تکمیل تک پہنچائے گا''۔ مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ آپ نے ابھی کہا ہے کہ سرسلطان کو اغوا کر کے انہیں مجبور کیا جائے گا۔ کیا وہ مجبور ہو جائیں گے''...... روجر نے کہا۔

''اگر ہو جائیں گے تو ٹھیک ورنہ انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ پھر جو نیا سیکرٹری وزارت خارجہ بنے گا اسے دیکھ لیا جائے گا''۔ مادام نے کہا۔

''مادام۔ پاکیشیا کی نسبت کافرستان پانچ گنا بڑا ملک ہے۔ ہم اس سے ایسا معاہدہ نہیں کر سکتے یا اپنی گیس کسی اور ملک کو فروخت نہیں کر سکتے۔ کیا ہم مجبور ہیں کہ ہر صورت میں گیس پاکیشیا کو ہی فروخت کی جائے''...... روجر نے کہا تو مادام نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''تم یہ کیا سیاسی باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو۔ ہمارا کام یہ سوچنا

نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو۔ ہمارا کام پراجیکٹ پر عمل کرنا ہے۔ بہرحال مختصراً بتا دیتی ہوں تاکہ تمہارا ذہن صاف رہے۔ پاکیشیا کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ روسیاہ اور سائبیریا کی تمام ریاستوں جہاں گیس کے نہ ختم ہونے والے ذخیرے موجود ہیں، سے دنیا کے کسی بھی ملک کو گیس فروخت کی جائے تو اس کے لئے پائپ لائن بہرحال پاکیشیا سے ہی گزارنا پڑے گی۔ بہادرستان کے راستے گیس سپلائی کی جائے تب بھی اور آران کے راستے گیس سپلائی کی جائے تب بھی۔ کافرستان گیس خریدنے کے لئے پاکیشیا کے راستے سپلائی لینے کے لئے مجبور ہے۔ آران خود گیس فروخت کرتا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ روسیاہی ریاستیں کہاں گیس فروخت کریں۔ لے دے کر پاکیشیا ہی سامنے آتا ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ پاکیشیا گیس کرتمان یا ہم سے یا آران سے خرید کر آگے صرف راہداری لینے کی بجائے خود دوسرے ملکوں سے بھاری معاوضے پر سودا کر لے یا یہ گیس خود اپنے ملک کی صنعتوں میں استعمال کر کے پوری دنیا میں بہت بڑا صنعتی ملک بن جائے''...... مادام نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ واقعی بہت معلومات رکھتی ہیں مادام۔ آئی ایم سوری کہ میں نے آپ سے اختلاف کیا''...... روجر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''ان باتوں کو چھوڑو۔ اب پراجیکٹ کا کیا کرنا ہے۔ کیا فوری

اس پر عمل کرایا جائے یا نہیں"۔۔۔ مادام نے کہا۔

"جیسے آپ حکم دیں مادام۔ ویسے میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ ہیڈکوارٹر سے پوچھ لیں۔ اس طرح کوئی بھی نتیجہ نکلے کم از کم ہم پر براہ راست کوئی الزام نہیں آئے گا"۔۔۔۔۔ روجر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں رات کو سپر چیف سے تمام صورت حال پر ڈسکس کر لوں گی اور کل تم آ جانا، پھر جو نیا حکم ہوگا ویسے ہی کر لیا جائے گا"۔۔۔۔۔ مادام نے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔۔ روجر نے کہا اور اٹھ کر اس نے سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات تھے کہ مادام نے اس کی بات مان لی ہے اور یہی روجر کے لئے بہت بڑی کامیابی تھی۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چوہان بول رہا ہوں عمران صاحب"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چوہان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا۔ تو اب فورسٹارز کو بھی بولنا آ گیا ہے۔ حیرت ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں ایک سخت مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ میں آپ کے فلیٹ پر آ رہا ہوں۔ آپ پلیز میرا انتظار کریں"۔ دوسری طرف سے چوہان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

گئی تو عمران نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی۔ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ پر اکیلا تھا۔

"چوہان کس مشکل میں پھنس گیا ہے۔ وہ سخت گھبرایا ہوا لگ رہا تھا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اب جب تک چوہان آ کر خود نہ بتاتا اسے یہاں بیٹھے بیٹھے خود اس مشکل کے بارے میں معلوم نہ ہو سکتا تھا لیکن وہ مسلسل سوچ رہا تھا کہ ایسی کیا مشکل ہو سکتی ہے کہ چوہان نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کی بجائے عمران سے بات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"چوہان ہوں عمران صاحب"...... باہر سے چوہان کی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم عمران صاحب"...... چوہان نے کہا لیکن اس کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"وعلیکم السلام۔ آؤ"...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو چوہان اندر داخل ہو گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ اسے لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔

"کیا مسئلہ ہے چوہان۔ تم نے تو مجھے بھی پریشان کر دیا ہے"۔

عمران نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا کہہ کر خود دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ خط دیکھیں عمران صاحب"..... چوہان نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے لفافہ لے کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا تو یہ عام سا لفافہ تھا اور دونوں سائیڈوں سے صاف تھا۔ اس پر کچھ نہ لکھا ہوا تھا۔ عمران نے اسے کھولا تو اندر ایک کاغذ موجود تھا۔ عمران نے کاغذ نکال کر اسے کھولا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کاغذ پر روسیاہی زبان ٹائپ کی گئی تھی۔ عمران نے ایک نظر چوہان کی طرف دیکھا جو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے کاغذ پر لکھے ہوئے الفاظ پر نظریں دوڑانا شروع کر دیں۔ وہ روسیاہی زبان کو اس طرح پڑھ رہا تھا جیسے خط مقامی زبان میں لکھا گیا ہو۔ چند لمحوں بعد اس نے خط پڑھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"یہ خط تمہیں کہاں سے ملا ہے"...... عمران نے چوہان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"عمران صاحب اب سے ایک گھنٹہ پہلے میں اپنے فلیٹ میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ کسی نے کال بیل بجانے کی بجائے زور ... دروازہ بجایا تو میں نے جا کر دروازہ کھولا تو باہر ایک غیر ملکی عورت موجود تھی۔ اس کے چہرے پر شدید بے چینی کے تاثرات تھے۔ میرے دروازہ کھولتے ہی اس نے یہ خط میرے ہاتھ میں

پکڑایا اور پھر اس سے پہلے کہ میں سنبھلتا وہ پلٹ کر دوڑتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر اس قدر تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی جیسے وہ سیڑھیاں اترنے کی بجائے اڑتی ہوئی نیچے جا رہی ہو۔ میں اس اچانک واقعے سے بے حد پریشان ہو گیا اور پھر احتیاطاً فوری طور پر میں نے اس کاغذ کو لفافے سے نکال کر دیکھا۔ اتنی بات تو میں بھی سمجھ گیا تھا کہ یہ روسیاہی زبان میں لکھا گیا ہے لیکن مجھے یہ زبان پڑھنی نہیں آتی۔ میں نے لفافہ جیب میں ڈالا اور فلیٹ سے نکل کر اس عورت کے پیچھے گیا۔ ابھی میں سیڑھیاں اتر ہی رہا تھا کہ میں نے نیچے سے فائرنگ اور ایک نسوانی چیخ کی آواز سنی۔ پھر نیچے پہنچ کر پتہ چلا کہ اس عورت کو جس نے مجھے یہ خط دیا تھا رہائشی پلازہ کے گیٹ کے قریب گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہاں اس کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ پوچھنے پر صرف اتنا معلوم ہوا کہ یہ عورت گیٹ پر پہنچی ہی تھی کہ سرخ رنگ کی چلتی ہوئی کار میں سے اس پر فائرنگ کی گئی اور یہ گر گئی۔ کار فائرنگ کرتے ہوئے آگے جا چکی تھی۔ ظاہر ہے صرف اس کا رنگ ہی دیکھا جا سکا تھا۔ چونکہ میں پولیس کے چکر میں نہ الجھنا چاہتا تھا اس لئے میں واپس اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ پلازہ کا ایک چوکیدار میرا واقف ہے۔ میں اسے کہہ آیا تھا کہ وہ اس عورت کے بارے میں جو کچھ معلوم ہو سکے وہ مجھے آ کر بتائے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چوکیدار آیا اور اس نے بتایا کہ انکوائری کے مطابق یہ عورت پیدل

اسی رہائشی پلازہ میں داخل ہوئی اور مختلف راہداریوں میں گھومتی رہی۔ اب واپس جا رہی تھی لیکن وہ جیسے ہی گیٹ پر پہنچی اسے مار گرایا گیا۔ میں یہ سن کر بے حد حیران ہوا۔ پھر میں نے اس علاقے کے پولیس اسٹیشن سے رابطہ کیا اور انچارج آفیسر سے میں نے اس غیر ملکی عورت کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس عورت کا تعلق روسیاہی سفارت خانے سے تھا۔ اس عورت کا نام ماریا تھا اور یہ وہاں سیکنڈ سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری تھی۔ اس کی کار رہائشی پلازہ کے باہر سڑک پر بنی ہوئی پارکنگ سے پولیس کو ملی ہے اور یہ عورت مارطانہ میں روسیاہی سفارت خانے سے دو روز پہلے ٹرانسفر ہو کر یہاں پاکیشیا پہنچی تھی۔ بس اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہو سکا تو میں نے سوچا کہ اس معاملے میں آپ سے رابطہ کیا جائے کیونکہ آپ ہی روسیاہی زبان پڑھ سکتے ہیں اس لئے کم از کم اس کاغذ پر جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ تو پڑھا جا سکے گا''۔۔۔ چوہان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''تمہارا روسیاہی سفارت خانے میں کوئی ایسا واقف ہے جو یہ جانتا ہو کہ تم اس رہائشی پلازہ میں رہتے ہو''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ میرا ایسا کوئی واقف نہیں۔ ویسے بھی اس رہائشی پلازہ میں جہاں تک میرا خیال ہے کوئی غیر ملکی عورت یا مرد نہیں رہتا''۔۔۔ چوہان نے حتمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"اس کاغذ پر ایک پیغام تحریر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ریاست مارطانہ کسی صورت بھی ریاست کرتمان کی گیس کا سودا نہیں ہونے دے گی اور اس سلسلے میں بلیک سٹار کو احکامات دے دیئے گئے ہیں"...... عمران نے کاغذ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مارسیلا یہ کاغذ خصوصی طور پر مجھے کیوں دے گئی ہے۔ پھر اس نے کوئی بات بھی نہیں کی۔ میں نے دروازہ کھولا اس نے لفافہ میرے ہاتھ میں پکڑایا اور تیزی سے مڑ کر سیڑھیاں اترتی چلی گئی"...... چوہان نے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے اسے شاید معلوم ہو گیا تھا کہ دشمن اس تک پہنچ گئے ہیں اور وہ اس کاغذ کو اپنے دشمنوں تک نہ پہنچنے دینا چاہتی تھی اس لئے اس نے یہ خط تمہیں دے دیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر وہ بچ گئی تو دوبارہ آ کر تم سے کاغذ لے جائے گی اور اگر اسے کچھ ہو گیا تو لامحالہ کاغذ پولیس تک پہنچ جائے گا اور چونکہ کاغذ پر مارطانہ کے روسیاتی سفارت خانے کا مونوگرام موجود ہے اس لئے لازماً پولیس اسے سفارت خانے پہنچا دے گی۔ اسے یہ بات معلوم نہیں ہو گی کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"...... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو چوہان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے عمران نے سو فیصد درست تجزیہ کیا ہو اور وہ اس سے متفق ہو۔

"آپ نے درست تجزیہ کیا ہے عمران صاحب تو اب آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کاغذ سفارت خانے پہنچا دیا جائے"...... چوہان نے کہا۔

"تم یہ کاغذ میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ میں اس سلسلے میں پہلے کچھ تحقیقات کروں گا پھر جیسے مناسب ہو گا ویسے کر لیں گے کیونکہ لفظ بلیک سٹار نے مجھے چونکا دیا ہے۔ یہ لفظ بتا رہا ہے کہ یہ معاملہ عام نہیں ہے بلکہ اس میں کوئی سیکرٹ ایجنسی ملوث ہے کیونکہ بلیک سٹار کسی ایجنسی کا نام ہی ہو سکتا ہے اس لئے اس بارے میں مزید تحقیقات ضروری ہیں"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"سلیمان موجود نہیں ہے ورنہ تمہیں چائے پیش کرتا"...... عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ چائے پھر پی لیں گے"۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر عمران اسے دروازے تک چھوڑنے آیا۔

"کوئی تم سے اس کاغذ کے بارے میں پوچھے تو تم نے مارسیلا اور اس کاغذ کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور واپس سٹنگ روم میں آ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری وزارت خارجہ ضرور کہنا ہوتا ہے۔ سیکرٹری خارجہ کہنے سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ عمران صاحب آپ۔ دراصل وزارت کا لفظ نہ کہا جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ غلط نمبر پریس ہو گیا ہے''...... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا تمہارے صاحب موجود ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ابھی بات کراتا ہوں''...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

''ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''شکر کرو تم بولنے کے قابل رہ گئے ہو ورنہ سردار احمد خان نے جس انداز میں تم پر قتل کا کیس ڈالنے کا ڈرامہ کیا تھا اس سے سر عبدالرحمن تو سر عبدالرحمن میں بھی پریشان ہو گیا تھا''...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ اچھا ہدایت کار ثابت نہیں ہوا اس لئے تو اسے صفحہ ہستی سے غائب کر دیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے ڈیڈی کا ابھی فون آیا تھا۔ وہ بہت پریشان تھے کیونکہ انہیں اس سارے ڈرامے کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ آخر عمران جیسے نکمے آدمی کے لئے اتنا بڑا ڈرامہ کیوں رچایا گیا ہے اور اسے غیر ضروری طور پر اتنی اہمیت کیوں دی گئی ہے''...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''ڈیڈی کا گلہ درست ہے۔ اصل اہمیت ان کے سوپر فیاض کو دی جانی چاہئے تھی''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پھر بے چارہ فیاض اب جیل کی کوٹھڑی میں پڑا ہوتا۔ نہ مجھے وہاں جانے کی ضرورت پیش آتی نہ تم وہاں بلائے جاتے اور جس ٹائپ کا ڈرامہ تھا سوپر فیاض کے بچنے کا ایک فیصد بھی امکان نہ ہوتا۔ ویسے عمران۔ تم نے کہا تھا کہ تم اس بارے میں مزید تحقیقات کرو گے۔ اس بارے میں مزید کچھ معلوم ہوا ہے''...... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

''میں نے چیف کے گوش گزار کر دیا تھا کہ ان کا نمائندہ خصوصی بے چارہ بال بال بچا ہے اور چیف نے اپنی سروس کو لازماً آرڈر کر دیئے ہوں گے۔ ویسے چیف کی سروس مکمل طور پر سیکرٹ ہے اس لئے اب کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا ہوا ہے ورنہ سیکرٹ تو آؤٹ ہو جائے گا''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سرسلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے کیونکہ انہیں تو بہرحال معلوم

تھا کہ کون چیف ہے اور کس طرح سیکرٹ سروس کا سیکرٹ آؤٹ ہوتا ہے۔

"فون کیسے کیا تھا"..... سر سلطان نے پوچھا۔

"فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے اور بس"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ فون بند کیسے ہوتا ہے۔ رسیور کریڈل پر رکھا اور بس"..... سر سلطان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور ان کے اس خوبصورت جواب پر عمران بھی بے اختیار اپنی عادت کے خلاف ہنس پڑا۔

"آپ جب موڈ میں ہوں تو سوائے آنٹی کے اور کسی سے نہیں سنبھلتے۔ بہرحال میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ایک نوجوان اور کنوارے رکن چوہان کے فلیٹ پر ایک خوبصورت روسیاہی لڑکی آئی۔ اسے ایک محبت نامہ دے کر چلی گئی اور اسے پلازہ کے گیٹ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس لڑکی کا نام مارسیلا بتایا گیا ہے اور اس کا تعلق پاکیشیا میں روسیاہی سفارت خانے سے تھا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا لکھا ہوا تھا اس خط میں اور وہ کیوں اسے چوہان کو دے گئی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"..... سر سلطان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی بات پر تو بے چارہ چوہان پریشان ہے کہ خدا خدا کر کے

کسی نے در دل پر دستک دی لیکن وہ بھی ماری گئی۔ بہرحال اس خط میں روسیاہی زبان میں جو کچھ درج ہے اس کا مفہوم یہی نکلتا ہے کہ ریاست مارطانہ کسی صورت بھی ریاست کرتمان کی گیس کا سودا نہیں ہونے دے گی اور اس سلسلے میں بلیک سٹار کو احکامات دے دیئے گئے ہیں اور لفظ بلیک سٹار کی وجہ سے میں چونکا تھا کیونکہ یہ کسی سیکرٹ ایجنسی کا نام ہو سکتا ہے۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا تھا کہ آپ ان معاملات کے بارے میں بہت زیادہ جانتے ہیں۔ یہ مارطانہ اور کرتمان کی گیس کا کیا سلسلہ ہو سکتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ گیس سپلائی کا معاہدہ پاکیشیا اور ریاست کرتمان کے درمیان ہو رہا ہے لیکن ریاست مارطانہ کی شدید کوشش ہے کہ اس معاہدے میں اسے بھی شامل کر لیا جائے لیکن پاکیشیا ایسا نہیں چاہتا حالانکہ یہ بات درست ہے کہ اگر ریاست کرتمان نے مزید گیس کے ذخائر دریافت نہ کئے تو اس کے پاس صرف پانچ سال تک سپلائی کے لئے گیس کا ذخیرہ ہے جبکہ ریاست مارطانہ میں گیس کے بے حد وسیع ذخائر دستیاب ہوئے ہیں اور وہ ہمیں لامحدود سالوں تک گیس سپلائی کر سکتے ہیں لیکن پاکیشیا مارطانہ کے ساتھ معاہدہ نہیں کرنا چاہتا"..... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر بھی سنجیدگی کی تہہ چڑھتی چلی گئی۔

"کیوں۔ کیا وہ مہنگی گیس فروخت کرتے ہیں یا چونکہ وہ غیر

مسلم ریاست ہے اس لئے آپ اس سے معاہدہ نہیں کرنا چاہتے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"احمقوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ غیر مسلم یا مسلم ریاست کا معاہدے سے کیا تعلق اور نہ ہی ریاست مارطانہ، ریاست کرتمان سے مہنگی گیس سپلائی کرتی ہے۔ اصل بات اور ہے"...... سر سلطان نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"اصل بات کیا ہے"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا یہ بات بتانا ضروری ہے۔ کیا تمہیں پاکیشائی حکومت اور اس کے اہلکاروں پر اعتماد نہیں ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ اسے سیکرٹ بنائے ہوئے ہیں جبکہ اس معاہدے کے خلاف روسیاہی حکومت اور مارطانہ حکومت اور اس کی ایجنسیاں یہاں کام کر رہی ہیں۔ ایسی صورت میں جب گھر والے ہی لاعلم ہوں گے تو وہ دفاع کیسے کر سکیں گے"..... عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن پھر بھی یہ بات فون پر نہیں بتائی جا سکتی" سر سلطان نے کہا۔

"آپ صرف اشارہ دے دیں۔ تفصیلی بات بعد میں کر لیں گے"..... عمران نے کہا۔

"اشارہ یہ ہے کہ ہم صرف گیس چاہتے ہیں۔ اپنے ملک میں

ان کی مداخلت نہیں چاہتے اور کرتمان ہماری شرط مان چکا ہے جبکہ مارطانہ یہ شرط تسلیم نہیں کر رہا"..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ گیس پائپ لائن کی حفاظت کے لئے وہ اپنی فوج ہمارے ملک میں بھیجنا چاہتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"ہاں اور اب جب ساری بات کھل گئی ہے تو پھر سن لو۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ حکومت مارطانہ کی پشت پر کافرستان ہے۔ کافرستان نے پہلے ہی کرتمان سے گیس کا معاہدہ کر لیا ہے لیکن اس کے پاس راہداری نہیں ہے۔ اس نے آران کے ذریعے پاکیشیا پر دباؤ ڈالا لیکن ہم نے آران سے تو گیس کا معاہدہ کرنے پر آمادگی کا اظہار کر دیا لیکن کافرستان تک پاکیشیا سے گیس پائپ لائن پہنچانے کے سلسلے میں ہم نے انکار کر دیا کیونکہ کافرستان نے بھی یہی شرط لگائی تھی کہ وہ اس گیس پائپ لائن کی مستقل حفاظت کے لئے پاکیشیا میں مستقل فوجی چوکیاں قائم کرے گا اور یہ بات تسلیم کرنا ہمارے مفاد میں نہیں کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی غیر ملک کی فوج کا مستقل طور پر ہمارے ملک میں رہنا ہمارے ملک کے مفاد کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ کہ گیس پائپ لائن پاکیشیا کے انتہائی حساس علاقوں سے گزرے گی جہاں ہم کسی صورت بھی کسی غیر ملک کا داخلہ برداشت نہیں کر سکتے"..... سر سلطان نے اس بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اب میں اس بلیک سٹار کو ٹریس کراتا ہوں پھر بات آگے بڑھے گی"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ"..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آپ"..... بلیک زیرو نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے سیکرٹری وزارت سماجی ترقی سردار احمد خان کے بارے میں چھان بین کرائی ہے کہ وہ میرے خلاف اس سازش میں کس کا آلہ کار تھا"..... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی ڈیوٹی لگائی تھی لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی"..... بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں سے کہو کہ وہ اپنی تحقیقات میں تیزی لائیں کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ سب کچھ کسی بڑی واردات کی پہلی کڑی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"بڑی واردات کی پہلی کڑی۔ کیا مطلب"..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"میرے خیال میں جن لوگوں نے سردار احمد خان کے ذریعے یہ ڈرامہ رچایا ہے ان کا مقصد فوری طور پر مجھے لمبے عرصے کے لئے جیل بھجوانا تھا کیونکہ انہیں تو یہی بتایا گیا ہوگا کہ میں فری لانسر ہوں اور سیکرٹ سروس مجھے ہائر کرتی ہے اور میری عدم موجودگی میں وہ کوئی بڑا کھیل کھل کر کھیل سکتے ہیں"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میں ابھی صفدر کو کال کر کے کہتا ہوں"..... بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اس کے علاوہ پوری سیکرٹ سروس سے کہہ دو کہ انہوں نے یہاں دارالحکومت میں ویسانی ریاست مارطانہ کی ایجنسی بلیک سٹار کے بارے میں تحقیقات کرنی ہیں۔ ان کے ایجنٹ یہاں پہنچ چکے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کسی خاص چکر میں ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کو کیسے علم ہوا۔ کوئی خاص بات ہوئی ہے"..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے چوہان کے آنے اور اس کے دیئے ہوئے خط کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"لیکن چوہان نے مجھے تو کوئی رپورٹ نہیں دی"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس لئے نہیں دی کہ ابھی یہ بات واضح نہیں ہے کہ اس معاملہ کا کوئی سلسلہ سیکرٹ سروس یا ملک کے مفاد کے خلاف ہے بھی سہی یا نہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ آپ کی بات درست ہے۔ اس خط کا آپ سے یا حکومت اور ملک کے خلاف کیا تعلق بنتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے سرسلطان سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تصویر اس طرح مکمل ہوتی ہے۔ ویری بیڈ"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران بھی چونک پڑا۔

"کس طرح۔ کیا مطلب"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ بلیک سٹار یہاں کوئی بڑا کھیل کھیلنا چاہتی ہے۔ اس کھیل کا تعلق گیس معاہدے سے ہے اور اس کھیل کو کھیلنے سے پہلے وہ آپ کو میدان سے ہٹانا چاہتے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"گیس معاہدہ تو ابھی ہوا ہی نہیں ہے اور یہ معاہدہ میں نے نہیں کرنا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں اس معاہدے پر اثر انداز ہونے کے لئے انہوں نے کوئی کھیل کھیلنا ہوگا تاکہ معاہدہ ان کی مرضی کے مطابق ہو سکے اور انہیں خطرہ ہوگا کہ کھیل شروع ہوتے ہی آپ میدان میں کود پڑیں گے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے۔ تم اس بلیک سٹار کے بارے میں جس قدر جلد ممکن ہو سکے معلومات حاصل کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"صاحب۔ چائے لے آؤں"...... اچانک سلیمان نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ عمران کی فون کال کے دوران شاپنگ کر کے واپس آ گیا تھا۔ اس کے اس انداز میں بات کرنے پر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب ہے۔ تمہارے لہجے میں اس قدر شیرینی۔ کیا کوئی مٹھائی کی دکان لوٹ کر کھا لی ہے تم نے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"مٹھائی کھانے سے محبت نہیں بڑھتی۔ ایک دوسرے کو تحفے دینے سے بڑھتی ہے اور آپ کے لئے سب سے بڑا تحفہ چائے ہی ہو سکتی ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو آج کسی دکان میں دیوار پر لکھے ہوئے اقوال زریں میں سے کوئی قول زریں پڑھ لیا ہے تم نے۔ لیکن دکانوں پر تو یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ادھار محبت کی قینچی ہے"...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ پرانے دور کی باتیں ہیں صاحب۔ آپ کے دور کی نہیں۔ اس دور کے لوگ بہت آگے بڑھ چکے ہیں اور اب دکانوں پر

تحفے دے کر محبت بڑھانے کی باتیں لکھی ہوتی ہیں تاکہ خریداری
زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔ میں چائے لے آتا ہوں“..... سلیمان
نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ ویسے
سلیمان کی ان باتوں سے اس کے ذہن پر چھایا ہوا تمام تکدر دور
ہو چکا تھا اور وہ اب اپنے آپ کو خاصہ فریش محسوس کر رہا تھا۔
تھوڑی دیر بعد سلیمان نہ صرف چائے کا کپ لے آیا بلکہ نمکو سے
بھری ہوئی پلیٹ بھی لے آیا اور عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کبھی
پلیٹ کو دیکھتا اور کبھی سلیمان کو۔

”کیا ہوا صاحب۔ کیا نظر آنا بند ہو گیا ہے۔ بڑی بیگم صاحبہ کو
اطلاع دوں“..... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”ارے۔ ارے۔ کیوں مجھے واقعی نابینا کرانا ہے۔ اماں بی نے
اس قدر جوتیاں مارنی ہیں کہ آنکھیں ابل کر باہر آ گریں گی“۔
عمران نے جلدی سے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیوں ماریں گی۔ بڑی بیگم صاحبہ تو انتہائی نیک خاتون
ہیں۔ وہ تو کسی دوسرے کی تکلیف پر بے اختیار تڑپ اٹھتی ہیں۔
پھر وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو کیوں جوتیاں ماریں گی“..... سلیمان نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ تم نے چائے کے ساتھ کوئی بڑا سا ہندسہ بول دیا
ہے اور پھر جوتیاں شروع۔ اماں بی تو نیک ہیں تمہارے بارے میں
کچھ نہیں کہا جا سکتا“..... عمران نے نمکو اٹھا کر منہ میں ڈالتے

ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ آپ میرے بارے میں کسی کو گارنٹی
نہیں دے سکتے کہ میں واقعی نیک، شریف الطبع، حلیم طبع، عقل سلیم کا
مالک انتہائی ہونہار نوجوان ہوں جسے برائی چھو کر نہیں گزری“۔
سلیمان کی زبان رواں ہو گئی تو عمران حقیقتاً حیرت سے اسے دیکھنے
لگا۔

”کمال ہے۔ ایسے نستعلیق الفاظ تم نے کہاں سے یاد کر لئے
ہیں“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ کیا کہتے ہیں ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اب چونکہ ایسے
الفاظ کی ضرورت ہے اس لئے مجبوری ہے“..... سلیمان نے جواب
دیا۔

”ضرورت۔ کیسی ضرورت۔ کیا کسی کو سرٹیفکیٹ دکھانا ہے مگر کس
کو“..... عمران نے چائے کا آخری گھونٹ لے کر پیالی کو میز پر
رکھتے ہوئے کہا۔

”صاحب چائے کا دوسرا کپ لے آؤں گرما گرم“..... سلیمان
نے کہا تو عمران کی آنکھیں بے اختیار پھیل گئیں۔

”مجھے تو اب دال میں صرف کالا ہی نہیں بلکہ ساری دال ہی
کالی نظر آنے لگی ہے۔ آخر چکر کیا ہے“..... عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

”بس تھوڑا سا کام کرنا ہوگا آپ کو پھر باقی ساری زندگی آپ

کو تکلیف نہیں دوں گا''...... سلیمان نے بڑے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ کیا ہو گیا ہے۔ کیا کسی کو رقم دینے کا وعدہ کر بیٹھے ہو اور رقم نہیں ہے۔ فکر مت کرو۔ نیلے کوٹ کی خفیہ جیب میں پچاس ہزار روپے موجود ہیں جا کر لے لو۔ اب تمہاری ضرورت تو بہرحال مقدم ہے''...... عمران نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔

''پیسوں کی بات چھوڑیں اور جس پچاس ہزار کی بات آپ کر رہے ہیں وہ پچھلے ہفتے کی بات ہے۔ وہ جہاں پہنچنے تھے پہنچ چکے ہیں اور نیلا کوٹ بے چارہ ہلکا ہو چکا ہے۔ ویسے آپ کو رقم کی ضرورت ہو تو میرے پاس بہت پیسے ہیں۔ اب خود ہی بتائیں آخر ہمارا خرچہ ہی کیا ہے۔ دو آدمی کھانا کھاتے ہیں اور چائے پیتے ہیں۔ چار پانچ ہزار ہوں پھر بھی اتنا خرچ نہیں آتا۔ پھر آپ کے کوٹوں کی جیبوں سے بھی مل جاتا ہے۔ بڑی بیگم صاحبہ بھی اکثر بلا کر بھاری رقمیں دے دیتی ہیں کہ ان کے اکلوتے بیٹے کے باورچی کو کوئی پریشانی نہ ہو اور کبھی کبھار تو بڑی عجیب بات ہوتی ہے کہ بڑے صاحب بڑا سا چیک دے دیتے ہیں کہ عمران کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔ بے چارہ ادھار مانگتا پھرتا ہو گا''...... سلیمان کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

''ارے۔ ارے۔ یہ سب۔ تم وصول کرتے رہتے ہو۔ مجھے تو تم نے آج تک ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ کیوں''...... عمران نے آنکھیں

نکالتے ہوئے کہا۔

''بلی کو اطلاع مل جانے کہ فلاں جگہ دودھ پڑا ہے تو کیا وہ چھوڑے گی اس لئے عقل مند کہتے ہیں کہ ایسے معاملات میں مالکوں کو ہوا بھی نہ لگنے دی جائے۔ بہرحال آپ کو دو چار لاکھ روپے چاہئیں تو مجھ سے آپ لے سکتے ہیں لیکن پلیز اس بار ضرور مہربانی کر دیں''...... سلیمان نے منت کرتے ہوئے کہا۔

''ضرور کریں گے۔ ہم تو پیدا ہی اس دن، اس گھڑی ہوئے تھے جب ہر طرف مہربانی کی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ تم بولو کیا چاہئے تمہیں''...... عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

''کہکشاں مارکیٹ میں ایک سٹور کا مالک بخت گل ہے۔ بڑا سیدھا سادا، شریف اور ایماندار آدمی ہے۔ اس کی ایک ہی بیٹی ہے جسے وہ کسی انتہائی شریف آدمی کے ساتھ بیاہنا چاہتا ہے۔ وہ کل آپ سے ملنے آئے گا۔ آپ پلیز اسے وہ سب کچھ کہہ دیں جو میں نے بتایا ہے''...... سلیمان نے نظریں جھکائے ہوئے بڑے شرمیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''بخت گل۔ نام تو بڑا خوبصورت ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بخت گل اس کے باپ کا رکھا ہوا نام ہے اور وہ اس لئے خوبصورت ہے کہ ایک بیٹی کا باپ ہے۔ اگر اس کی بیٹی نہ ہوتی تو کوئی جنگلی آدمی کہلاتا کیونکہ تہذیب اس کے قریب سے بھی نہیں

نزری"...... سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کی بیٹی کا کیا نام ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"زرگل اور میں اسے گل پکارا کروں گا اور آپ ہی تو شعر سناتے ہیں کہ میں پکاروں ہائے گل اور تو چلائے ہائے دل"۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"ارے۔ یہ شعر تو جدائی میں پڑھا جاتا ہے۔ ابھی تو وصل کی نوبت بھی نہیں آئی اور تم نے جدائی والے شعر کہنے شروع کر دیئے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ شگون سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مستقبل کیسا ہو گا۔ لیکن بات کیسے چلی"...... عمران نے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک دکاندار نے اس بارے میں بتایا تو مجھے بخت گل سے ہمدردی ہوئی کہ بے چارہ ایک نوجوان بیٹی کا باپ ہے اور کوئی رشتہ ہی نہیں آ رہا۔ چنانچہ میں نے اس دکاندار کے ذریعے اپنی آفر کر دی۔ اس دکاندار نے بات کر لی ہے۔ اب بخت گل کل آپ سے ملے گا اور آپ کی گارنٹی سے یہ رشتہ طے ہو جائے گا لیکن یہ بات آپ سوچ لیں اگر آپ نے میرے بارے میں ڈنڈی ماری تو معاملات واقعی بے حد خراب ہو جائیں گے"...... سلیمان نے کہا۔

"ارے۔ مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ ایسی بات ہے تو میں اپنا آفر کر دوں گا۔ پھر دیکھوں گا کہ بخت گل تمہاری طرف مڑ کر بھی

دیکھتا ہے یا نہیں"...... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"چلیں ثواب کا کام ہے۔ آپ ثواب کما لیں۔ مولوی صاحب پچھلے جمعہ کے وعظ میں کہہ رہے تھے کہ دوسروں کو ثواب کمانے کا موقع دینا چاہئے۔ یہ بہت بڑا ایثار اور قربانی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے بے حد پسند کرتا ہے"...... سلیمان نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور چائے کی خالی پیالی اور نمکو کی پلیٹ اٹھا کر مڑنے لگا۔

"ارے۔ ارے۔ سنو۔ تم اتنی جلدی کیسے ایثار و قربانی پر آمادہ ہو گئے ہو۔ کیا چکر ہے۔ کیا اس لڑکی میں کوئی عیب ہے"...... عمران نے کہا۔

"خدا کا خوف کیجئے صاحب۔ اللہ سے توبہ کیجئے۔ کسی شریف آدمی کی بیٹی کے بارے میں ایسی باتیں کرنا سخت گناہ ہے"۔ سلیمان نے کہا تو عمران نے فوراً دونوں ہاتھوں سے کان پکڑے اور جھک کر میز پر ناک سے لکیریں نکالنی شروع کر دیں۔ ساتھ ساتھ وہ واقعی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کے منہ سے غلط بات نکل گئی ہے۔ یہ واقعی بہتان ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی بے حد سخت ہوتی ہے جبکہ سلیمان اس دوران مسکراتا ہوا واپس جا چکا تھا۔

"کوئی چکر ہے ضرور"...... عمران نے توبہ تائب ہونے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا

سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔
"جی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔
عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔
"ڈاکٹر شفقت بول رہا ہوں عمران بیٹے"..... دوسری طرف سے
قدرے بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے حد پریشانی تھی تو
عمران بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ڈاکٹر شفقت وزارت داخلہ کے
سیکرٹری تھے اور سرسلطان کی وجہ سے ان سے عمران کی کافی ملاقات
رہتی تھی۔ ویسے بھی ان کے سرعبدالرحمن سے پرانے خاندانی مراسم
تھے اس لئے دونوں گھروں کے افراد کا ایک دوسرے کے گھر آنا
جانا رہتا تھا لیکن عمران اس لئے اچھلا تھا کہ ڈاکٹر شفقت نے اس
سے پہلے سوائے ایک آدھ بار کے کبھی فلیٹ پر فون نہ کیا تھا۔
"کیا ہوا انکل۔ آپ پریشان لگ رہے ہیں۔ خیریت تو ہے"۔
عمران نے کہا۔
"عمران بیٹے۔ سرسلطان کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ وہ اپنے سرکاری
ڈرائیور کے ساتھ کسی سے ملنے جا رہے تھے کہ پاسبان کالونی سے
پہلے موڑ کے قریب ان کی کار سڑک کے کنارے کھڑی پولیس کو نظر
آئی۔ ڈرائیور وہیں بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ کار خالی تھی۔ کار پر
چونکہ وزارت خارجہ کی مخصوص پلیٹ موجود تھی اس لئے پولیس نے
اپنے اعلیٰ حکام کو اطلاع دی۔ پھر مجھے اطلاع ملی۔ میں نے

تمہارے ڈیڈی کو اطلاع دی تو پولیس اور تمہارے ڈیڈی کے محکمے
والے صرف اتنا معلوم کر سکے کہ سرسلطان کی کار جیسے ہی موڑ پر
پہنچی اسے رکوایا گیا اور پھر کار کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس
فائر کی گئی۔ اس کے بعد سرسلطان کو سرخ رنگ کی ایک بڑی سی کار
میں ڈال کر کہیں لے جایا گیا ہے۔ یہ اطلاع وہاں سے گزرنے
والی ایک کار کے ڈرائیور نے پولیس کو دی ہے۔ وہ خوف کی وجہ
سے وہاں رکا نہیں لیکن اس نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں دیکھا ہے کہ
دو مرد کار کا دروازہ کھول کر کسی بے ہوش بوڑھے آدمی کو کار سے
باہر نکال رہے تھے۔ سرخ رنگ کی کار سائیڈ پر کھڑی تھی۔ میں نے
صدر صاحب کو اطلاع دے دی ہے۔ صدر صاحب نے مجھے حکم دیا
ہے کہ تمہیں اطلاع دے دوں تاکہ تم اپنے چیف ایکسٹو کو اطلاع
دے سکو"..... ڈاکٹر شفقت نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
"وہ ڈرائیور جس نے یہ وقوعہ دیکھا ہے اس وقت کہاں ہے"۔
عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔
"وہ تھانہ پاسبان میں موجود ہے۔ میں نے اسے وہاں روکنے کا
حکم دیا تھا تاکہ تم اس سے مل کر معلومات حاصل کر سکو"..... ڈاکٹر
شفقت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ تھانے فون کر کے میرے بارے میں بتا دیں تاکہ
پولیس مجھ سے پورا تعاون کرے"..... عمران نے کہا۔
"میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ وہاں کا انچارج ایس ایچ او

اکبر جہاں ہے۔ وہ تم سے مکمل تعاون کرے گا" .... ڈاکٹر شفقت
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں اور صدر صاحب کو بھی تسلی
دیں۔ انشاء اللہ سر سلطان کو جلد ہی صحیح سلامت برآمد کر لیا جائے
گا۔ اللہ حافظ" .... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے فون
آنے پر تیزی سے دانش منزل کے نمبر پریس کر کے رابطہ ہونے پر
بلیک زیرو کو اطلاع دی اور خود بھی لباس تبدیل کر کے تیزی سے
بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں
سر سلطان کے اس طرح دن دھاڑے اغوا سے دھماکے سے ہو رہے
تھے۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی ریوالونگ چیئر پر بیٹھی ہوئی مادام نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ..... مادام نے بھاری سی آواز میں کہا۔

"سپیشل فون پر بات کرو" .... دوسری طرف سے انتہائی سخت
لہجے میں کہا گیا تو مادام بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ یہ آواز بلیک
سٹار کے چیف کرنل رینالڈ کی تھی۔ اس نے جلدی سے رسیور کریڈل
پر رکھا اور میز کی دراز کھول کر اندر موجود ایک چھوٹا سا فون سیٹ
نکال کر اس نے اسے میز پر رکھا۔ اس نے میز کے کنارے پر
موجود ایک بٹن پریس کیا تو کمرے کی دیواروں، دروازے اور
کھڑکیوں پر سیاہی مائل دھات کی چادریں آ گئیں۔ اب کمرہ ہر لحاظ
سے محفوظ ہو گیا تھا۔ مادام نے اطمینان بھرے انداز میں میز پر
رکھے ہوئے چھوٹے سے فون کو اٹھایا اور اس کے سب سے نیچے

موجود بٹن کو پریس کیا تو فون پیس کی سکرین پر لفظ اوکے ابھر آیا۔ اس فون کی ساخت سیل فون جیسی تھی اس لئے اس کے اوپر والے حصے میں باقاعدہ سکرین موجود تھی لیکن یہ عام سیل فون نہیں تھا اور نہ ہی کسی عام کمپنی کے نیٹ ورک سے اس کا تعلق تھا۔ اس کا لنک ایک خلائی سیارے کے ذریعے مخصوص لوگوں سے ہوتا تھا اس لئے اسے سپیشل فون کہا جاتا تھا۔ سکرین پر اوکے کے الفاظ ابھرتے ہی مادام نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد سکرین پر ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا دکھائی دینے لگا۔ سانپ کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اسے دیکھنے سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ اصلی سانپ ہے۔ چند لمحوں بعد سانپ کی تصویر غائب ہو گئی تو مادام نے ایک بار پھر اطمینان کا سانس لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سانپ کی آنکھوں سے نکلنے والی تیز لہریں اس پر پڑ رہی تھیں اور چیف آف بلیک سٹار اسے اپنے فون سیٹ کی سکرین پر دیکھ رہا ہوگا۔ سکرین پر سے سانپ کے غائب ہو جانے کا مطلب تھا کہ چیف نے اسے اوکے قرار دے دیا ہے۔

"ہیلو"۔۔ فون میں سے وہی سخت مردانہ آواز سنائی دی جس نے پہلے اسے سپیشل فون پر بات کرنے کا حکم دیا تھا۔

"مادام ڈکسن بول رہی ہوں"..... مادام نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں پاکیشیا ڈرامے سٹیج کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا"۔

دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا تو مادام ڈکسن کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"چیف۔ یہ ڈرامے نہیں تھے۔ سادہ سے ایکشن تھے جو اگر کامیاب ہو جاتے تو ہمارے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو جاتیں"۔ مادام ڈکسن نے قدرے ہکلاتے ہوئے اور خوفزدہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا اس عمران کو کسی کا قاتل قرار دلوا کر اسے جیل بھجوانے والا ڈرامہ انتہائی بچکانہ تھا۔ نانسنس۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ عمران پاکیشیا میں کس قدر بااثر اور فعال ہے۔ اس کی پشت پر ملک کی بڑی بڑی طاقتیں ہیں۔ پاکیشیا میں سب سے زیادہ اختیارات کا ملک سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے اور وہ اس چیف ایکسٹو کا مستقل نمائندہ خصوصی ہے۔ وہ اس طرح احمقانہ پلان کی بناء پر کیسے جیل جا سکتا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ اس کے بارے میں سنتے ہی پاکیشیا کا سب سے طاقتور سیکرٹری سر سلطان کیسے بذات خود وہاں پہنچ گیا تھا۔ بہرحال تم نے جو کچھ کیا وہ اچھا نہیں ہوا۔ اب عمران بھوت کی طرح تمہارے پیچھے لگ چکا ہوگا اس لئے میں نے جی ڈکام سے بات چیت کر کے اپنا لائحہ عمل تبدیل کر دیا ہے۔ اب تم نے سر سلطان کو اغوا کرا کر یہاں سے فوری طور پر کافرستان اور کافرستان سے برطانیہ بھجوانا ہے اور یہ ساری کارروائی اس انداز میں ہونی چاہئے کہ وہاں ایسا کوئی کلیو نہ رہے جس سے وہ لوگ ور

خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس واردات کا سراغ لگا سکے"۔ چیف نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کا ایک سیکرٹری سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ یہ کام تو انٹیلی جنس کے دائرہ کار میں آتا ہے"..... مادام ڈکسن نے کہا۔

"سرسلطان پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں اور وہ پاکیشیا کی انتہائی کامیاب خارجہ پالیسی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مدت ملازمت کئی سال پہلے ختم ہو جانے کے باوجود انہیں مسلسل ملازمت میں توسیع دی جا رہی ہے اس لئے ان کے اغوا کا مطلب ہو گا کہ پورے پاکیشیا میں قیامت برپا ہو جائے گی۔ پولیس، سول انٹیلی جنس، ملٹری انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس سب پاگلوں کی طرح انہیں واپس لانے کے لئے دوڑ پڑیں گے"..... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ انہیں زندہ اغوا کرنے سے کیا فائدہ ہو گا"۔ مادام ڈکسن نے کہا۔

"بہت سوچ سمجھ کر یہ پلان بنایا گیا ہے۔ سرسلطان کے اغوا کے بعد زیادہ عرصہ تک ان کی سیٹ کو خالی نہیں چھوڑا جا سکتا اور پھر جیسے ہی یہ سیٹ کسی کو دی جائے گی تو اس سے آسانی سے سودا ہو جائے گا کہ معاہدہ میں ریاست مارطانہ کو لازماً اس کی شرائط پر شامل کرے"..... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ یہ کام اس صورت میں زیادہ آسانی سے ہو سکتا

ہے کہ ہم سرسلطان کو اغوا کرنے کی بجائے ہلاک کر دیں۔ اس طرح ان کی برآمدگی کا چکر بھی ختم ہو جائے گا اور جانشینی والا کام بھی جلد ہو جائے گا"..... مادام ڈکسن نے کہا۔

"ہم اسے آخری چارے کے طور پر زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ان کی سیٹ پر کسی دوسرے کو تعینات نہ کیا گیا تو ہم سرسلطان کو اس شرط پر واپس کرنے پر رضامند ہوں گے کہ حکومت پاکیشیا مارطانہ کی شرائط پر بھی معاہدہ کرے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ سرسلطان کو زندہ واپس حاصل کرنے کے لئے وہ ہماری شرائط پر معاہدہ کر لیں گے اور ایک بار بین الاقوامی سطح پر معاہدہ ہو جائے پھر وہ اسے کینسل نہیں کر سکتے لیکن سرسلطان کی ہلاکت کے بعد دوسرے سے معاہدہ ہی منسوخ کر سکتے ہیں"..... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ پھر کیا حکم ہے"..... مادام ڈکسن نے کہا۔

"تمہارے پاس وہاں پورا سیکشن ہے۔ ایسا انتظام کرو کہ سرسلطان کو شہر میں کسی بھی جگہ ان کی کار سمیت اغوا کرو اور پھر اسے مردہ ظاہر کر کے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان پہنچا دو۔ اغوا کے ایک گھنٹے کے اندر اسے کافرستان پہنچ جانا چاہئے۔ اس کے بعد وہاں ہمارے آدمی اسے وصول کر کے فوری طور پر مارطانہ پہنچا دیں گے اور اس کے ساتھ ہی ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی اور حکومت مارطانہ خود سرسلطان کی حفاظت کرنے کی پابند ہو گی"۔ چیف نے کہا۔

"کیا اس کے ساتھ ہی یہ مشن ختم ہو جائے گا چیف"...... مادام ڈکسن نے پوچھا۔

"تم نے پہلے سے ہی اپنے اور اپنے سیکشن کی واپسی کے انتظامات کر رکھتے ہیں۔ جیسے ہی تمہیں اطلاع ملے کہ سرسلطان کافرستان پہنچ گئے ہیں تم نے اپنے سیکشن سمیت چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کرانس پہنچ جانا ہے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے بارے میں کسی طرح کوئی کلیو حاصل کر بھی لے تو وہ یہی سمجھے کہ تمہارا تعلق کرانس سے ہے اور اب تم اور تمہارے آدمیوں نے مستقل طور پر متبادل میک اپ اور کاغذات استعمال کرنے ہیں تاکہ جب تم واپس ہیڈکوارٹر پہنچو تو اپنے اصلی چہروں میں آسکو اور وہ لوگ کسی بھی طرح تم تک نہ پہنچ سکیں"...... چیف نے کہا۔

"لیس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... مادام ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم ایسے معاملات میں ماہر ہو۔ میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ تم سرسلطان کے اغوا کے معاملے میں اپنا معمولی سا کلیو بھی نہ چھوڑو"۔ چیف نے کہا۔

"لیس چیف"...... مادام ڈکسن نے کہا تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے رابطہ ختم کر دیا گیا تو مادام ڈکسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر فون آف کر کے اس نے میز کی دراز میں رکھا اور پھر بٹن پریس کر کے اس نے کمرے کی دیواروں پر آ

جانے والی سیاہ رنگ کی چادریں واپس غائب کیں اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ اپنے نمبر ٹو روجر کو سرسلطان کے اغوا اور پھر انہیں کافرستان پہنچانے اور خود سمیت پورے سیکشن کی فوری کرانس روانگی کے انتظامات کرنے کے احکامات دے سکے۔ اس کا سیکشن ایسے معاملات میں چونکہ بے حد ماہر تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ یہ معاملات اس انداز میں نمٹ جائیں گے کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی اور نہ ہی ان کے بارے میں کسی کو معمولی سا کلیو مل سکے گا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"۔۔۔ عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا رپورٹ ہے سرسلطان کے اغوا کے سلسلے میں"۔۔۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں پوچھا۔

"انہیں تلاش کیا جا رہا ہے لیکن ابھی تک کوئی مثبت رپورٹ نہیں ملی"۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ عام حالات سے زیادہ سرد تھا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جولیا کہاں ہے۔ تم نے اسے رپورٹ کیوں نہیں دی۔ براہ راست رپورٹ کیوں دے رہے ہو"۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ الفاظ بولنے کی بجائے کوڑے مار رہا ہو۔

"مس جولیا، کیپٹن شکیل کے ساتھ ہوٹلوں اور کلبوں کو چیک کر رہی ہیں"۔۔۔ صفدر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ تفصیل سے بتاؤ"۔۔۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میں نے ایئر پورٹ پر تفصیلی چیکنگ کی ہے۔ ایئر پورٹ سے ایک چارٹرڈ طیارہ ایک لاش لے کر کافرستان گیا ہے۔ یہ تقریباً سرسلطان کے اغوا سے ایک گھنٹہ بعد کی بات ہے۔ البتہ چارٹرڈ طیارہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے چارٹرڈ کرایا گیا تھا۔ اس طیارے میں اس تابوت کے ساتھ دو غیر ملکی بھی تھے جن کے کاغذات میں نے چیک کئے ہیں۔ ان کاغذات کی رو سے ان کا تعلق کرانس سے تھا لیکن وہ تابوت کافرستان یہ کہہ کر لے گئے ہیں کہ مرنے والے کے قریبی لواحقین کافرستان میں رہتے ہیں۔ وہ جب مرنے والے کا چہرہ دیکھ لیں گے تو پھر اس تابوت کو مرنے والے کے آبائی ملک کرانس لے جایا جائے گا۔ اس طیارے کو کافرستان پہنچے اس وقت آٹھ گھنٹوں سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ ایئر پورٹ سے ایک اور

اطلاع بھی ملی ہے۔ تابوت والے چارٹرڈ طیارے کے دو گھنٹے بعد ایک اور چارٹرڈ طیارے نے کرانس کے لئے پرواز کی ہے۔ اس طیارے کو بھی تابوت والے طیارے کے ساتھ ہی چارٹرڈ کرایا گیا تھا۔ اس طیارے میں ایک ادھیڑ عمر عورت اور چار غیر ملکی مرد تھے جو کاغذات کے لحاظ سے کرانس گئے ہیں اور یہ طیارہ بھی اب سے چار گھنٹے پہلے کرانس لینڈ کر چکا ہے''..... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تابوت کو چیک کیا گیا تھا''..... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''ایئر پورٹ والے تو یہی بتاتے ہیں کہ باقاعدہ ایئر پورٹ کے ڈاکٹر کو کال کر کے تابوت کے اندر موجود ایک بوڑھے آدمی کی لاش کو قانون کے مطابق چیک کیا گیا ہے لیکن یہ ڈاکٹر اب اپنی ڈیوٹی ختم کر کے گھر جا چکا ہے۔ میں نے اس کے گھر کا ایڈریس اور اس کا فون نمبر معلوم کر لیا ہے''..... صفدر نے کہا۔

''تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو''..... عمران نے اس بار پہلے سے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

''ایئر پورٹ کے پبلک فون بوتھ سے''..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کاغذات کی نقول حاصل کر کے دانش منزل پہنچاؤ''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے

چہرے پر موجود سنجیدگی کی تہہ کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

''سرخ ڈائری دینا مجھے''..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری لے کر اسے کھولا اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔

''چائے لے آؤں''..... بلیک زیرو نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں''..... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ البتہ اس کی نظریں مسلسل ڈائری کی ورق گردانی میں مصروف تھیں۔ پھر اس نے ڈائری اٹھا کر میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک مسلسل نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹایا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ دوسری گھنٹی پر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''الفریڈ ہاؤس''..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ کرانسی تھا۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ الفریڈ سے بات کرائیں''..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ ہولڈ کیجئے''..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ بھی کرانسی تھا۔

"الفریڈ بول رہا ہوں"..... بھاری آواز میں کہا گیا۔
"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔
"کیا ہوا۔ آج تم نے نام کے ساتھ اپنی آکسفورڈ یونیورسٹی والی ڈگریاں نہیں دوہرائیں۔ کہیں یونیورسٹی والوں نے ڈگریاں واپس تو نہیں لے لیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے سخت اور ستے ہوئے چہرے پر پہلی بار نرمی اور مسکراہٹ نمودار ہوئی۔
"انتہائی خوفناک واردات ہوئی ہے یہاں الفریڈ، اور واردات کرنے والے کرانس کے تھے"..... عمران نے کہا۔
"کیا واردات ہوئی ہے۔ کھل کر بات کرو"..... الفریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کو اغوا کیا گیا ہے اور پھر انہیں مردہ ظاہر کر کے تابوت میں ڈال کر چارٹرڈ طیارے سے کافرستان لے جایا گیا ہے لیکن طیارہ چارٹرڈ کرنے والے اور تابوت کے ساتھ جانے والے دونوں آدمی کرانسی تھے۔ ان کے کاغذات بھی منگوائے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک طیارہ کرانس کے لئے چارٹرڈ کرایا گیا ہے جس پر ایک ادھیڑ عمر کرانسی عورت اور چار کرانسی مرد یہاں سے کرانس گئے ہیں۔ ویسے یہاں ان کی کچھ سرگرمیوں کے ساتھ ایک نام بلیک سٹار بھی سامنے آیا ہے"..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ادھیڑ عمر عورت، بلیک سٹار۔ اوہ۔ یہ عورت تو لازماً مادام ڈکسن ہو گی اور یہ بھی بتا دوں کہ بلیک سٹار کرانس کی تنظیم نہیں ہے بلکہ یہ ایک پرائیویٹ تنظیم ہے جس کا ہیڈ کوارٹر بحرالکاہل کے کسی نامعلوم جزیرے پر ہے۔ بلیک سٹار انتہائی طاقتور اور فعال تنظیم ہے۔ عام طور پر بڑی بڑی حکومتیں اپنے خاص مقاصد حاصل کرنے کے لئے اسے ہائر کرتی ہیں"..... الفریڈ نے جواب دیا۔
"لیکن پھر کرانس کا نام سامنے کیوں آ رہا ہے"..... عمران نے پوچھا۔
"ایسا صرف دھوکہ دینے کے لئے کیا جاتا ہے۔ کرانسی کاغذات بن جاتے ہیں اور کرانسی میک اپ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح تم کرانس میں ہی ٹکریں مارتے رہ جاؤ گے"..... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ سرسلطان کو کافرستان سے کرانس لے جایا گیا ہو گا۔ پھر وہاں سے انہیں آگے کسی اور جگہ پہنچایا گیا ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔ کیا تم اس سلسلے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ معاوضے کی فکر مت کرو۔ سرسلطان کے لئے ہم تمہیں سونے میں بھی تول سکتے ہیں"..... عمران نے کہا۔
"ضروری نہیں کہ سرسلطان کو کافرستان سے بھی تابوت میں ڈال کر لایا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے انہیں بے ہوش کر کے کسی اور انداز میں لے جایا گیا ہو۔ تم مجھے سرسلطان کا حلیہ بتاؤ

قدوقامت کی تفصیل بتا دو۔ میں ایئر پورٹ سے اپنی تحقیقات کا آغاز کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا''...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک بات اور بتا دوں کہ اصل جھگڑا پاکیشیا اور کرتمان کے درمیان گیس کے معاہدے کا ہے۔ مارطانہ حکومت چاہتی ہے کہ اسے بھی اس معاہدے میں شامل کیا جائے لیکن سرسلطان ایسا نہیں چاہتے اور حکومت مارطانہ کو بھی علم ہے کہ جب تک سرسلطان رضامند نہیں ہوں گے تب تک مارطانہ کسی صورت معاہدے میں شامل نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تم نے انتہائی اہم بات بتائی ہے۔ بلیک سٹار دوسری ریاستوں کے لئے بھی کام کرتی رہتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بار اس کی خدمات مارطانہ حکومت نے ہائر کی ہوں۔ بہرحال میں سب کچھ معلوم کر لوں گا''...... الفریڈ نے اس بار بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

''تمہیں کب فون کروں اور یہ بھی سن لو کہ اس وقت حکومت پاکیشیا موت اور زندگی کے سنگم پر کھڑی ہے۔ گزرنے والا ہر لمحہ ہم پر بھاری ہو رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم چار گھنٹوں بعد مجھے فون کر لینا''...... الفریڈ نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ سرسلطان کو اغوا کر کے وہ کیا مقصد حاصل

کرنا چاہتے ہیں۔ اگر سرسلطان ان کی راہ میں رکاوٹ تھے تو وہ انہیں اغوا کرنے کی بجائے راستے سے بھی ہٹا سکتے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے خیال میں وہ پہلے سرسلطان کو جھکانے کی کوشش کریں گے اور میں جانتا ہوں کہ سرسلطان ٹوٹ تو سکتے ہیں لیکن جھک نہیں سکتے اور یقیناً انہیں بھی معلوم ہو گا کہ سرسلطان پاکیشیا کے لئے کتنی اہمیت رکھتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سرسلطان کی واپسی کو ترپ کے آخری پتے کے طور پر رکھا ہوا ہو''...... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تمہیں تو کہا گیا تھا کہ کاغذات کی نقول دانش منزل پہنچاؤ''۔ عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

''جناب۔ نقول تو میں نے حاصل کر لی تھیں لیکن میں نے سوچا کہ اس ڈاکٹر سے جس کا نام سلیم اختر ہے پہلے معلومات حاصل کر لوں تاکہ حتمی معلومات حاصل ہو سکیں۔ لیکن جناب ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ اسے بھاری رقم بطور رشوت دی گئی تھی اس لئے اس نے اس میں بیٹھ کر ساری رپورٹ تیار کی تھی۔ اس نے نہ ہی تابوت

کو چیک کیا تھا اور نہ ہی اندر موجود لاش کو''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''لیکن ڈاکٹر نے یہ سب کچھ اتنی آسانی سے کیسے قبول کر لیا''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ مجھے اس پر شک ہوا تھا جس پر میں نے اس پر تھوڑا سا تشدد کیا تو اس نے سب کچھ بتا دیا۔ میں اس وقت ڈاکٹر کے گھر سے ہی فون کر رہا ہوں۔ ویسے یہ ڈاکٹر یہاں اکیلا رہتا ہے۔ اس کے بیوی بچے کسی گاؤں میں رہتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''تم نے اس سے پوچھا ہے کہ کس نے اسے رشوت دی ہے۔ کسی غیر ملکی نے یا مقامی آدمی نے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ راسٹو کلب کے مالک ماسٹر ڈینی نے اس سے رابطہ کیا تھا۔ وہ پہلے بھی اس کے لئے کام کرتا رہتا ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اسے گولی مار دو اور کاغذات کی نقول دانش منزل پہنچا دو''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور ایک طرف پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں جناب۔ صاحب ہیں یہاں''...... دوسری

طرف سے سلیمان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سلیمان بغیر کسی ایمرجنسی یا اشد ضرورت کے دانش منزل فون نہیں کرتا تھا۔

''میں عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے''...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

''صدر صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو تلاش کر کے ان کا پیغام آپ تک پہنچا دوں کہ آپ ان سے فوری فون پر بات کریں''...... سلیمان نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ۔ اوور''...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''راسٹو کلب کے مالک ماسٹر ڈینی کو جانتے ہو۔ اوور''۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اس کے تعلقات غیر ملکی تنظیموں سے بھی رہتے ہیں۔

اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ اسلحے کی اسمگلنگ کا دھندہ کرتا ہے اور اسلحے کی سپلائی وغیرہ کے سلسلے میں اس کے غیر ملکی تنظیموں سے بھی رابطے رہتے ہیں۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا تم اکیلے اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچ سکتے ہو یا جوانا کو تمہاری مدد کے لئے بھیجوں۔ اوور"..... عمران نے کہا۔

"میں لے آتا ہوں اسے باس۔ میں آسانی سے اکیلا یہ کام کر لوں گا لیکن وہ کس سلسلے میں سامنے آیا ہے۔ کیا کوئی اسلحے کا مسئلہ ہے۔ اوور"..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان کو اغوا کر لیا گیا ہے اور اسی سلسلے میں اس کا نام سامنے آیا ہے۔ اوور اینڈ آل"..... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ ٹائیگر ایک آدمی کو لے کر رانا ہاؤس پہنچے گا۔ تم اسے بلیک روم میں جکڑ کر مجھے دانش منزل اطلاع دینا"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"..... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے صدر صاحب کو کال نہیں کی"..... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں فوری انہیں کال نہیں کرنا چاہتا تاکہ ان پر یہی تاثر پیدا ہو سکے کہ سلیمان نے بڑی مشکل سے نجانے کہاں کہاں فون کر کے مجھے ٹریس کیا ہے ورنہ انہیں شک پڑ سکتا ہے کہ سلیمان کو علم تھا کہ میں کہاں ہوں لیکن اس نے بتایا نہیں اور یہ پروٹوکول کے خلاف ہے کہ صدر کو درست معلومات مہیا نہ کی جائیں"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی بھاری آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"..... دوسری طرف سے یکلخت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"..... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو فرام دس اینڈ۔ آپ نے میرے خصوصی نمائندے کو حکم دیا تھا کہ آپ سے رابطہ کرے۔ میں نے اسے ایک اہم کام کے لئے بھیجا ہوا ہے اس لئے میں خود براہ راست کال کر رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"میں علی عمران سے یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا آپ سر سلطان

کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں یا نہیں''۔ صدر صاحب نے کہا۔

''بالکل کام ہو رہا ہے۔ سر سلطان کو اغوا کر کے ایک تابوت میں ڈال کر یہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان لے جایا گیا ہے اور کافرستان سے انہیں کرانس پہنچایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میرے آدمی کام کر رہے ہیں۔ جلد ہی یہ معلوم ہو جائے گا کہ سر سلطان اس وقت کہاں موجود ہیں۔ اس کے بعد ٹیم سر سلطان کی واپسی پر انتہائی تیزی سے کام شروع کر دے گی''..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کرانس۔ لیکن کرانس نے ایسا کیوں کیا ہے''..... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کرانس کو صرف آڑ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ کام کرانسی حکومت کا نہیں ہے بلکہ ایک بین الاقوامی تنظیم کا ہے جس کا ہیڈکوارٹر بحرالکاہل کے ایک نامعلوم جزیرے پر ہے۔ اس تنظیم کے پیچھے شاید مارطانہ حکومت ہے۔ وہ ہر صورت میں کیس معاہدے میں شامل ہونا چاہتی ہے''..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ سر سلطان نے مجھے اس بارے میں بریف کیا تھا۔ مارطانہ کو اس معاہدے میں شامل کرنے کا مطلب ہے کہ ہم اپنی آزادی اور خودمختاری کو دوسروں کے پاس گروی رکھ دیں۔ ہم کیسے یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ غیر ملکی فوجیں کسی بھی آڑ میں ہمارے ملک میں مستقل اڈے بنا لیں''..... صدر مملکت نے

کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ مارطانہ حکومت اور اس تنظیم کو سر سلطان کے اغوا کا پورا حساب دینا پڑے گا اور انشاء اللہ ہم جلد از جلد سر سلطان کو بخیر و عافیت واپس لے آئیں گے''..... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کی بات سن کر مجھے دلی اطمینان ہو گیا ہے ورنہ میں سر سلطان کے لئے بے حد پریشان ہو رہا تھا''..... صدر صاحب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ اللہ حافظ''۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ بھی تو پروٹوکول کے خلاف ہے کہ صدر صاحب کے رابطہ ختم ہونے سے پہلے رابطہ ختم کر دیا جائے''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں بطور ایکسٹو بات کر رہا تھا اس لئے پروٹوکول الٹا ہو گیا ہے۔ ہاں اگر میں بطور عمران بات کر رہا ہوتا تو پھر ظاہر ہے صدر صاحب کے فون ختم کرنے کا مجھے انتظار کرنا پڑتا''..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''شکر ہے آپ کے چہرے پر نرمی تو آئی ورنہ تو یوں لگتا تھا کہ آپ گوشت کی بجائے پتھر سے تراشے ہوئے ہوں''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''پہلے تمام واقعات مکمل اندھیرے میں تھے لیکن اب صدر کی

کال اور الفریڈ سے ہونے والی بات چیت کے بعد ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونا شروع ہوگئی ہے"..... عمران نے کہا۔

"تو اب چائے لے آؤں"..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ضرور"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کی دو پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھا کر اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے پیالی اٹھا کر چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں اور پھر اس نے ابھی چائے ختم ہی کی تھی کہ آپریشن روم میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں سمجھ گئے کہ دانش منزل کے گیٹ پر موجود مخصوص باکس سے کوئی پیکٹ اندر پہنچایا جا رہا ہے۔ جب گھنٹی کی آواز ختم ہوگئی تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نیچے والی دراز کھولی اور اندر موجود ایک پیکٹ نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے پیکٹ کھولا اور اس میں موجود کاغذات نکال کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ ایک ایک کاغذ کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد اس نے کاغذات دوبارہ پیکٹ میں ڈالے اور پیکٹ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ یہ ایئر پورٹ سے حاصل کئے گئے کاغذات کی نقول تھیں۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں رانا ہاؤس سے۔ باس تک پیغام پہنچا دیں کہ ٹائیگر آدمی کو لے کر رانا ہاؤس پہنچ چکا ہے"..... دوسری طرف سے جوزف کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پہنچ جائے گا پیغام"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جوزف واقعی ان معاملات میں بے حد محتاط رہتا ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر یا جوانا قریب موجود ہوں گے اس لئے اسے اس انداز میں بات کرنا پڑی ہے"..... عمران نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

"عمران صاحب مجھے بھی آپ نے ساتھ ساتھ بریف کئے رکھنا ہے۔ سرسلطان کے اغوا نے مجھے بھی بے حد پریشان کر دیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے"..... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس میں داخل ہو رہی تھی۔ عمران نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ سامنے ٹائیگر کھڑا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمران کو سلام کیا۔

"باس۔ سرسلطان کو کس نے اغوا کیا ہے اور کیوں ایسا کیا گیا

ہے"...... ٹائیگر نے خاصے پریشان سے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے مختصر طور پر تمام واقعات بتا دیئے۔

"اوہ۔ تو یہ ماسٹر ڈینی بلیک سٹار کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ میں نے دو روز پہلے اس سے کافی گپ شپ کی تھی لیکن اس معاملے میں اس نے منہ سے بھاپ تک نہیں نکالی ورنہ شاید ایسا نہ ہوتا"۔ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا دونوں بلیک روم میں موجود تھے۔ دونوں نے عمران کو سلام کیا۔ عمران نے ان کے سلام کا جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر ٹائیگر بیٹھ گیا تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں ان کی کرسیوں کے عقب میں کھڑے ہوئے تھے۔

"اسے کیسے اغوا کیا ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"باس۔ یہ اپنے آفس میں اکیلا تھا۔ میں نے گیس سے اسے بے ہوش کیا اور اس کے آفس کے خفیہ راستے سے اسے نکال کر کار میں ڈال کر یہاں لے آیا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر تو کلب والوں کو تمہارے اس کے آفس میں جانے کا علم ہو گا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"نہیں باس۔ میں کلب کے راستے اس کے آفس میں کبھی نہیں گیا۔ میں اس خفیہ راستے کو ہی استعمال کرتا ہوں اس لئے کسی کو بھی معلوم نہیں ہو گا کہ ماسٹر ڈینی آفس سے اٹھ کر کہاں چلا گیا

ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا اور جیب سے ایک بوتل نکال کر وہ راڈز میں جکڑے ہوئے ماسٹر ڈینی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اسے واپس جیب میں ڈالا اور پیچھے ہٹ کر دوبارہ کرسی کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ماسٹر ڈینی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگ گئے اور پھر وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ البتہ اس کا ڈھلکا ہوا سر سیدھا ہو گیا تھا۔ چند لمحوں تک وہ آنکھیں جھپکاتا رہا پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر اور عمران پر جم گئیں۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ ٹائیگر۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں کہاں ہوں"۔ ماسٹر ڈینی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام ماسٹر ڈینی ہے اور تم نے ایئر پورٹ کے ڈاکٹر سلیم الحق کو بھاری رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس تابوت کی قانونی اور ضروری چیکنگ نہ کرے اور کاغذات اوکے کر دے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"م۔ میرا کسی تابوت سے یا کسی ڈاکٹر سے کیا تعلق ہے۔ یہ

سب تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم کون ہو اور میں کہاں ہوں"..... ماسٹر ڈینی نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوانا"..... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"..... جوانا نے فوراً جواب دیا۔

"اس کی ایک آنکھ نکال دو"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"..... جوانا نے کہا اور بڑے جارحانہ انداز میں ماسٹر ڈینی کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ کیا کر رہے ہو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"..... ماسٹر ڈینی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کے حلق سے یکلخت چیخیں نکلنے لگیں کیونکہ جوانا نے بڑی بے رحمی سے اپنی ایک انگلی کسی نیزے کی طرح اس کی آنکھ میں اتار دی تھی۔ انگلی واپس کھینچ کر اس نے انگلی کو ماسٹر ڈینی کے لباس سے صاف کیا اور پیچھے ہٹ کر واپس عمران کی کرسی کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"اب بھی اگر تمہاری یادداشت واپس نہیں آئی تو دوسری آنکھ بھی نکالی جا سکتی ہے"..... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"تم۔ تم ظالم ہو۔ بے رحم ہو۔ میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے"..... ماسٹر ڈینی نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جوانا"..... عمران نے ایک بار پھر جوانا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"..... جوانا نے جواب دیا۔

"اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دو"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"..... جوانا نے جواب دیا اور ایک بار پھر جارحانہ انداز میں ماسٹر ڈینی کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"..... یکلخت ماسٹر ڈینی نے ہذیانی انداز میں بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"وہیں رک جاؤ۔ یہ جیسے ہی جھوٹ بولے گا میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور تم نے اسے ہمیشہ کے لئے اندھا کر دینا ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"..... جوانا نے ماسٹر ڈینی کے قریب رکتے ہوئے کہا۔

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں سچ بتا دوں گا۔ میں نے ایئر پورٹ کے ڈاکٹر کو ایک لاکھ روپے رشوت دے کر اس سے کاغذات بنوائے تھے"..... ماسٹر ڈینی نے کہا۔

"کس نے تمہیں اس کام کے لئے کہا تھا"..... عمران نے پوچھا۔

"میڈم ڈکسن نے"..... ماسٹر ڈینی نے جواب دیا۔

"کون ہے یہ میڈم ڈکسن اور کہاں کی رہنے والی ہے۔ تمہارا
اس سے کیا تعلق ہے"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"میری اس سے براہ راست کوئی واقفیت نہیں تھی۔ میرا لنک
اسلحہ اسمگل کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم شابو سے ہے۔ شابو
یورپی ملک رائس کی تنظیم ہے۔ شابو کا چیف رونالڈ ہے۔ رونالڈ
نے مجھے فون کر کے کہا کہ ایک بین الاقوامی تنظیم کا گروپ پاکیشیا آ
رہا ہے جس کی سربراہ مادام ڈکسن ہے۔ مادام ڈکسن کو میرا فون
نمبر دے دیا گیا ہے اور یہاں پاکیشیا میں ان کے تمام کام مقامی
سطح پر میں نے سرانجام دینے ہیں۔ اس کے عوض مجھے بھاری
معاوضہ بھی ملے گا اور آئندہ مجھے اسلحے کے معاملے میں بھی سب پر
ترجیح دی جائے گی۔ چنانچہ میں نے حامی بھر لی۔ پھر مجھے ایک
بھاری آواز والی عورت کا فون آیا اور اس نے اپنا نام مادام ڈکسن
بتایا۔ اس نے رونالڈ کے حوالے سے مجھے مختلف کام کرنے کے
لئے کہا جو میں نے سرانجام دے دیئے"..... ماسٹر ڈیٹی نے مسلسل
بولتے ہوئے کہا۔
"تمہاری اس سے ملاقات ہوئی تھی"..... عمران نے پوچھا۔
"نہیں۔ وہ بے حد محتاط رہتی تھی۔ وہ مجھے صرف فون پر
احکامات دیتی تھی"..... ماسٹر ڈیٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"طیارہ کافرستان کے لئے کس نے چارٹرڈ کرایا تھا"..... عمران
نے پوچھا۔

"کس نے"..... ماسٹر ڈیٹی نے جواب دیا۔
"دوسرا طیارہ کس نے چارٹرڈ کرایا تھا"..... عمران نے پوچھا۔
"وہ بھی مادام ڈکسن کے کہنے پر میں نے کرایا تھا"..... ماسٹر
ڈیٹی نے کہا۔
"تمہیں معلوم ہے کہ رونالڈ کہاں رہتا ہے"..... عمران نے
پوچھا۔
"ہاں۔ رائس کے دارالحکومت کراگ میں رہتا ہے لیکن میری
اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ وہ کسی سے نہیں ملتا۔ صرف
فون پر بات کرتا ہے"..... ماسٹر ڈیٹی نے جواب دیا۔
"ماسٹر ڈیٹی تم نے قومی جرم کیا ہے اس لئے تمہاری سزا موت
ہے لیکن اگر تم کوئی ایسا واضح کلیو دے دو جس سے اس تابوت میں
لے جائے جانے والے آدمی کو فوری برآمد کیا جا سکے تو تمہیں
معاف کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا۔
"قومی جرم۔ کیا مطلب۔ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ مادام ڈکسن کی
اس تنظیم کے ایک شخص کو اس انداز میں اغوا کر کے لے جایا جا رہا
ہے"..... ماسٹر ڈیٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اس تابوت میں پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ کو اغوا کر کے لے
جایا گیا ہے تاکہ پاکیشیا کو بلیک میل کر کے اس کے مفادات کو
نقصان پہنچایا جا سکے"..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''سیکرٹری خارجہ۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اوہ۔ مجھے واقعی سرے سے اس بات کا علم ہی نہیں ہو سکا ورنہ میں ہرگز ایسا نہ ہونے دیتا'' .... ماسٹر ڈینی نے کہا۔

''جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ'' .... عمران نے کہا۔

''مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں نے مادام ڈکسن کے فون پر تمام انتظامات کئے تھے۔ البتہ مجھے کہا گیا تھا کہ جب چارٹرڈ غبارہ یہاں سے پرواز کر جائے تو میں کافرستان کے اشوکا ہوٹل کے مالک رام داس کو فون کر کے اتنا کہہ دوں کہ پرندہ اڑ گیا ہے اور میں نے کہہ دیا تھا'' ..... ماسٹر ڈینی نے کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''جوانا۔ فنش اٹ'' .... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ماسٹر ڈینی عمران کی بات سمجھ کر کوئی احتجاج کرتا قریب موجود جوانا نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ہولسٹر سے مشین پسٹل کھینچا اور دوسرے لمحے کمرہ تڑتڑاہٹ اور ماسٹر ڈینی کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر خاموشی سے اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

''باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کروں'' .... بلیک روم سے باہر آ کر ٹائیگر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

''کیا معلوم کرو گے'' .... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ ماسٹر ڈینی تو صرف احکامات دیتا تھا۔ ان احکامات کی تعمیل کرنے والا اصل آدمی اس کا اسسٹنٹ مارٹن ہے اور مارٹن ایسا آدمی ہے جو بہت باخبر رہتا ہے۔ وہ جس کا کام کرتا ہے پہلے خفیہ طور پر اس کے بارے میں چھان بین کرتا ہے'' ..... ٹائیگر نے کہا۔

''اب اتنا وقت نہیں رہا کہ ہم اس قسم کے کاموں میں الجھیں۔ تم نے ہر صورت میں فوری طور پر سرسلطان کو برآمد کرانا ہے''۔ عمران نے بڑے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا جہاں فون موجود تھا۔ ٹائیگر نے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران نے کرسی پر بیٹھ کر ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کے اشارے پر ٹائیگر دوسری کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی عمران نے الفریڈ سے بات کرانے کے لئے کہا لیکن چونکہ اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہیں کیا تھا اس لئے ٹائیگر دوسری طرف سے آنے والی آواز نہ سن سکا تھا۔

''کچھ معلوم ہوا الفریڈ'' ..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے انتہائی کوشش کے بعد یہ معلوم کر لیا ہے کہ بوڑھے آدمی کو پاکیشیا سے لاش کی صورت میں کافرستان نے گیا ہے اور پھر کافرستان سے اسے مریض کی صورت میں کرائس

پہنچایا گیا ہے۔ کرانس سے اس آدمی کو جو یقیناً تمہارے ملک کے
سیکرٹری خارجہ سرسلطان تھے بحرا کاہل کے ایک معروف جزیرے
ہوناشو پہنچا دیا گیا ہے اور اب سرسلطان ہوناشو جزیرے کے سب
سے خطرناک گروپ جاؤ کے قبضے میں ہیں''..... الفریڈ نے کہا۔
''ہوناشو جزیرہ کہاں ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی مرتبہ سن رہا
ہوں''..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ہوناشو اس کا پرانا نام ہے۔ نیا نام جاؤنس ہے۔ کافی بڑا
جزیرہ ہے لیکن اس کا ایک چوتھائی حصہ انتہائی گھنے جنگلات،
دریاؤں اور دلدلوں پر مبنی ہے اور اس گھنے جنگل والے حصے پر جاؤ
گروپ کا قبضہ ہے۔ انہوں نے وہاں ان جنگلات میں چپے چپے پر
اپنے آدمی پھیلائے ہوئے ہیں اور وہ انتہائی جدید ترین اسلحہ
استعمال کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس جنگل میں ایکریمیا کی فوج
بھی جاؤ گروپ کے لیڈر سوناکر کی مرضی کے بغیر داخل نہیں ہو سکتی
اور نہ ہی ہیلی کاپٹر سے اس جنگل کو کراس کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہاں
ہر طرف انتہائی جدید ترین اینٹی کرافٹ گنیں نصب ہیں۔ جاؤ
گروپ پوری دنیا میں منشیات کا سب سے بڑا مافیا ہے اور اس
جنگل میں ان کے منشیات کے خفیہ سٹورز ہیں جہاں اس قدر
منشیات کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ جتنی منشیات شاید پوری
دنیا کے سمگلر بھی مل کر اکٹھی نہ کر سکیں اور سرسلطان کو سوناکر
تحویل میں دے دیا گیا ہے کیونکہ بلیک سٹار اور جاؤ گروپ

بے حد دوستی ہے''..... الفریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
''کیا یہ بات حتمی ہے کہ سرسلطان وہاں موجود ہیں''..... عمران
نے پوچھا۔
''ہاں۔ سو فیصد حتمی ہے۔ میں نے جاؤ گروپ کے ایک خاص
آدمی کو ایک لاکھ ڈالر دے کر اندر کی بات معلوم کرائی ہے ورنہ تو
کسی صورت بھی یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا''..... الفریڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
''اس جزیرے پر آبادی بھی ہے یا نہیں''..... عمران نے پوچھا۔
''ہاں۔ تین چوتھائی جزیرہ آباد ہے لیکن اوپن جزیرہ ہے۔
وہاں آنے جانے کے لئے کسی ویزے وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے
اس لئے وہاں سیاح ہر وقت بھرے رہتے ہیں۔ ویسے خوبصورت
ماحول اور خوبصورت موسم کا حامل جزیرہ ہے۔ بعض لوگ تو اسے
شیطانی جنت کا نام دیتے ہیں''..... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔
''وہاں کے لئے تمہارے پاس کوئی ٹپ ہے''..... عمران نے
پوچھا۔
''کیسی ٹپ''..... الفریڈ نے چونک کر کہا۔
''ہم نے ہر قیمت پر سرسلطان کو وہاں سے واپس حاصل کرنا
ہے اس کے لئے ہمیں وہاں رہنمائی چاہئے''..... عمران نے کہا۔

عام لوگ موت سے ڈرتے ہیں لیکن وہاں ایک گروپ ایسا بھی ہے جو اس گروپ کا شدید مخالف ہے کیونکہ چاؤ گروپ سے پہلے اس گروپ کا جنگل پر قبضہ تھا پھر چاؤ گروپ نے انہیں مار بھگایا اور خود جنگل پر قبضہ کر لیا۔ یہ گروپ پہلے تو خاصا مضبوط تھا لیکن پھر تتر بتر ہو کر رہ گیا۔ اب صرف چند لوگ باقی رہ گئے ہیں۔ اس گروپ کو شاؤ گروپ کہا جاتا ہے۔ ہونشو جزیرے پر شاؤ نام کا کلب ہے اور اس کلب کا مالک کنگ شاؤ ہے۔ میری اس سے کئی بار ملاقات ہو چکی ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا''..... الفریڈ نے کہا۔

''تم اسے پرنس کا حوالہ دینا۔ تفصیل نہ بتانا کیونکہ یہ سرکاری معاملہ ہے۔ نجانے وہاں کس کو حکومت کی طرف سے بھیجا جائے۔ البتہ پرنس کا حوالہ کام دے سکتا ہے''..... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گا''..... الفریڈ نے جواب دیا۔

''اب تم اپنا معاوضہ اور بینک کی تفصیل بتا دو''..... عمران نے کہا تو الفریڈ نے مطلوبہ تفصیل بتا دی۔

''شکریہ۔ پھر ملاقات ہو گی''..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر موجود سختی خاصی کم ہو گئی تھی۔

یورپی ملک راگس کے دارالحکومت کراگ کی ایک رہائشی عمارت کے ایک بڑے کمرے میں مادام ڈکسن موجود تھی۔ یہ بڑا کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ یہ عمارت مادام ڈکسن سیکشن کا ہیڈ کوارٹر تھی۔ مادام ڈکسن کی یہاں رہائش بھی تھی اور آفس بھی جبکہ اس کے سیکشن کے باقی افراد ملحقہ کوٹھی میں رہتے تھے اور مادام ڈکسن کے حکم پر وہ حرکت میں آ جاتے تھے۔ بلیک سنار کے اہم ترین منصوبے مادام ڈکسن کی نگرانی میں ہی مکمل کئے جاتے تھے۔ اس وقت بھی مادام ڈکسن اپنے آفس میں بیٹھی شراب سے بھرا ہوا گلاس پکڑے آہستہ آہستہ اور انتہائی پرسکون انداز میں چسکیاں لے لے کر پینے میں مصروف تھی۔ سر سلطان کو اغوا کرانے اور انہیں مطلوبہ مقام تک پہنچانے کا کام مادام ڈکسن کی زیر نگرانی انتہائی کامیابی سے مکمل ہو چکا تھا اور وہ چیف کو تفصیلی رپورٹ دے چکی

تھی۔ البتہ اب اسے چیف کی طرف سے تعریف کا انتظار تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف کے ذرائع پوری دنیا میں موجود ہیں اور وہ کسی بھی سیکشن کی طرف سے ملنے والی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد اس کی تصدیق اپنے ذرائع سے کرتا تھا پھر اس کی تعریف کرتا تھا یا اس کی کوتاہی کی طرف توجہ دلاتا تھا لیکن جس انداز میں یہ کام ہوا تھا اس پر مادام ڈکسن کو مکمل یقین تھا کہ چیف کھل کر اس کی کارکردگی کی تعریف کرے گا۔ وہ شراب پینے کے ساتھ ساتھ اسی بارے میں بیٹھی سوچ رہی تھی کیونکہ عام طور پر چیف کی طرف سے مشن کی تعریف دو روز بعد کر دی جاتی تھی لیکن اس بار کئی روز گزر گئے تھے لیکن چیف نے ابھی تک اس سے رابطہ تک نہ کیا تھا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو مادام ڈکسن بے اختیار مسکرا دی کیونکہ سرخ رنگ کا یہ سپیشل فون چیف کے لئے مخصوص تھا اور اس کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ کال چیف کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے شراب کے گلاس کو میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مادام ڈکسن بول رہی ہوں"...... مادام ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چیف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے بولنے کی بجائے سننے والے کو کوڑے مار رہا ہو لیکن ایسا لہجہ سن کر بھی مادام ڈکسن کے چہرے پر موجود مسکراہٹ ویسے ہی قائم رہی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لہجہ چیف کا عمومی لہجہ ہے۔

"یس چیف"...... مادام ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مادام ڈکسن تم نے واقعی پاکیشیا میں زبردست کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق تم نے وہاں کسی قسم کا کوئی کلیو نہیں چھوڑا لیکن"...... چیف نے اسی سرد لہجے میں کہا تو چیف کی بات سن کر مادام ڈکسن کا کھل اٹھنے والا چہرہ آخری لفظ لیکن پر یکلخت ست سا گیا۔

"لیکن کیا چیف"...... مادام ڈکسن نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مجھے جو معلومات ملی ہیں۔ ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سب سے خطرناک آدمی علی عمران تمہارے خلاف حرکت میں آ چکا ہے اور اس نے نہ صرف یہ معلوم کر لیا ہے کہ پاکیشیا سے سرسلطان کو اغوا بلیک سٹار کے مادام ڈکسن سیکشن نے کیا ہے بلکہ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ سرسلطان کو ہوناشو جزیرے پر جاؤ گروپ کی تحویل میں دے دیا گیا ہے"...... چیف نے کہا تو مادام ڈکسن کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیسے ممکن ہے چیف"...... مادام ڈکسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے جس انداز میں کام کیا ہے اس سے بظاہر یہ سب کچھ
ناممکن لگتا ہے لیکن میرے آدمیوں نے پاکیشیا میں جو تحقیق کی ہے
اور میرے مخصوص ذرائع سے مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے
مطابق ایئر پورٹ سے چارٹرڈ طیاروں کی باقاعدہ تحقیقات ہوئی
ہیں۔ وہاں سے کاغذات کی نقول بھی حاصل کی گئیں۔ ماسٹر ڈینی
جس نے وہاں تمام بنیادی کام کرائے اسے اس کے کلب سے
پراسرار انداز میں اغوا کر لیا گیا اور پھر اس کی لاش ایک ویران
علاقے سے پولیس کو دستیاب ہوئی۔ اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا
تھا۔ ایئر پورٹ کے ڈاکٹر جس نے ماسٹر ڈینی کے کہنے پر تابوت
کے سلسلے میں رسمی کارروائی کی تھی اسے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک
کر دیا گیا۔ اسے بھی گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا اور سب سے اہم
بات یہ کہ کرانس کے آدمی الفریڈ نے اس علی عمران سے بھاری رقم
وصول کر کے اسے نہ صرف تمہارے بلکہ سرسلطان کو ہوناشو جزیرے
میں چاؤ گروپ کی تحویل میں دینے کے بارے میں بھی تفصیل بتا
دی۔ یہ معلومات ایک مخبر ادارے کی مدد سے بھاری قیمت دے کر
میں نے حاصل کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ الفریڈ نے ہوناشو
جزیرے میں شاؤ کلب کے مالک کنگ شاؤ کی علی عمران کو ٹپ دی
ہے۔ اس کنگ شاؤ کو ہلاک کرا دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ
میں نے یہ رپورٹ مارطانہ حکومت کو بھی دے دی ہے جس پر
مارطانہ حکومت نے اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

خاتمے کا مشن بھی ہمیں ہماری منہ مانگی قیمت پر دے دیا ہے کیونکہ
یہ ان کی مجبوری ہے۔ وہ ہر قیمت پر اپنی شرائط کے تحت گیس
معاہدے میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ان کی یہ بھی
مجبوری ہے کہ سرسلطان کو طویل عرصے تک قید میں رکھا جائے جبکہ
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ساری دنیا جانتی ہے
کہ یہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ
کہ یہ سروس صرف اپنے ٹارگٹ پر کام کرتی ہے اور اس وقت ان کا
ٹارگٹ چاؤ گروپ کی تحویل سے سرسلطان کی زندہ برآمدگی ہے۔
ہم ان کا ٹارگٹ نہیں ہیں لیکن اب جبکہ ہم نے ان کے خاتمے کا
مشن بک کر لیا ہے تو اب ہمیں نہ صرف ان کا راستہ روکنا ہے بلکہ
ان کا خاتمہ بھی کرنا ہے''...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ پھر یہ کام آپ کس سیکشن کے حوالے کریں گے''۔
مادام ڈکسن نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارے، کیونکہ اس کام کا آغاز بھی تم سے ہی ہوا ہے اور
اس کا انجام بھی تمہارے ہاتھوں سے ہی ہونا چاہئے''...... چیف نے
کہا تو مادام ڈکسن کے چہرے پر یکلخت مسرت کا تاثر گہرا ہو گیا۔

''اس اعتماد کا شکریہ چیف۔ میں ابھی سے کام شروع کر دیتی
ہوں''...... مادام ڈکسن نے کہا۔

''کیا کرو گی''...... چیف نے کہا تو مادام ڈکسن بے اختیار مسکرا
دی۔

"سر۔ پاکیشیا سے ان کے کوائف منگواؤں گی اور پھر ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور کیا کرنا ہے"۔ مادام ڈکسن نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے اسے چیف کی بات سن کر بے حد حیرت ہوئی ہو۔

"مادام ڈکسن۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کوائف تمہیں کہیں سے بھی نہ مل سکیں گے۔ صرف عمران کے بارے میں معلومات مل جائیں گی لیکن میں نے اس عمران کے بارے میں جو کچھ معلوم کیا ہے اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تمہارے سامنے بیٹھا بھی رہے تو تم اسے نہیں پہچان سکو گی"...... چیف نے کہا۔

"اوہ چیف۔ پھر کیسے ان کے خلاف کام کیا جائے گا"۔ مادام ڈکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ ہوناشو پہنچنے والے ہوں گے تم اپنے سیکشن سمیت وہاں پہنچ جاؤ۔ شاؤ کلب کا کنگ شاؤ قتل کر دیا گیا ہے اور کلب میں نے خرید لیا ہے۔ اس کی مالک اب تم ہو۔ تم وہاں کسی بھی نام سے بیٹھ سکتی ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی ہوناشو پہنچ کر لازماً کنگ شاؤ سے ملنے آئیں گے۔ تم وہاں تیار رہنا۔ عمران کا خاتمہ تو تم وہیں آسانی سے کر سکتی ہو۔ اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے تمہیں ہوناشو جزیرے میں اپنے سیکشن کے آدمیوں کو پھیلانا ہوگا۔ یہ سب میری ذاتی تجویز ہے لیکن تم اپنی مرضی سے کام کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم عمران سے زیادہ

چالاک اور عیار ہو اور تمہارا سیکشن پاکیشیا سیکرٹ سروس سے زیادہ فعال اور تیز ہے۔ مجھے بہرحال ان کا خاتمہ چاہئے"..... چیف نے کہا۔

"چیف۔ کیا چاؤ گروپ کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں"۔ مادام ڈکسن نے پوچھا۔

"اوہ۔ تم چاہتی ہو کہ جنگل کے اندر جا کر ان کا خاتمہ کرو لیکن ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ چاؤ گروپ اس معاملے میں انتہائی سخت ہے۔ تمہیں یہ کام جنگل سے باہر ہی کرنا ہوگا۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ جب چاؤ گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے تو خاموشی سے واپس چلے جانے کو ہی غنیمت سمجھیں گے ورنہ وہاں دوسرا قدم ہی موت کو بلانا ہے"..... چیف نے کہا۔

"اوکے چیف۔ میں یہ چیلنج قبول کرتی ہوں"...... مادام ڈکسن نے کہا۔

"گڈ شو"...... دوسری طرف سے تعریف بھرے لہجے میں کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے بھی رسیور رکھ لیا۔ اس دوران وہ ذہن میں ایک قابل عمل منصوبہ تیار کر چکی تھی۔ اس کی لازوال کامیابی کی بنیادی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ نہ صرف فوری منصوبہ بندی کر لیتی تھی بلکہ اس کا یہ منصوبہ کامیابی سے ہمکنار بھی ہوتا تھا۔

دانش منزل کے خصوصی میٹنگ روم میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ البتہ عمران ان میں شامل نہ تھا اور ایسا کافی طویل عرصے کے بعد ہوا تھا ورنہ جولیا کو فون کر کے مشن کے بارے میں بتا دیا جاتا تھا اور پھر عمران کی ہدایات اور سربراہی میں وہ کام کرتے تھے۔ اس خصوصی میٹنگ ہال میں وہ کافی طویل عرصے بعد اکٹھے ہوئے تھے اس لئے انہیں اس بات کا اندازہ تھا کہ جو مشن انہیں سونپا جا رہا ہے وہ یقیناً بے حد اہم ہے اور اس لئے ایکسٹو نے پوری ٹیم کو یہاں اکٹھا کیا ہے۔

''میرا خیال ہے کہ سرسلطان کے اغوا کو چیف بے حد اہمیت دے رہا ہے اس لئے ہمیں یہاں اکٹھا کیا گیا ہے''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''وہی بھی چاہئے۔ سرسلطان ویسے بھی سیکرٹ سروس کے انتظا

چیف بھی ہیں اور اس کے علاوہ ان کی وجہ سے پاکیشیا کے نام پوری دنیا میں خارجہ معاملات میں ہمیشہ سربلند رہا ہے''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن سرسلطان کو اغوا کر کے وہ لوگ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ سرسلطان اصولوں پر کسی طرح بھی سودا کرنے والے نہیں ہیں''۔ چوہان نے کہا۔

''انہیں اغوا کیا گیا ہے تو لامحالہ کوئی نہ کوئی مفاد اغوا کنندگان کے سامنے ہوگا ورنہ وہ انہیں اس سے زیادہ آسانی سے ہلاک بھی کر سکتے تھے''۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ یہ سب چکر کسی گیس معاہدے کا شاخسانہ ہے''۔۔۔ صالحہ نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیا کرتمان کے ساتھ گیس کا معاہدہ کرنا چاہتا ہے ک۔ مارطانہ ریاست چاہتی ہے کہ اس کی مخصوص شرائط پر اسے بھی س معاہدے میں شامل کیا جائے لیکن سرسلطان اس پر تیار نہیں ۔ اب وہ سرسلطان کو مجبور کریں گے یا دوسری صورت میں ت پاکیشیا کو بلیک میل کریں گے کہ اگر سرسلطان انہیں زندہ اں چاہئے تو معاہدہ ان کی شرائط پر ان سے کیا جائے''۔ چوہان تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

رے۔ کیا مطلب۔ یہ میں میرج ہال میں کیسے پہنچ گیا''۔

عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے اس طرح چونک کر کہا جیسے اسے واقعی بے حد حیرت ہو رہی ہو۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ سر سلطان اغوا ہو گئے ہیں۔ اس کے باوجود تم اس انداز میں مذاق کر رہے ہو"..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو شکرانے کی نفلیں پڑھی ہیں کہ چلو ایک بوڑھا تو سیٹ سے ہٹا اور ڈبل تعداد میں شکرانے کی نفلیں تب پڑھوں گا جب دوسرا بوڑھا بھی سیٹ سے ہٹے گا"..... عمران نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دوسرا بوڑھا کون عمران صاحب"..... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اپنے ڈیڈی کی بات کر رہے ہوں گے عمران صاحب"۔ صالحہ نے کہا۔

"ارے۔ میرے ڈیڈی تو جوان ہیں کیونکہ میں ان کا جوان بیٹا جو موجود ہوں اور جن کے بیٹے جوان ہوں وہ باپ بوڑھے نہیں ہوا کرتے"..... عمران نے بڑے زور و شور سے اپنے ڈیڈی کی وکالت کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ دوسرا بوڑھا کسے کہہ رہے ہیں"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"... چیف"..... عمران نے کہا تو سب

طرح اچھل پڑے جیسے عمران نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"چیف کیسے بوڑھے ہو گئے عمران صاحب"... اس بار چوہان نے کہا۔

"بڑھاپا چھپانے کے لئے تو نقاب اوڑھے رہتا ہے ورنہ جوان آدمی تو پورے بازوؤں والی شرٹ تک نہیں پہنتا تاکہ دیکھنے والوں کو اس کے بازوؤں کی مچلتی ہوئی مچھلیاں نظر آتی رہیں"..... عمران نے جواب دیا تو سب عمران کی اس بات پر ہنس پڑے۔

"چیف اگر بوڑھا ہے تو تم بوڑھے کھوسٹ ہو"..... جولیا نے قدرے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ کہیں تم بڑھاپے کو عیب تو نہیں سمجھتیں۔ حالانکہ بڑھاپا تو انسانی زندگی کا حسن ہوتا ہے۔ سنجیدہ، باوقار، تجربہ کار، بردبار شخصیت بوڑھوں کی ہی ہو سکتی ہے۔ نوجوان تو بس اٹھکیلیاں کرتے ہوئے اکثر گہرے پانی میں غائب ہو جاتے ہیں"... عمران نے بات کو دوسرا رخ دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ سر سلطان کو اغوا کر کے کہاں پہنچایا گیا ہے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم تو مجھ سے اس انداز میں پوچھ رہے ہو جیسے سر سلطان کو اغوا ہی میں نے کرایا ہو"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اب تک تمام

معلومات حاصل کر چکے ہوں گے اور آپ کی مہیا کی ہوئی معلومات کی بناء پر چیف نے یہ میٹنگ کال کی ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں کہ روٹی تو کسی طور کما کھائے مچھندر تو اب تم بتاؤ جس مچھندر کا باورچی چوبیس گھنٹے اس کے سر چڑھا ہوا ہو وہ کیا کرے اس لئے مجبوراً کیس بنانے کے لئے کام تو بہرحال کرنا ہی پڑتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیس بنانے کے لئے آپ نے خود سرسلطان کو اغوا کرایا ہے"...... صفدر نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو باقی ساتھی تو ایک طرف صفدر کی اس بے ساختگی پر خود عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو سب بے اختیار چونک کر سیدھے ہو گئے اور جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"آپ سب کو تو معلوم ہو گا کہ سرسلطان کو دن دہاڑے اغوا کر لیا گیا ہے۔ سرسلطان نہ صرف پاکیشیا کے انتہائی اہم ترین افراد میں شامل ہیں بلکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج بھی ہیں اس لئے ایک لحاظ سے سرسلطان کو اغوا کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو باقاعدہ چیلنج کیا گیا ہے۔ سرسلطان کے اغوا کے بعد یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ یہ اغوا کس نے کرایا ہے اور اس کے پیچھے ان کے مقاصد کیا ہیں اور سرسلطان کو اغوا کر کے کہاں پہنچایا گیا

ہے۔ چنانچہ اس پر انتہائی تیزی سے کام کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں اب تمام معلومات مجھ تک پہنچ چکی ہیں۔ سرسلطان کو حکومت مارطانہ نے ایک غیر سرکاری لیکن بین الاقوامی تنظیم بلیک سٹار کے ذریعے اغوا کرایا ہے۔ بنیادی مسئلہ یہ تھا کہ پاکیشیا اور روسیاہی ریاست کرتمان کے درمیان گیس سپلائی کے طویل المیعاد معاہدے پر بات چیت جاری تھی۔ کرتمان میں گیس کے جتنے ذخائر اب تک دریافت ہوئے ہیں ان کے مطابق کرتمان زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک پاکیشیا کو گیس سپلائی کر سکتا ہے لیکن وہاں سے گیس کے مزید ذخائر ملنے کا بھی امکان ہے اور اگر نہ بھی ملے تو حکومت کرتمان نے یہ ذمہ داری اٹھائی ہے کہ وہ روسیاہ کی دوسری چھوٹی ریاستوں سے گیس لے کر پاکیشیا کو سپلائی کرتا رہے گا۔ سرسلطان اس معاہدے کے روح رواں تھے اور ان کی مدبرانہ صلاحیتوں کی وجہ سے یہ معاہدہ ہر لحاظ سے پاکیشیا کے لئے عملی اور نظریاتی دونوں طرح سے انتہائی مفید ثابت ہو سکتا تھا لیکن حکومت مارطانہ نے کافرستان کی ہ پر اس معاہدے میں مداخلت شروع کر دی اور ساتھ ہی اپنی من انی شرائط بھی پاکیشیا پر ٹھونسنے کی کوشش شروع کر دی اور ان کی ب سے ناقابل قبول شرط یہ تھی کہ پاکیشیا میں بچھائی جانے والی یس پائپ لائن کی حفاظت ان کی فوج یا کسی بھی ملک سے باہر فوج کرے گی اور یہ فوج مستقل طور پر پاکیشیا میں چوکیاں قائم ے گی اور اسے ہمیشہ کے لئے راہداری کی تمام سہولیات مہیا

رہیں گی۔ ظاہر ہے یہ شرط کافرستان کی شہ پر سامنے لائی گئی تھی جسے پاکستان کسی صورت بھی قبول نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ سرسلطان نے مارطانہ کو اس معاہدے میں شامل کرنے سے صاف انکار کر دیا کیونکہ حکومت پاکیشیا نے بھی تمام تر ذمہ داری سرسلطان پر چھوڑ دی تھی۔ پاکیشیائی صدر سے لے کر تمام اعلیٰ حکام سرسلطان کی حب الوطنی اور نیک نیتی پر مکمل اعتماد رکھتے تھے۔ جب سرسلطان پر ہر قسم کا دباؤ بے اثر رہا اور مصالحت کی ہر کوشش مکمل طور پر ناکام ہو گئی تو حکومت مارطانہ نے دوسری ٹیم تھیلی اور بلیک سٹار کے ذریعے سرسلطان کو پاکیشیا سے اغوا کرا لیا تاکہ سرسلطان کو توڑا جا سکے اور اگر وہ نہ ٹوٹیں تو پھر سرسلطان کی زندگی کو بلیک میلنگ سٹف بنا کر حکومت پاکیشیا سے اپنی مرضی کا معاہدہ کیا جا سکے۔ چونکہ یہ طویل المیعاد بین الاقوامی معاہدہ تھا اس لئے معاہدہ مکمل ہونے کے بعد پاکیشیا اس معاہدے سے کسی صورت بیک آؤٹ نہ کر سکے گا اس لئے اب یہ پاکیشیا کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ ہم فوری طور پر سرسلطان کو زندہ واپس لے آئیں اور پھر اس بلیک سٹار اور حکومت مارطانہ کے ان حکام کو جنہوں نے یہ سازش کی ہے خاطر خواہ سزا دی جا سکے۔ اس سلسلے میں جو حتمی معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق بحرالکاہل کے ایک اوپن جزیرے ہوناشو میں سرسلطان کو پہنچایا گیا ہے۔ یہ جزیرہ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ اوپن جزیرہ ہے اس لئے وہاں سیاحوں کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے جرائم پیشہ

افراد بھی موجود رہتے ہیں۔ اس جزیرے کے ایک چوتھائی حصے پر انتہائی خوفناک جنگل ہے۔ اس جنگل پر منشیات کی ایک بین الاقوامی تنظیم جسے چاؤ گروپ کہا جاتا ہے، کا قبضہ ہے اور اس نے اس جنگل کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا رکھا ہے۔ وہاں قدم قدم پر بارودی سرنگوں سے لے کر گن ٹریپس اس طرح بچھائے گئے ہیں کہ غیر متعلق آدمی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس طرح اس جنگل کی فضا کو بھی نان فلائی زون بنا دیا گیا ہے۔ وہاں سے گزرنے والے ہر ہیلی کاپٹر یا طیارے پر بغیر وارننگ کمپیوٹرائزڈ اینٹی ایئر کرافٹ میزائل چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس جنگل میں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ صرف چاؤ گروپ کے افراد ہی ان راستوں سے جنگل کے اندر جا کر زندہ واپس آ سکتے ہیں۔ اس گروپ کے سربراہ کا نام چاؤ ہے لیکن وہ صرف چیف کہلاتا ہے۔ ہم نے بین الاقوامی ڈرگ مافیا کے ذریعے اس چاؤ سے رابطہ کیا تاکہ اس سے اس معاملے میں کوئی افہام تفہیم کی جا سکے لیکن اس چاؤ نے جواب دیا کہ اگر پاکیشیا کے کسی آدمی نے اس معاملے میں مداخلت کی تو سرسلطان کو انتہائی اذیت ناک موت مار دیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس چاؤ گروپ کا بھی ساتھ ہی خاتمہ کر دیا جائے۔ اس وقت اس میٹنگ کا مقصد یہی ہے کہ آپ سب کو پس منظر سے آگاہ کر دیا جائے۔ اس مشن پر پوری ٹیم جائے گی اور اس مشن کا سربراہ عمران ہو گا اور تمام تفصیل بتانے

کے بعد اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر مجھے رپورٹ ملی کہ ٹیم میں سے کسی نے عمران کے احکامات کی معمولی سی بھی خلاف ورزی کی ہے تو پھر وہ اپنا انجام بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ عمران کو میں نے حکم دے دیا ہے کہ اس مشن کو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں مکمل ہو جانا چاہئے۔ میں سرسلطان کو ایک ہفتے کے اندر زندہ سلامت پاکیشیا میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میرے اس چیلنج پر ہر صورت پورا اترنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔ اللہ حافظ''... چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر کٹاک کی آواز سے ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو چند لمحوں تک سب حیرت اور سنسنی کی وجہ سے اپنی جگہوں پر ساکت بیٹھے رہے جبکہ عمران کرسی کی پشت کے سرے سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے ہوئے بیٹھا تھا۔

''عمران صاحب''...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ارے کیا ہوا۔ کیا چیف کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے یا وہ بڑھاپے کی وجہ سے تھک کر خاموش ہو گیا ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ وہ دس بارہ گھنٹے بولتا رہے گا اور اس دوران میں کچھ نیند کرا لوں گا''...... عمران نے سر سیدھا کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''تمہیں سنجیدہ ہونا پڑے گا۔ سمجھے''... جولیا نے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ کیوں میری اماں بی کو اس عمر میں صدمہ پہنچانا چاہتی

ہو۔ میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ تم انہیں اس سے بھی محروم کرنا چاہتی ہو''..... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ حالات واقعی بے حد سنجیدہ ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''حالات بے شک سنجیدہ ہوتے رہیں مجھے اس کی فکر نہیں لیکن میں کیسے سنجیدہ۔ میرا مطلب ہے مرد سے عورت بن سکتا ہوں۔ سنجیدہ تو کسی خاتون کا نام ہی ہو سکتا ہے اور میں اماں بی کا اکلوتا بیٹا ہوں''..... عمران نے کہا تو اس بار سب بے اختیار ہنس پڑے۔ وہ شاید اب سمجھے تھے کہ سنجیدہ ہونے پر عمران نے اماں بی کو صدمہ پہنچانے کی بات کس پیرائے میں کی تھی۔

''عمران صاحب۔ ہمیں فوراً جزیرہ ہوناشو پہنچنا ہے۔ کیا آپ نے انتظامات کر لئے ہیں''... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیسے انتظامات''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''پاکیشیا سے وہاں پہنچنے کے لئے کافی طویل سفر کرنا پڑے گا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم نے چیف کی یہ بات نہیں سنی کہ چاؤ گروپ کے چیف نے کہا ہے کہ اگر کسی پاکیشیائی نے وہاں مداخلت کی تو سرسلطان کو ہلاک کر دیا جائے گا اور تم چاہتے ہو کہ ہم باقاعدہ بینڈ باجے پر جوش دھنیں بجاتے ہوئے اور اس طرح مارچ کرتے ہوئے وہاں پہنچیں جیسے ورلڈ گیموں میں مختلف ممالک کے کھلاڑی مارچ کرتے

ہوئے شرکت کا اظہار کرتے ہیں تاکہ خدانخواستہ وہ سرسلطان کو ہلاک کر دیں اور ہم المیہ گیت گاتے ہوئے واپس آ جائیں کہ نہ رہا بانس اور نہ بج سکی بانسری"..... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"تو آپ نے کیا سوچا ہے عمران صاحب۔ بہرحال آپ ٹیم کے لیڈر ہیں"..... صالحہ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ زچ ہو کر بات کر رہی ہو۔

"پہلے ٹیم کی فزیکل فٹنس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ پھر پریکٹس وغیرہ اور آخر میں میچ کی باری آئے گی۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ فزیکل فٹنس کے لئے کیمپ کہاں لگایا جائے اور کسے بطور فزیکل فٹنس ٹرینر دعوت دی جائے تاکہ ٹیم فزیکل فٹنس معیار پر پوری اتر سکے"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو صالحہ نے اس انداز میں ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے قسم کھا لی ہو کہ وہ آئندہ کوئی بات نہیں کرے گی۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم دو گروپس بنائیں۔ ایک گروپ علیحدہ اس جنگل میں داخل ہونے کی کوشش کرے اور دوسرا گروپ علیحدہ۔ اس طرح دوطرفہ دباؤ کی وجہ سے وہ لوگ قابو میں آ سکتے ہیں"..... خاموش بیٹھے ہوئے صدیقی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ تم بہرحال چیف رہنا چاہتے ہو"..... عمران

نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"چیف تو آپ ہیں۔ ہم تو بس آپ کے ماتحت ہیں"۔ صدیقی نے کہا تو اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

"اگر جولیا اپنے فلیٹ پر پوری ٹیم کو دعوت کھلانے تو شاید سرسلطان کی فوری واپسی کی کوئی ترکیب سمجھ میں آ جائے کیونکہ کہا تو یہی جاتا ہے کہ جب تک معدہ خالی ہو دماغ بھی خالی رہتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ چیف کہہ رہا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر ہم نے ہر صورت میں سرسلطان کو واپس لانا ہے اور تم ابھی دعوتیں کھانے کی بات کر رہے ہو"..... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ایک ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں۔ پورے سات دن۔ تم تو اس طرح بات کر رہی ہو جیسے ایک ہفتہ سات گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ان حالات میں آپ کی اس انداز کی باتیں کم از کم میری سمجھ سے تو باہر ہیں"..... صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب نے ٹائیگر کو پہلے ہی وہاں بھجوا رکھا ہوگا اور اب ٹائیگر اپنی رپورٹ دے گا تو ہم یہاں سے روانہ ہوں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اکیلا چنا کیا بھاڑ جھونکے گا اس لئے بے چارہ چنا کسی کلب

میں اداس بیٹھا ہوا ہو گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے عمران صاحب۔ میٹنگ تو ختم ہو گئی اس لئے ہم واپس اپنے فلیٹس پر جا رہے ہیں۔ جب آپ کو ہماری ضرورت پڑے آپ ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے۔ ارے۔ مجھ اکیلے کو کیوں شیر کے منہ میں چھوڑے جا رہے ہو۔ مجھے بھی ساتھ لے جاؤ"...... عمران نے بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہم سب مس جولیا کے فلیٹ پر جا رہے ہیں۔ وہاں جا کر ہم سب مل کر اس مشن کا لائحہ عمل طے کریں گے۔ آپ اگر ساتھ چلنا چاہیں تو آ جائیے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتنی بھیڑ میں مس جولیا کے فلیٹ میں جا کر میں کیا کروں گا۔ ویسے بھی بھانت بھانت کے آدمیوں میں بیٹھ کر میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا ہے اس لئے میں تو اپنے فلیٹ پر جا رہا ہوں تاکہ آغا سلیمان پاشا کے ہاتھ کی چائے پی سکوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ فلیٹ کے سامنے کار روک کر وہ اترا اور کار لاک کر کے سیڑھیاں چڑھتا ہوا

اوپر پہنچ گیا۔ سلیمان موجود نہیں تھا اس لئے عمران نے مخصوص جگہ پر رکھی ہوئی چابی اٹھا کر دروازہ کھولا اور سیدھا سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں طاہر صاحب"...... عمران نے اپنے مخصوص شوخ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ ٹرانسمیٹر آف ہونے پر بڑی سنجیدگی سے مشن مکمل کرنے کے لئے لائحہ عمل طے کریں گے لیکن آپ نے تو تمام ممبرز کو واقعی زچ کر دیا۔ ویسے وہ شکایتیں تو کرتے رہتے ہیں لیکن میں نے انہیں زچ ہوتے آج دیکھا ہے"...... اس بار بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اپنا تقریر سے ان پر سنجیدگی کی اتنی موٹی تہہ چڑھا دی تھی کہ مجھے یوں لگتا تھا کہ وہ سب سیٹیں سے دوڑتے ہوئے ہوا ہو جائیں گے اور پھر لیلیٰ لیلیٰ کی بجائے سرسلطان، سرسلطان پکارتے ہوئے دیوانہ وار جنگل میں گھستے چلے جائیں گے۔ بندہ خدا کچھ کام میرے لئے بھی چھوڑ دینا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوشش تو کی تھی کہ مختصر بات کروں لیکن

طرح بات پھیلتی چلی گئی“...... بلیک زیرو نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایکسٹو کو کم سے کم بولنا چاہئے۔ بہرحال آئندہ خیال رکھنا۔ میں دانستہ فلیٹ پر آیا ہوں کیونکہ پوری ٹیم میں سے کوئی بھی مجھے چیک کر سکتا تھا۔ تم بتاؤ تم نے میگائی میں تمام انتظامات مکمل کرا لئے ہیں یا نہیں“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ راڈش نے وہاں پہنچ کر تمام انتظامات کر لئے ہیں۔ البتہ آپ کی مطلوبہ مشینری آپ کے وہاں پہنچنے تک پہنچ جائے گی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نائران نے طیارہ چارٹرڈ کرا لیا ہے یا نہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”وہ بھی آپ کی ہدایات کے مطابق ہو گیا ہے“...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کی تہہ نظر آ رہی تھی کیونکہ اب تک اس نے جہاں سے بھی چاؤ گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اسے یہی بتایا گیا تھا کہ یہ گروپ جنگل میں ناقابل تسخیر ہے۔ عمران کو یقین تھا کہ کنگ شاؤ لامحالہ ایسے راستوں کے بارے میں جانتا ہوگا جہاں سے اس جنگل میں بغیر کسی رکاوٹ کے داخل ہونا ممکن ہو لیکن کنگ شاؤ سے ملاقات کے

لئے اس کا بہرحال ہوناشو پہنچنا ضروری تھا۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ اٹھا اور اس نے الماری کھول کر اس میں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اسے میز پر رکھا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ اس علاقے میں سیکرٹ سروس کا نمائندہ راڈش تھا جو اصل میں تو گرناش میں رہتا تھا لیکن اس کی کارکردگی کی رینج میں پورا علاقہ تھا۔ خاص طور پر سمندری جزیروں کے بارے میں اس کی معلومات خاصی تھیں کیونکہ یہ سارے جزیرے بحری اسمگلروں کی آماجگاہ تھے اور ان جزیروں میں اکثر بین الاقوامی تنظیموں کے دفاتر بھی تھے اس لئے راڈش ان تمام جزیروں پر نہ صرف آتا جاتا رہتا تھا بلکہ اس نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے یہاں خاصے دوست بھی بنا رکھے تھے۔ گو راڈش سے ایکسٹو کا رابطہ بہت کم رہتا تھا کیونکہ اس علاقے میں عام طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کام نہ پڑتا تھا لیکن اس کے باوجود راڈش سے باقاعدگی سے ماہانہ رپورٹ لی جاتی تھی تاکہ وہ فعال رہے۔ عمران اس وقت راڈش کی فریکوئنسی ہی ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کر رہا تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ اوور“...... عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ راڈش اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"راؤش تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور"..... عمران نے پوچھا۔

"میگاں میں۔ چیف نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں وہاں پہنچ کر آپ کے لئے ہر قسم کے انتظامات کروں۔ کچھ مشینری بھی ایکریمیا سے منگوانے کا حکم دیا گیا تھا۔ میں اسی سلسلے میں یہاں موجود ہوں اور مشینری تو ایک دو روز میں پہنچے گی۔ باقی ہر قسم کے انتظامات ہو چکے ہیں۔ اوور"..... راؤش نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ بلیک سٹار نام کی بین الاقوامی تنظیم بھی اس علاقے میں کام کرتی ہے۔ اوور"..... عمران نے کہا۔

"نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے لیکن تفصیل کا علم نہیں ہے۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو میں تفصیل معلوم کر سکتا ہوں۔ اوور"۔ راؤش نے جواب دیا۔

"اس تنظیم میں ایک ادھیڑ عمر عورت شامل ہے۔ شاید کسی سیکشن کی انچارج ہے۔ اس کا نام مادام ڈکسن بتایا گیا ہے۔ اس بارے میں جو معلومات حاصل کر سکتے ہو وہ فوری طور پر کرو۔ جس قدر بھی رقم خرچ کرنا پڑے کرو لیکن معلومات جلد از جلد اور حتمی ہونی چاہئیں۔ اوور"..... عمران نے کہا۔

"آپ کس ٹائپ کی معلومات چاہتے ہیں۔ اوور"..... راؤش نے پوچھا۔

"یہ معلوم کرو کہ یہ عورت اس وقت کہاں ہے اور اس کی اور اس کے سیکشن کی کیا تفصیلات ہیں۔ اوور"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ آپ دو گھنٹے بعد مجھ سے بات کریں۔ اوور"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ سر سلطان کو یہاں سے جن لوگوں نے اغوا کیا ہے وہ انہیں چاؤ گروپ کے حوالے کر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ گئے ہوں گے۔ وہ لوگ لازماً سر سلطان کی حفاظت کے سلسلے میں کام کر رہے ہوں گے اس لئے ہو سکتا ہے کہ مادام ڈکسن یا جو بھی اس کا نام ہو اس کا سیکشن ہاشو پہنچ چکا ہو گا۔ اس صورت میں وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے وہاں خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ اب اس نے دو گھنٹے گزارنے تھے۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ جولیا کے فلیٹ پر چلا جائے۔ اسے یقین تھا کہ پوری ٹیم وہاں موجود ہو گی لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وہ اب حالات معلوم ہو جانے کے بعد باقاعدہ حرکت میں آنا چاہتا تھا۔ ابھی اسے فون کا رسیور رکھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ مس جولیا کے فلیٹ سے"۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ارے کمال ہے۔ کیا سب نے جولیا کے فلیٹ پر مستقل ڈیرہ لگا لیا ہے۔ ارے۔ اس مہنگائی میں تمہارا راشن پانی، دعوتیں کچھ تو خدا کا خوف کرو"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو مس جولیا پر رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آپ سے زیادہ دریا دل ہے۔ آپ کو تو فون کر کے آپ کے فلیٹ پر آیا جائے تو آپ سلیمان کو ہی فلیٹ سے باہر بھیج دیتے ہیں اور اپنی مفلسی کا ایسا شاندار مرثیہ پڑھتے ہیں کہ ہمارا بھی رونے کو دل چاہنے لگتا ہے"..... صفدر نے جواب میں پوری تقریر جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ویسے اب تو ڈاکٹر بھی کہتے ہیں کہ کبھی کبھی رونا اور آنسو بہانا صحت کے لئے بے حد مفید ہوتا ہے۔ اس سے ٹینشن، ڈیپریشن اور نجانے کون کون سی بیماریوں سے آدمی کو نجات مل جاتی ہے۔ وہ ہمارے ایک شاعر نے بھی شاید ایسی ہی بات کی ہے کہ اگر مقدور ہوتا تو وہ نوحہ گر کو ساتھ رکھ لیتا"..... عمران کی زبان پھر رواں ہو گئی۔

"عمران صاحب۔ سب ساتھی اس مشن پر کام کرنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہے ہیں۔ ان سب کا خیال ہے کہ جتنا وقت ضائع ہو گا سرسلطان اور پاکیشیا کے مفادات کے خلاف ہو گا"۔

صفدر نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو حیران ہوں کہ تم سب کو اور تمہارے چیف کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک سرکاری افسر اغوا کر لیا گیا ہے، بزرگ آدمی تھے اب مزید کیا کہوں۔ یہاں پاکیشیا میں نہ بزرگوں کی کمی ہے اور نہ افسروں کی اور پوری سیکرٹ سروس انہیں چھڑوانے کے لئے بھیجی جا رہی ہے۔ آخر ایسا کیا ہو گیا ہے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ ویسے میں نے محسوس کیا ہے عمران صاحب کہ سرسلطان کی برآمدگی کے لئے جس قدر چیف بے چین ہے آپ اتنی ہی لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اگر سرسلطان کی جگہ آپ کے ڈیڈی کو اغوا کر لیا جاتا تو کیا آپ کا ردعمل پھر بھی یہی ہوتا حالانکہ سرسلطان آپ کو آپ کے ڈیڈی سے زیادہ چاہتے ہیں"..... صفدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی کے پیچھے تو میں اماں بی کی جوتیوں کے ڈر سے جاتا اور جاتا بھی اکیلا کیونکہ وہ میرے ڈیڈی ہیں۔ جہاں تک سرسلطان کے مجھے چاہنے کی بات ہے میں نے ہزاروں بار ان کی خدمت میں درخواست کی ہے کہ آپ اپنی آبائی جائیداد وصیت میں میرے نام لکھ دیں تاکہ میرا بھی کچھ بھلا ہو جائے لیکن انہوں نے ہمیشہ مجھے ہنس کر ٹال دیا ہے۔ اب تم خود بتاؤ کہ یہ چاہنا کیا چاہنا ہوا"۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم سب جولیا اور صالحہ سمیت آپ کے فلیٹ پر آ رہے ہیں۔ اب آپ کا کوئی مستقل علاج کرنا ہی پڑے گا"۔ صفدر نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"طاہر۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ فوراً جولیا کے فلیٹ پر فون کرو۔ وہاں پوری ٹیم موجود ہے۔ وہ سب میرے فلیٹ پر آنے والے ہیں جبکہ میں انتہائی اہم کال کے انتظار میں ہوں اور میں ان کے سامنے یہ کال نہیں سننا چاہتا"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران سمجھ گیا کہ صفدر کی کال ہو گی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود بلکہ بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا کر مزے لے لے کر بولتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"ارے تم۔ میں سمجھا تھا کہ صفدر کی کال ہو گی۔ کیا ہوا ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"عمران صاحب۔ میں نے فون تو کر دیا ہے اور ان سب کو روک بھی دیا ہے لیکن میں انہیں کوئی وجہ نہیں بتا سکا اس لئے میں نے کہا ہے کہ وہ سب وہیں رکیں میں دوبارہ انہیں کسی بھی وقت کال کر سکتا ہوں۔ آپ بتائیں کہ آپ کیوں انہیں اس انداز میں روکنا چاہتے تھے"...... اس بار بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو عمران نے اسے صفدر سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس لئے وہ بے چین ہو رہے تھے لیکن اب آپ کا اصل پروگرام کیا ہے۔ آپ مجھے تو بتا دیں تاکہ میں اس کے مطابق ان کو ہدایات دے سکوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہم آج آدھی رات کے وقت لانچ کے ذریعے کافرستان پہنچیں گے اور کل صبح وہاں سے نئے میک اپ اور نئے کاغذات میں چارٹرڈ طیارے سے میگائی پہنچیں گے اور پھر میگائی سے ہوناشو جزیرے، بس یہی ہے پروگرام"...... عمران نے کہا۔

"اور جس کال کی آپ بات کر رہے تھے اس سے کیا معلوم ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے راڈش کے ذمے لگایا ہے کہ وہ بلیک شار کے اس سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کرے جس نے سرسلطان کو اغوا کیا ہے تاکہ اس مشن کے ساتھ ساتھ اس کو بھی معقول سبق سکھایا جا سکے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ اس لئے پوری ٹیم کو لے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو بھی پاکیشیا کے خلاف کام کرنے کا خمیازہ بھگتنا چاہئے"..... بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر بات ہو گی"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد اس نے ایک بار پھر راڈش سے رابطہ کیا۔

"کچھ معلوم ہوا راڈش۔ اوور"..... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ آپ واقعی بے حد گہرائی میں سوچتے ہیں۔ اگر آپ مجھے اس لائن پر نہ لگاتے تو ہمارے تمام انتظامات دھرے کے دھرے رہ جاتے۔ اوور"..... راڈش کا لہجہ ستائش بھرا تھا۔

"اصل بات بتاؤ۔ تمہید مت باندھو۔ اوور"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"بلیک سٹار کا سیکشن ہوناشو پہنچ چکا ہے۔ سیکشن کی سربراہ ایک ادھیڑ عمر عورت ہے جس کا نام مادام ڈکسن ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مادام ڈکسن نے وہاں ایک کلب بھی خرید لیا ہے جس کا نام شاؤ کلب ہے اور اس کا پہلا مالک جو کنگ شاؤ کہلاتا تھا اچانک اپنے دفتر میں مردہ پایا گیا۔ اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کے بعد شاؤ کلب بند کر دیا گیا اور پھر مادام ڈکسن نے اسے خرید لیا ہے اور اب مادام ڈکسن اس کی مالک بھی ہے اور جنرل منیجر بھی

اور اب وہ کنگ شاؤ کے کلب میں خود بیٹھتی ہے اور اس کے سیکشن کے لوگ پورے ہوناشو میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ وہ ہر نئے اجنبی آدمی یا گروپ کو باقاعدہ چیک کر رہے ہیں۔ ان کا انداز بتاتا ہے کہ انہیں کسی کی یہاں آمد کا انتظار ہے۔ اوور"..... راڈش نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس قدر تفصیل کہاں سے حاصل کر لی۔ اوور"۔ عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پرنس۔ اس جزیرے پر ایسے لوگ موجود ہیں جو بھاری قیمت پر ہر قسم کی معلومات فروخت کرتے ہیں۔ اوور"..... راڈش نے جواب دیا۔

"کیا تم کوئی ایسی ٹپ دے سکتے ہو کہ جس کے ذریعے ہمیں اس جنگل میں داخلے کے بارے میں درست معلومات مہیا ہو سکیں۔ اوور"..... عمران نے پوچھا۔

"فی الحال تو نہیں۔ البتہ میں معلوم کر لوں گا۔ اوور"..... راڈش نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم معلوم کر رکھو۔ اب میگاپی پہنچ کر تم سے بات ہو گی۔ اوور اینڈ آل"..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب تک وہ اس لئے مطمئن تھا کہ الفریڈ نے اسے کنگ شاؤ کے بارے میں بتایا تھا کہ کنگ شاؤ نہ صرف ان کی بھرپور مدد کرے گا

بلکہ وہ اس جنگل کے بارے میں بھی سب کچھ جانتا ہے اس لئے وہ آسانی سے جنگل میں داخل ہو کر سرسلطان تک پہنچ جائیں گے لیکن اب راڈش کی رپورٹ کے بعد یہ نتیجہ نکلنا مشکل نہ تھا کہ الفریڈ سے ہونے والی اس کی بات چیت والی کال کی تفصیل بلیک سٹار تک پہنچ گئی تھی اس لئے انہوں نے کنگ شاؤ کو ہلاک کر کے نہ صرف اس کے کلب پر قبضہ کر لیا تھا بلکہ اسے اپنے سیکشن کا عارضی ہیڈکوارٹر بھی بنا لیا تھا کیونکہ ان کا خیال یہی ہوگا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ لامحالہ شاؤ کلب میں کنگ شاؤ سے رابطہ کریں گے اور اگر راڈش اسے یہ رپورٹ نہ دیتا تو ایسا ہی ہوتا تھا لیکن اب عمران کو پوری لائن آف ایکشن تبدیل کرنا ضروری محسوس ہو رہا تھا۔

مادام ڈکسن شاؤ کلب کے آفس میں موجود تھی۔ بند کلب کو گزشتہ دو روز سے اوپن کر دیا گیا تھا اور نہ صرف اوپن کر دیا گیا تھا بلکہ مادام ڈکسن کے حکم پر یہاں ایسے شو مسلسل پیش کئے جا رہے تھے کہ جن کی شہرت صرف ہوناشو میں ہی نہیں بلکہ ارد گرد کے جزیروں حتیٰ کہ دور دراز بڑے شہر میگائی تک پھیل چکی تھی اس لئے کلب میں بے پناہ رش ہر وقت نظر آتا تھا۔ اس کے سیکشن کے بیس افراد انتہائی جدید ترین آلات سمیت پورے ہوناشو جزیرے پر پھیلے ہوئے تھے۔ ایک ایک اجنبی کی باقاعدہ خفیہ طور پر چیکنگ کی جا رہی تھی لیکن ابھی تک کوئی مشکوک آدمی یا گروپ سامنے نہیں آیا تھا۔ مادام ڈکسن نے پاکیشیا تک میں عمران کی نگرانی کا بندوبست کر رکھا تھا تاکہ عمران اگر اکیلا یا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے روانہ ہو تو اس کی آئندہ منزل اور اس کے بارے میں تمام تفصیل

اس تک پیشگی پہنچ سکے۔ پاکیشیا میں ایک گروپ جس کا چیف آرتھر
تھا، یہ کام سرانجام دے رہا تھا لیکن وہاں سے روزانہ یہی رپورٹ
مل رہی تھی کہ عمران اپنے فلیٹ پر موجود ہے۔ عمران کے فلیٹ پر
موجود فون ٹیپ کرانے کے بھی اس نے احکامات دیئے تھے تاکہ
اس کی گفتگو سے اس کے آئندہ عزائم کے بارے میں معلومات مل
سکیں لیکن اسے بتایا گیا تھا کہ انتہائی جدید ترین ڈیوائس استعمال کر
لینے کے باوجود عمران کے فون کو ٹیپ نہیں کیا جا سکا۔ جو کچھ ٹیپ
ہوتا ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا اس لئے عمران کی ذاتی نگرانی جاری
تھی۔ مادام ڈکسن اب اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
شاید سرسلطان کے پیچھے سرے سے آئے گی ہی نہیں اور حکومت
مارطانہ کا یہ اندازہ کہ سرسلطان کی وجہ سے حکومت پاکیشیا جھک
جانے پر مجبور ہو جائے گی اسے درست محسوس نہ ہو رہا تھا۔ وہ یہی
بات بیٹھی سوچ رہی تھی کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی
تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مادام ڈکسن بول رہی ہوں"...... مادام ڈکسن نے بھاری
لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں مادام۔ پاکیشیا سے"...... دوسری طرف
سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو مادام ڈکسن بے اختیار چونک
پڑی کیونکہ آرتھر کی یہ کال بے وقت تھی ورنہ وہ عموماً رات کو فون
کرتا تھا۔

"کوئی خاص بات"...... مادام ڈکسن نے چونک کر پوچھا۔

"مادام۔ مسٹر عمران اچانک دارالحکومت سے غائب ہو گیا ہے۔
اس کا باورچی سلیمان بھی طویل عرصے کے لئے چھٹی کر کے اپنے
گاؤں چلا گیا ہے اور فلیٹ کو مستقل تالا لگا ہوا ہے جبکہ کل وہ فلیٹ
پر موجود تھا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس کے باورچی کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل کرو"۔
مادام ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ اچانک غائب ہو گیا ہے۔ یہ بات کہ وہ اپنے گاؤں گیا
ہے وہاں کے ایک کریانہ کے دکاندار نے بتائی ہے لیکن اسے بھی
اس کے گاؤں کا پتہ نہیں ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"ایئر پورٹ پر تمہارا آدمی نہیں تھا"...... مادام ڈکسن نے
پوچھا۔

"موجود تھا مادام۔ لیکن عمران ایئر پورٹ پر آیا ہی نہیں اور نہ
ہی چارٹرڈ فلائٹ سے گیا ہے۔ میں نے بس ٹرمینل پر بھی اپنا آدمی
رکھا ہوا تھا لیکن عمران یا اس کا کوئی ساتھی بس کے ذریعے بھی
دارالحکومت سے باہر نہیں گیا۔ ریلوے اسٹیشن سے بھی یہی رپورٹ
ملی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی کار کے ذریعے کہیں گیا ہے
جبکہ اس کی اپنی کار اس کے گیراج میں موجود ہے"...... آرتھر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے سمندری راستے کو چیک کیا ہے"...... مادام ڈکسن نے

پوچھا۔

''سمندری راستے سے وہ کہاں جا سکتا ہے مادام''...... آرتھر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ سمندری راستے سے کافرستان چلا گیا ہو اور وہاں سے وہ اطمینان سے کہیں بھی جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسے تمہاری نگرانی کا علم ہو گیا ہو گا''...... مادام ڈکسن نے تلخ لہجے میں کہا۔

''نہیں مادام۔ میں نے دور سے اور انتہائی جدید آلات سے نگرانی کرائی ہے۔ بہرحال میں سمندری راستے کو بھی چیک کرا لیتا ہوں۔ پھر آپ کو رپورٹ دوں گا''...... آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مادام ڈکسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سمندر کے راستے کافرستان گیا ہو گا اور پھر وہاں سے وہ ہوناشو آ جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے خوشی تھی کہ عمران حرکت میں تو آیا اور چونکہ وہ حرکت میں آ گیا ہے اس لئے اب اس سے یہاں ہوناشو میں آسانی سے نمٹا جا سکتا ہے۔ ابھی وہ بیٹھی یہ سب سوچ رہی تھی کہ اچانک انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مادام ڈکسن نے تیز لہجے میں کہا کیونکہ انٹرکام کی وجہ سے اسے معلوم تھا کہ اس کی سیکرٹری دوسری طرف سے بات کر

رہی ہو گی۔

''مادام۔ چاؤ گروپ کے چیف گرانڈ ماسٹر چاؤ کا فون ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''گرانڈ ماسٹر چاؤ۔ کراؤ بات''...... مادام ڈکسن نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہیجان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ہوناشو جزیرے پر موجود جنگل میں چاؤ گروپ کا مکمل ہولڈ تھا اور گرانڈ ماسٹر کو یہاں افسانوی حیثیت حاصل تھی اور سر سلطان بھی ان کے ہی قبضے میں تھے۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک غراتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی سانپ پھنکار رہا ہو۔ گو مادام ڈکسن خود بھی انتہائی مضبوط اعصاب کی مالک تھی لیکن بولنے والے کا لہجہ ایسا تھا کہ بے اختیار اس کے جسم میں سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

''مادام ڈکسن بول رہی ہوں''...... مادام ڈکسن نے بڑی جدوجہد کر کے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ بین الاقوامی تنظیم بلیک سٹار کی سیکشن چیف ہے اور اس لحاظ سے وہ کسی صورت بھی گرانڈ ماسٹر چاؤ سے کم نہ تھی۔

''گرانڈ ماسٹر چاؤ بول رہا ہوں۔ ہم نے سنا ہے کہ تم اپنے کلب میں خوبصورت پروگرام پیش کر رہی ہو۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے''۔ دوسری طرف سے اسی پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ تم نے درست سنا ہے اور ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم ہمارے کلب آؤ اور خصوصی مہمان بن کر یہ پروگرام دیکھو"۔ مادام ڈکسن نے جواب دیا۔

"جہاں ہم ہوں وہاں ہمارے آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہم تم سے ملاقات کریں گے۔ ہم کل صبح اپنے دس ساتھیوں سمیت پہنچ رہے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مادام ڈکسن نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس مادام"..... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مینجر ہارڈی کو میرے آفس بھجواؤ۔ فوراً" مادام ڈکسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا کیونکہ وہ ہارڈی کو گرانڈ ماسٹر چاؤ کے بارے میں خصوصی ہدایات دینا چاہتی تھی۔

عمران سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم کے ساتھ اس وقت میگامی کی ایک رہائشی کوٹھی میں موجود تھا۔ وہ ابھی ایک گھنٹہ پہلے جیٹ چارٹرڈ طیارے سے یہاں پہنچے تھے۔ وہ سب اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے کیونکہ یہاں پورے علاقے میں ایکریمین چھائے ہوئے تھے حتیٰ کہ ہوناشو میں بھی ایکریمیز کی اکثریت تھی۔ چونکہ وہ سب اکثر ایکریمیا جاتے رہتے تھے اس لئے کسی حد تک سب ہی ایکریمین لہجہ اختیار کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہ کرتے تھے۔ ایئر پورٹ پر طویل القامت راڈش نے ان کا استقبال کیا تھا اور اس کی ٹرانسپورٹ پر سوار ہو کر اس کی رہنمائی میں وہ یہاں پہنچے تھے۔ پھر عمران اور راڈش علیحدہ کمرے میں بیٹھ کر کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد راڈش اپنی کار میں سوار ہو کر وہاں سے چلا گیا جبکہ عمران اپنے ساتھیوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا۔

سارے ہی ساتھی مشن کی باتیں کر رہے تھے کیونکہ بڑے طویل
عرصے بعد انہیں کسی بین الاقوامی مشن میں شمولیت کا موقع مل رہا
تھا۔

"عمران صاحب۔ کیا ہم یہاں بیٹھے رہیں گے"۔۔۔ صدیقی
نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ تم نعرے بھی لگا سکتے ہو اور چاہو تو لیٹ بھی سکتے
ہو"۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس
پڑے۔

"عمران صاحب۔ صدیقی کا مطلب تھا کہ ہمیں یہاں بیٹھنے کی
بجائے ہوناشو جانا چاہئے"۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ مشن ہوناشو میں ہی مکمل ہو گا لیکن وہاں
بلیک سٹار کا ایک سیکشن ہمارے استقبال کے لئے پہنچ چکا ہے اور یہ
بھی بتا دوں کہ اس سیکشن کی انچارج ایک ادھیڑ عمر عورت مادام
ڈکسن ہے۔ جنگل میں رہنمائی کے لئے ایک آدمی کنگ شاؤ کا میں
نے پتہ چلایا تھا لیکن اس مادام ڈکسن نے اس کنگ شاؤ کو ہلاک
کر کے اس کے کلب پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے تربیت یافتہ
آدمی انتہائی جدید ترین مشینری کے ساتھ پورے ہوناشو میں ہمیں
تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ البتہ راڈش نے مجھے ایک انتہائی اہم
اطلاع دی ہے اور میں نے اسے اس اطلاع کی حتمی تصدیق کے
لئے بھیجا ہے۔ اس کے آنے کے بعد کوئی لائحہ عمل طے کیا جائے

گا"۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اطلاع ہے عمران صاحب"۔۔۔ صالحہ نے پوچھا۔

"اطلاع کے مطابق پورے ہوناشو میں یہ افواہ پھیل گئی ہے کہ
چاؤ گروپ کا چیف جسے گرانڈ ماسٹر چاؤ کہا جاتا ہے اپنے مسلح
ساتھیوں سمیت کل صبح شاؤ کلب میں ہونے والا خصوصی پروگرام
دیکھنے آ رہا ہے اور اس نے حکم دیا ہے کہ جب وہ کلب پہنچے تو
وہاں سوائے مادام ڈکسن کے اور کوئی آدمی نہ ہو۔ وہ صرف مادام
ڈکسن کے ساتھ بیٹھ کر خصوصی پروگرام دیکھے گا۔ اس کے مسلح ساتھی
کلب کے اندر اس کی حفاظت کریں گے جبکہ مادام ڈکسن کے
ساتھی کلب سے باہر رہ کر ان کی حفاظت کریں گے اور اگر واقعی
ایسا ہو رہا ہے تو یہ ہمارے لئے سنہری موقع ہو گا کہ ہم اس کلب
میں ہی اس گرانڈ ماسٹر کو قابو کر کے جنگل پر نہ صرف آسانی سے
قبضہ کر سکتے ہیں بلکہ سر سلطان کو بھی آسانی سے آزاد کرا سکتے
ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سب کے چہروں پر سنسنی کے
تاثرات ابھر آئے۔

"میرے خیال میں اگر ایسا ہو جائے تو ہم واقعی کامیابی کے
قریب پہنچ جائیں گے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ صرف اس گرانڈ ماسٹر کے قابو آ جانے سے
ل میں موجود ٹریپ تو ختم نہیں ہو جائیں گے"۔۔۔ کیپٹن شکیل
نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"مجھے معلوم ہے لیکن اس گرانڈ ماسٹر سے ہم پوری تفصیل معلوم کر کے ایسے راستوں کو استعمال کریں گے جو یقیناً محفوظ ہوں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ عمران صاحب۔ اگر یہ محض افواہ ثابت ہوئی تب"۔ صدیقی نے کہا۔

"تو پھر ہم نے پہلے ہوناشو پہنچ کر مادام ڈکسن اور اس کے گروپ کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس کے بعد ہم جنگل میں گھس جائیں گے پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"۔ ... عمران نے کہا۔

"گڈ شو۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ایک بار ہم اندر گھس جائیں پھر راستے خودبخود بن جائیں گے"۔ ... خاموش بیٹھے تنویر نے چہک کر کہا۔

"جبکہ میرا خیال دوسرا ہے"۔ ... اچانک جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا"۔ ... عمران سمیت سب نے ہی چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بیک وقت تین اطراف میں کام کرنا ہوگا۔ ہوناشو میں مادام ڈکسن کے خلاف، جنگل میں چاؤ گروپ کے خلاف اور سمندر کی طرف سے جنگل میں موجود افراد کے خلاف۔ اس طرح ہم ان کی طاقت کو تقسیم کر دینے میں کامیاب ہو سکیں گے ورنہ اگر ہم نے تمام زور ایک ہی طرف لگا دیا تو ہمیں چاروں طرف سے گھیرا جا

سکتا ہے"۔ ... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر یکلخت اس کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ جولیا۔ تم نے واقعی بہترین حکمت عملی تیار کی ہے"۔ عمران نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"تھینکس۔ لیکن یہ کام بیک وقت ہونا چاہئے۔ وقفے وقفے سے نہیں ورنہ سب کچھ بے کار رہ جائے گا"۔ ... جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے راڈش آیا ہے"۔ ... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھیں میں اسے لے آتا ہوں"۔ ... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے یہیں لے آؤ"۔ ... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"راڈش کے سامنے نہ حکمت عملی ڈسکس ہوگی اور نہ کوئی اشارہ دیا جائے گا"۔ ... عمران نے صفدر کے باہر جاتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب چونک پڑے۔

"اگر راڈش سے بات لیک آؤٹ ہو سکتی ہے تو ہم سب یہاں شدید خطرے میں ہیں"۔ ... صدیقی نے کہا۔

"ہمیں ہر قسم کا خدشہ ذہن میں رکھنا چاہئے"۔ ... عمران نے

سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں واقعی کسی بھی معاملے میں لاپرواہ نہیں رہنا چاہئے''...... جولیا نے عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''شکریہ جولیا۔ تمہاری تائید سے میری بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''کتنا وزن''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''اونٹ کی کمر پر آخری تنکا کے برابر''...... عمران نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''تم میرا مذاق اڑا رہے ہو''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے غرا کر کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میں نے صرف تنکا تو نہیں کہا۔ اونٹ کی کمر پر آخری تنکا کہا ہے۔ وہ تنکا جس کے وزن سے اونٹ کی کمر ٹوٹ جاتی ہے''...... عمران نے جلدی سے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے راڈش تھا۔ راڈش اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر جھجک رہا تھا۔

''آؤ بیٹھو راڈش۔ یہ سب اپنے ہی لوگ ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راڈش نے سب کو سلام کیا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اس گرانڈ ماسٹر چاؤ کے کلب آنے کے بارے میں اطلاع

کنفرم ہوئی ہے یا نہیں''...... عمران نے راڈش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اطلاع درست ہے۔ البتہ اس میں ایک ترمیم کی گئی ہے''۔ راڈش نے جواب دیا۔

''وہ کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''گرانڈ ماسٹر چاؤ کے مسلح افراد ہی نہ صرف کلب کے اندر موجود ہوں گے بلکہ کلب کو بھی وہ چاروں طرف سے گھیرے رکھیں گے اور ہر مشکوک آدمی کو گولی سے اڑا دینے کا انہیں حکم دیا گیا ہے جبکہ بلیک سٹار کے افراد اس وقت کلب کے قریب بھی نہ جا سکیں گے جب تک گرانڈ ماسٹر چاؤ اپنے ساتھیوں سمیت واپس جنگل میں نہیں چلا جاتا اس لئے مادام ڈکسن نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا ہے کہ جب تک گرانڈ ماسٹر چاؤ کلب میں رہے گا وہ اپنے ہیڈکوارٹر تک محدود رہیں گے تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی کی بناء پر دونوں گروپ آپس میں نہ لڑ پڑیں''...... راڈش نے جواب دیا۔

''ان کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ہوناشو میں ایک پرائیویٹ رہائشی کالونی ہے جسے گلیکسی کالونی کہا جاتا ہے۔ اس کالونی کی سب سے بڑی کوٹھی جس کا نام ڈارک ہاؤس ہے، اس میں مادام ڈکسن کا ہیڈکوارٹر ہے''۔ راڈش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسا نام ہے ڈارک ہاؤس"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"شروع سے ہی اس کا یہی نام ہے"..... راڈش نے جواب دیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ وہاں ہوناشو میں ہمارے لئے کوئی ٹپ، کوئی رہائش گاہ، ٹرانسپورٹ۔ اس کا کیا ہوگا"..... عمران نے کہا۔

"اس کے انتظامات کر لئے ہیں لیکن رقم دوگنا دینا پڑی ہے"۔ راڈش نے جواب دیا۔

"آئندہ رقم کی بات مت کرنا۔ سمجھے"..... عمران نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری سر۔ بس ویسے ہی منہ سے نکل گیا تھا"۔ راڈش نے عمران کا لہجہ بدلتے ہی یکلخت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ان میں سے کسی ایک نے بھی یہ بات چیف تک پہنچا دی تو تم تو کیا تمہارا پورا خاندان کہیں نظر نہیں آئے گا۔ کیا تمہیں رقم کی کبھی کمی رہی ہے"..... عمران کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"نہیں سر۔ آئی ایم سوری۔ آئی ایم رئیلی سوری"..... راڈش نے اور زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہرحال آئندہ محتاط رہنا اور اب تفصیل بتاؤ"..... عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا تو راڈش نے اس طرح اطمینان بھرا طویل سانس لیا جیسے موت کا فرشتہ آ کر واپس چلا گیا ہو اور پھر اس نے

تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم واقعی بے حد سمجھ دار آدمی ہو۔ میں چیف کو تمہاری خصوصی تعریف کروں گا"..... عمران نے کہا تو راڈش کا ستا ہوا چہرہ یکلخت اس طرح چمک اٹھا جیسے کسی نے اس کی جلد کے نیچے ہزاروں وولٹیج کے بلب جلا دیئے ہوں اور عمران کے ساتھی حیرت سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہاں سے ہزاروں میل دور بیٹھے چیف کا اس غیر ملکی پر ایسا کیا رعب ہے کہ وہ اس کے نمائندے کی معمولی سی جھڑکی پر ہی کانپنے لگ گیا اور معمولی سی تعریف پر اس کا چہرہ کھل اٹھا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ ہم دو گھنٹے بعد گولڈن گھاٹ پر پہنچ جائیں گے"۔ عمران نے کہا تو راڈش اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ میں وہیں موجود ہوں گا۔ اب مجھے اجازت"۔ راڈش نے کہا تو عمران کے سر ہلانے پر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر خاموشی سے اٹھا اور اس کے پیچھے باہر چلا گیا۔

"جولیا نے ٹھیک کہا ہے۔ ہمیں تین اطراف سے آپریشن کرنا ہوگا"..... عمران نے کہا۔

"لیکن کیسے عمران صاحب۔ یہ عام جنگل نہیں ہے۔ وہاں ہر قدم پر جاؤ گروپ نے نجانے کیا کیا انتظامات کئے ہوئے ہوں گے"..... کیپٹن شکیل نے کہا

"اگر ہم ان انتظامات کو دیکھتے رہے تو ہم مارے جائیں گے۔ ہمیں ہر صورت میں جنگل میں داخل ہونے کا رسک لینا ہوگا"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم احمقوں کی طرح آنکھیں بند کر کے بھی جنگل میں داخل نہیں ہو سکتے ورنہ ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ سکے گا"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم اس گرانڈ ماسٹر کو قابو میں کر لیں تو اس سے ہمیں تمام اندرونی صورت حال معلوم ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اسی لمحے صفدر بھی واپس کمرے میں آ گیا۔

"یہ لوگ اپنے نظریات سے کمٹڈ ہوتے ہیں۔ یہ مر تو سکتے ہیں لیکن جھک نہیں سکتے اس لئے یہ بات ذہن سے نکال دو کہ گرانڈ ماسٹر چاؤ ہمیں اندر کے بارے میں کچھ بتا دے گا"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس کے ساتھی بھی تو اس کے ساتھ ہی ہوں گے اور وہ سب بھی ان انتظامات سے واقف ہوں گے اور اس بات سے بھی واقف ہوں گے کہ کون کون سے راستے محفوظ ہیں اور سر سلطان کو جنگل میں کہاں رکھا گیا ہے"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن یہ ڈرگ مافیا کے لوگ انتہائی عیار ہوتے ہیں اس لئے اگر انہوں نے ہمیں دانستہ غلط گائیڈ کر دیا تو ہمیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہ بچا سکے گا"۔۔۔ عمران نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ بتائیں۔ آپ کے ذہن میں کیا لائحہ عمل ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کمال ہے۔ پہلے تو تم خود میرے ذہن کو پڑھ کر سب کو بتایا کرتے تھے اب مجھ سے پوچھ رہے ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جب سے آپ نے مس جولیا کی تجویز کی تائید کی ہے آپ نے خود سوچنا چھوڑ دیا ہے اس لئے میں کیا پڑھوں اور کیا بتاؤں"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہوا اس کا"۔۔۔ جولیا نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگایا کہ میں نے سوچنا چھوڑ دیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب آپ سوچتے ہیں تو آپ کی پیشانی کی دونوں سائیڈوں پر ہلکی سی لکیریں سی بن جاتی ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میں نے واقعی جولیا کی بہترین تجویز کے بعد مزید سوچنا بند کر دیا تھا۔ اب اگر جولیا کہے تو دوبارہ سوچنا شروع کر دیتا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تم میرا مذاق اڑا رہے تھے" جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ تمہاری تجویز پر مزید سوچا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں ہم خود کو تین گروپوں میں تقسیم کر لیں۔ تینوں گروپس کے درمیان زیرو ملکس ٹرانسمیٹر کے ذریعے مستقل رابطہ رہے۔ ایک گروپ شاؤ کلب پر حملہ کرنے اور وہاں چاؤ گروپ کے گرانڈ ماسٹر سے ہر قیمت پر جنگل کے اندرونی حفاظتی اقدامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پھر یہ معلومات دوسرے گروپ کو منتقل کر دے جو جنگل میں داخل ہو اور سیدھا سرسلطان تک پہنچے۔ انہیں وہاں سے نکال کر وہ واپس ہوناشو آنے کی بجائے سمندر کی طرف موجود تیسرے گروپ تک پہنچا دے اور تیسرا گروپ سرسلطان کو لے کر سیدھا سمندر کے راستے میکاؤ پہنچا دے۔ جہاں سے انہیں آسانی سے پاکیشیا بھجوایا جا سکتا ہے"۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ شاید مذاق کے موڈ میں ہیں جو اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں"..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"..... عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے یہ سب فلمی سین ہوں اور آپ ڈائریکٹر۔ اگر سرسلطان تک اتنی آسانی سے پہنچا جا سکتا تو

پھر بلیک سٹار کبھی بھی انہیں یہاں نہ رکھتی۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ چاؤ گروپ جو منشیات کی سب سے بڑی تنظیم ہے انتہائی خطرناک ترین لوگوں پر مشتمل ہے۔ ہمیں باقاعدہ جنگل کے اندر ان کے ایک ایک آدمی سے لڑنا پڑے گا۔ پھر ہی ہم سرسلطان تک پہنچ سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ وہ لوگ سمندر پر خصوصی طور پر نظر رکھتے ہوں گے اور سمندر کی طرف سے یقیناً انہوں نے جزیرے تک فول پروف انتظامات کر رکھے ہوں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے ہوناشو میں مادام ڈکسن اور پھر اس چاؤ گروپ کے گرانڈ ماسٹر کے خلاف فل آپریشن کرنا ہو گا۔ اس کے بعد ہم جنگل میں داخل ہوں اور سرسلطان کو حاصل کر لینے کے بعد ان کی لانچوں میں ہمیں وہاں سے نکلنا ہو گا"..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صفدر کی بات درست ہے۔ میں اپنی تجویز واپس لیتی ہوں۔ واقعی ہمیں اسی انداز میں کام کرنا چاہئے"..... جولیا نے کہا تو صفدر چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگا کیونکہ جب جولیا نے تجویز پیش کی تھی تو صفدر موجود نہ تھا۔ وہ راشن کو لینے باہر گیا ہوا تھا۔

"کون سی تجویز"..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صدیقی نے اسے جولیا کی تجویز اور پھر عمران کے اس پر تبصرے کے بارے میں بتا دیا۔

"مس جولیا کی تجویز عام حالات میں واقعی بہترین ہے لیکن

موجودہ حالات عام حالات نہیں ہیں''..... صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تم سب پر اس جاؤ گروپ کا رعب پڑ گیا ہے۔ تم سب ذہنی طور پر اس سے مرعوب ہو گئے ہو۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اب ان منشیات فروشوں سے خوفزدہ ہو کر یہاں دبکی رہے گی''..... تنویر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''ڈرنے یا مرعوب ہونے کی بات نہیں ہے تنویر۔ حکمت عملی کی بات ہو رہی ہے''..... صفدر نے تنویر کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہی حکمت عملی تو ہمیں سست کر دیتی ہے۔ سر سلطان کو ان مجرموں کی گرفت سے چھڑوانا ہے تو اس کے لئے کیا حکمت عملی ہو سکتی ہے اور کیا اس حکمت عملی سے یہ لوگ خود سر سلطان کو پاکیشیا پہنچا دیں گے''..... تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''بس۔ کافی بحث ہو گئی ہے۔ اب کام کا وقت آ گیا ہے۔ ہم نے گولڈن گھاٹ پر پہنچنا ہے جہاں ایک فیری راوش نے ہمارے لئے بک کرائی ہوئی ہے جو ہمیں ہونشو پہنچائے گی۔ وہاں جب ہم گلیکسی کالونی میں اپنے لئے ریزرو کی گئی کوٹھی میں پہنچیں گے تو باقی حکمت عملی وہاں سوچ لیں گے''..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے شاید کوئی مشینری بھی منگوائی تھی۔ اس کا کیا ہوا''..... صفدر نے کہا۔

''وہ وہاں اس گلیکسی کالونی والی کوٹھی میں پہنچ چکی ہے''۔ عمران

نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ آخر اس شاؤ کلب میں ایسے کیا پروگرام دکھائے جا رہے ہوں گے کہ ان حالات میں گرانڈ ماسٹر جنگل سے نکل کر وہاں پہنچ رہا ہے''..... نعمانی نے عمران کے قریب آ کر آہستہ سے کہا۔

''تم نے بڑی اہم بات پوچھی ہے نعمانی۔ مجھے خوشی ہے کہ تم اس انداز میں ہٹ کر سوچتے ہو۔ جہاں تک میرا خیال ہے گرانڈ ماسٹر نے پروگرام دیکھنے کا صرف بہانہ بنایا ہے۔ وہ اپنے آدمی مادام ڈکسن کے گرد چھوڑنا چاہتا ہے تاکہ اگر ہم مادام ڈکسن تک پہنچ جائیں تو اسے پیشگی اطلاع مل سکے''..... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن اس سے اسے کیا فائدہ ہو گا''..... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''وہ ہمیں نہیں جانتا اور نہ ہمیں ٹریس کر سکتا ہے جبکہ مادام ڈکسن کے آدمی تربیت یافتہ ہیں۔ وہ ہوناشو میں مشکوک افراد کو چیک کر سکتے ہیں''..... عمران نے جواب دیا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مادام ڈکسن شاؤ کلب کے شاندار آفس میں بیٹھی گرانڈ ماسٹر چاؤ کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ گرانڈ ماسٹر تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچ رہا ہے۔ کلب کے باہر خصوصی طور پر ایک تختی لٹک رہی تھی کہ ناگزیر وجوہات کی بناء پر آج کلب بند رہے گا اور آنے والوں کو کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر ہی واپس کیا جا رہا تھا۔ مادام ڈکسن خود جب اپنی رہائش گاہ سے یہاں پہنچی تھی تو وہ کلب میں داخل ہونے سے لے کر اپنے آفس تک پہنچنے کے دوران یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ کلب میں اس کا ایک بھی آدمی دکھائی نہ دے رہا تھا بلکہ ہر طرف سبز دھبوں والی کمانڈو یونیفارم پہنے اور مشین گنیں کاندھوں سے لٹکائے انتہائی صحت مند اور طویل القامت افراد خاصی تعداد میں نظر آ رہے تھے۔ ان سب کے سر گنجے تھے اور ان سب کے گلے میں سرخ رنگ کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جن پر زرد رنگ کی

دھاریاں تھیں۔ یہ چاؤ گروپ کی خاص نشانی تھی۔ مادام ڈکسن آفس میں بیٹھی یہی سوچ رہی تھی کہ جب اس کا کوئی آدمی کلب میں موجود نہیں ہے تو پھر گرانڈ ماسٹر کو خصوصی شو کیسے دکھائے جائیں گے لیکن یہ فرمائش خود گرانڈ ماسٹر کی تھی کہ جب وہ کلب میں داخل ہو تو وہاں اس کے گروپ کے آدمیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ ویسے مادام ڈکسن نے اپنی رہائش گاہ پر اپنے کلب منیجر کو کال کر کے اسے پابند کر دیا تھا کہ وہ خصوصی شو کے لئے اپنے رابطے مکمل رکھے۔ جب پھر مادام ڈکسن اسے کال کرے وہ شو میں پیش ہونے والی لڑکیوں کو لے کر کلب پہنچ جائے اس لئے مادام ڈکسن مطمئن تھی کہ وہ آسانی سے گرانڈ ماسٹر کو وہ خصوصی شو دکھا سکے گی جس کی تعریف سن کر وہ یہاں آنے پر مجبور ہوا ہے۔ ابھی وہ بیٹھی یہ سب کچھ سوچ رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور یونیفارم پہنے ایک آدمی نے اندر داخل ہو کر مادام ڈکسن کو سلام کیا۔

"گرانڈ ماسٹر کلب میں داخل ہو گئے ہیں"..... آنے والے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے یہاں لے آؤ"..... مادام ڈکسن نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے اس طرح مادام ڈکسن کی طرف دیکھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ گرانڈ ماسٹر کے بارے میں ایک عورت اس لاپرواہی سے بھی بات کر سکتی ہے۔ اس نے ہونٹ بھینچے اور تیزی سے باہر چلا گیا۔

"ہونہہ۔ نجانے یہ لوگ کیوں خواہ مخواہ اس ٹائپ کا رعب قائم کرنے کا شوق رکھتے ہیں جیسے یہ انسانوں سے ہٹ کر کوئی غیر مرئی مخلوق ہوں"...... مادام ڈکسن نے اس آدمی کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات کو سمجھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک دیوقامت آدمی جس کا جسم کسی گینڈے کی طرح پھیلا ہوا اور مضبوط تھا بڑے شاہانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس نے بھی گلے میں سرخ پٹی باندھی ہوئی تھی جس پر زرد دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ سبز رنگ کی دھبوں والی کمانڈوز یونیفارم کی بجائے سیاہ رنگ کے دھبوں والی یونیفارم پہنے ہوئے تھا۔ اس کے دونوں کانوں میں بڑی بڑی بالیاں تھیں۔ آنکھیں سرخ اور بڑا سا چہرہ آگ کی طرح تپتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ دیکھنے والے پر خود بخود اس کا رعب پڑ جاتا تھا لیکن میز کی دوسری طرف بیٹھی ہوئی مادام ڈکسن کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس پر آنے والے کا رعب پڑنے کی بجائے الٹا بوریت محسوس ہو رہی تھی۔ اس آدمی کے پیچھے دو آدمی تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"تمہارا نام گرانڈ ماسٹر چاؤ ہے"..... مادام ڈکسن نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور تم نے اٹھ کر ہمارا استقبال کیوں نہیں کیا۔ کیا تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں"..... گرانڈ ماسٹر چاؤ نے بڑے رعب دار لہجے

میں کہا تو مادام ڈکسن بے اختیار ہنس پڑی۔

"گرانڈ ماسٹر چاؤ۔ تم اس وقت یہاں مہمان ہو اس لئے میں تمہیں کوئی سخت جواب نہیں دینا چاہتی۔ بیٹھ جاؤ اور اپنے ان آدمیوں کو باہر بھجوا دو"..... مادام ڈکسن کا لہجہ یکلخت پتھریلا سا ہو گیا تھا۔

"تم۔ تم میری توہین کر رہی ہو۔ میری۔ گرانڈ ماسٹر چاؤ کی"۔ گرانڈ ماسٹر چاؤ نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔ اس کے پیچھے آنے والے دونوں آدمیوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں یکلخت سیدھی کر لیں۔

"گرانڈ ماسٹر چاؤ۔ میرا تعلق بلیک سٹار سے ہے اور میں اس کی سیکشن چیف ہوں۔ یہ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میں صرف ایک کلب کی مالکہ یا جنرل مینجر ہوں تو اس بات کو ذہن سے نکال دو ورنہ تمہارے پورے جنگل پر نیپام بموں کی بارش ہو سکتی ہے اور یہ بھی سن لو کہ بظاہر میں تمہیں یہاں اکیلی نظر آ رہی ہوں لیکن اس وقت بھی ہزاروں آنکھیں ہمیں دیکھ رہی ہیں اور ہمارے درمیان ہونے والی بات چیت بھی سنی جا رہی ہے اس لئے ان دونوں کو باہر بھجوا دو اور بیٹھ جاؤ"..... مادام ڈکسن نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا تو گرانڈ ماسٹر چاؤ چند لمحے خاموش کھڑا مادام ڈکسن کو دیکھتا رہا پھر اس نے بے اختیار ایک طویل

سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو اس کے عقب میں موجود اس کے دونوں ساتھی بجلی کی سی تیزی سے آفس سے باہر نکل گئے اور گرانڈ ماسٹر چاؤ میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے زندگی میں پہلی بار کسی عورت کی بات مانی ہے اور وہ بھی صرف اس لئے کہ مجھے ابھی تم سے کچھ کام لینا ہے ورنہ جس انداز میں تم نے مجھ سے بات کی ہے تمہاری روح اس دوران ہزاروں بار تمہارا جسم چھوڑنے پر مجبور ہو چکی ہوتی"..... گرانڈ ماسٹر چاؤ نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو مادام ڈکسن بے اختیار ہنس پڑی۔

"اور تم بھی اس لئے زندہ نظر آ رہے ہو کہ ہمارے چیف نے ایک اہم کام تمہارے سپرد کیا ہوا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ اس مشن میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ تمہیں بیٹھے بٹھائے یہاں اس انداز میں آنے کے بارے میں کیا سوجھی ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتی ہے"..... مادام ڈکسن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"یہی تو میں معلوم کرنے آیا ہوں کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور تم نے سنگ شاؤ کو کیوں ہلاک کیا ہے اور پھر اس کے کلب

پہلے جنگل کا حاکم تھا لیکن پھر وہ بوڑھا ہو گیا تو میں نے اسے جنگل سے نکال دیا لیکن بہرحال وہ میرا کزن تھا اور مجھے اس کی موت کا سن کر بے حد غصہ آیا ہے"..... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مخبر بن کر تمہارے جنگل کے تمام راز انہیں بتانے پر تیار ہو گیا تھا۔ اس کی اطلاع ہمارے چیف کو مل گئی۔ چنانچہ اسے فوری طور پر سکرین سے ہٹانا ضروری ہو گیا تھا ورنہ یہ لوگ تمہارے جنگل میں قیامت برپا کر دیتے"..... مادام ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے دوسری بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام لیا ہے۔ کون ہیں یہ لوگ"..... گرانڈ ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا براعظم ایشیا کا ایک ملک ہے جس کے سیکرٹری خارجہ کو اغوا کر کے تمہاری تحویل میں دیا گیا ہے اور یہ سروس اس آدمی کو چھڑوانے کے لئے یہاں پہنچ رہی ہے اور یہ انتہائی خطرناک ترین سروس سمجھی جاتی ہے"..... مادام ڈکسن نے جواب دیا۔

"اچھا۔ وہ بوڑھا ایشیائی آدمی جسے ہم نے برطانیہ حکومت کی ایماء پر اس کے حوالے کرنا ہے"..... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"ہاں وہی اور میرا سیکشن یہاں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے سے روکنے کے لئے موجود ہے اور یہ تمہارے ساتھ ساتھ ہمارے چیف کی بھی مجبوری ہے ورنہ ہمارا مشن تو اسی وقت ختم ہو گیا تھا جب ہم

پر تمہارے حوالے کر دیا تھا۔ اب جو کچھ ہوتا اس سے ہمارا کوئی
تعلق نہ تھا لیکن ہمارا چیف آخری لمحے تک اپنے مشن کی حفاظت
کرنے کا قائل ہے اس لئے اس نے میرا سیکشن یہاں تعینات کیا
ہے اور میرے آدمی پورے ہوناشو میں انہیں ٹریس کر رہے ہیں۔
جیسے ہی وہ لوگ یہاں پہنچیں گے میرے آدمیوں کے ہاتھوں ہلاک
ہو جائیں گے۔ اس طرح تم پر حملہ نہیں ہو سکے گا''۔ مادام
ڈکسن نے کہا۔

''تم کبھی چاؤ جنگل میں نہیں آئیں ورنہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ
وہاں قدم قدم پر موت پھنکارتی رہتی ہے۔ وہاں کوئی اجنبی کسی بھی
صورت دوسرا قدم نہیں اٹھا سکتا۔ بہرحال تم جو چاہے کرتی پھرو
ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہے لیکن تمہیں یہ کلب چھوڑنا ہوگا۔
یہ کلب میرے کزن کا ہے اور اب اس کا مالک میں ہوں''۔ گرانڈ
ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''تم یہاں خصوصی پروگرام دیکھنے آئے ہو یا اس کلب پر قبضہ
کرنے کے لئے''..... مادام ڈکسن نے کہا تو گرانڈ ماسٹر چاؤ بے
اختیار ہنس پڑا۔

''اس وقت کلب کے اندر اور باہر میرے آدمیوں کا قبضہ ہے۔
تمہارے آدمیوں کا سایہ تک اس کلب پر نہیں پڑ سکتا اور میں نے ز
سوچا تھا کہ شاؤ کی موت کا حساب تم سے لوں گا لیکن میں تمہیں
معاف کرتا ہوں۔ اٹھو اور کلب سے باہر چلی جاؤ اور ہمیشہ میرے

اس احسان کو یاد رکھنا کہ میں نے تمہیں زندہ یہاں سے جانے کی
اجازت دی ہے۔ چلو اٹھو''..... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی وہ خود بھی ایک جھٹکے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ
ایک دھماکے سے کھلا اور چار مسلح چاؤ تیزی سے اندر داخل ہوئے
اور انہوں نے مادام ڈکسن کو اس طرح گھیر لیا جیسے مادام ڈکسن
اچانک غائب ہو جائے گی اور وہ اسے غائب ہونے سے روکنا
چاہتے ہوں۔

''ٹھیک ہے۔ میں جا رہی ہوں''..... مادام ڈکسن نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس
میں سے ایک سرخ رنگ کا فون پیس اٹھا کر میز پر موجود بیگ میں
ڈالا اور بیگ کاندھے سے لٹکا کر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''اسے کلب سے باہر چھوڑ آؤ''..... گرانڈ ماسٹر نے اپنے
آدمیوں سے کہا۔

''چلو''..... ان میں سے ایک نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

''ہاں چلو''..... مادام ڈکسن نے سرد لہجے میں کہا اور دروازے
کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے کمپاؤنڈ سے باہر پہنچ
چکی تھی۔ وہاں واقعی ہر طرف چاؤ گروپ کے افراد ہی نظر آ رہے
تھے۔ مادام ڈکسن نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ سے اشارہ کیا تو خالی
ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔ مادام ڈکسن ٹیکسی کا دروازہ
کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

"ٹمیکسی کالونی ڈارک ہاؤس لے چلو"...... مادام ڈکسن نے کہا۔

"یس میڈم"...... ٹیکسی ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ مادام ڈکسن بیٹھی سوچ رہی تھی کہ کیا وہ پہلے ان لوگوں کے خلاف ایکشن لے اور پھر چیف کو رپورٹ دے یا پہلے چیف سے بات کر کے پھر ان لوگوں کے خلاف ایکشن لے لیکن وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکی تھی کہ ٹیکسی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک شاندار کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے رک گئی۔ ستون پر ڈارک ہاؤس کی پلیٹ موجود تھی۔ مادام ڈکسن نے بیگ سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

"باقی تمہاری ٹپ"...... مادام ڈکسن نے کہا۔

"تھینک یو میڈم"...... ٹیکسی ڈرائیور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور مادام ڈکسن اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دی۔ وہ ٹیکسی سے نیچے اتری تو ٹیکسی ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھائی اور پھر اسے اس قدر تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا موڑ مڑ گیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ مادام ڈکسن کہیں اس سے نوٹ واپس نہ لے لے۔ مادام ڈکسن نے آگے بڑھ کر ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی بند نہ تھی۔ اس نے

آگے بڑھ کر اسے دھکیلا تو کھڑکی اندر کی طرف کھلتی چلی گئی تو اس نے حیرت بھرے انداز میں پہلے تو اندر جھانکا لیکن اندر ایسی خاموشی تھی جیسے کوئی موجود نہ ہو حالانکہ اسے معلوم تھا کہ یہ اس کے سیکشن کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہ خود تو کلب میں ہی رہتی تھی لیکن اس کے گروپ کے بیس افراد یہیں رہتے تھے۔ وہ اندر داخل ہوئی اور اس نے کھڑکی کو بند کر دیا۔

"یہ کیسی خاموشی ہے"...... مادام ڈکسن نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہونٹ بھینچے وہ اندرونی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی وہ مین ہال میں داخل ہوئی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بیک وقت ہزاروں بم پھٹ پڑے ہوں۔ اس کا جسم یکلخت لہرا سا گیا۔ اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا ہو لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"اوہ گاڈ۔ یہ سب کیا ہے"...... اس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں کیونکہ ہال میں کرسیاں ایک طرف کر کے رکھ دی گئی تھیں جبکہ اس کے سیکشن کے تمام افراد ایک قطار میں پڑے ہوئے تھے اور ان سب کی حالت بتا رہی تھی کہ انہیں بے ہوش کرنے کے بعد گولیاں ماری گئی ہیں اور پھر ان کی لاشیں یہاں گھسیٹ کر رکھ دی گئی ہیں۔ اس نے بے اختیار ایک کرسی کا سہارا لیا اور پھر وہ اس کرسی پر جیسے گر سی پڑی۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہوا ہے۔ کس نے کیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ اس لئے وہ چاؤ مجھے دھمکیاں دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس نے مجھے زندہ چھوڑ دیا ہے یہ اس کا احسان ہے۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب اس کے آدمیوں نے کیا ہے۔ ویری بیڈ۔ میرا پورا سیکشن ہی ختم ہو گیا ہے۔ ویری بیڈ"...... مادام ڈکسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار ویری بیڈ، ویری بیڈ اس طرح کہہ رہی تھی جیسے ان الفاظ کی باقاعدہ گردان کر رہی ہو۔ پھر چند لمحوں تک لمبے لمبے سانس لینے کے بعد اس نے بیگ میں سے وہ سرخ رنگ کا فون نکالا جو اس نے کلب میں اپنی آفس ٹیبل کی دراز سے نکال کر بیگ میں رکھا تھا اور اس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس کرتے ہی فون پیس کے اوپر سبز رنگ کی لائٹ جل اٹھی تو مادام ڈکسن نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحے دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس۔ چیف اٹنڈنگ یو"...... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"مادام ڈکسن بول رہی ہوں ہوشو آئی لینڈ سے"...... مادام ڈکسن نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو گیا یا نہیں"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ابھی ہوشو پہنچی ہی نہیں البتہ میرے

پورے سیکشن کا خاتمہ کر دیا گیا ہے"...... مادام ڈکسن نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو مادام ڈکسن نے گرانڈ ماسٹر چاؤ کا پیغام ملنے سے لے کر اس کے کلب میں آنے، اس سے پہلے دی جانے والی ہدایات اور پھر اس سے ہونے والی گفتگو سمیت یہاں ہیڈکوارٹر پہنچنے اور یہاں موجود سیکشن کے افراد کی لاشوں تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"ویری بیڈ۔ لیکن تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ کام اس چاؤ گروپ کا ہے"...... چیف نے کہا۔

"تو اور کس کا ہو سکتا ہے چیف"...... مادام ڈکسن نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا اندازہ غلط ہے مادام ڈکسن۔ مجھے معلوم ہے کہ چاؤ گروپ کس انداز میں کام کرتا ہے۔ یہ بے تحاشہ فائرنگ کر کے سیکشن کے تمام افراد کو گولیوں سے اڑا سکتے ہیں۔ پوری کوٹھی پر بموں کی بارش کر سکتے ہیں لیکن یہ ان کا طریقہ کار نہیں ہے کہ وہ پہلے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں اور پھر اندر داخل ہو کر بے ہوش افراد کو ہلاک کریں اور پھر ان کی لاشیں کسی بڑے کمرے میں ترتیب سے رکھ دیں۔ یہ سب ان کی فطرت کے خلاف ہے"...... چیف نے تیز لہجے میں کہا تو مادام ڈکسن نے

چہرے پر یکلخت حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ اوہ چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ میری ان لوگوں سے مختصر سی ملاقات ہوئی ہے۔ یہ واقعی اس ٹائپ کا تکلف نہیں کر سکتے لیکن پھر یہ کس کا کام ہو سکتا ہے'' مادام ڈکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کام لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہو گا۔ انہوں نے معلوم کر لیا ہو گا کہ تمہارا سیکشن ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور انہوں نے وہاں ریڈ کر دیا۔ اس طرح ایک ہی حملے میں انہوں نے تمہارا پورا سیکشن ختم کر دیا۔ اب وہ چاؤ گروپ کے خلاف کارروائی کریں گے''۔ چیف نے کہا۔

''لیکن چیف۔ وہ مجھے تو کسی صورت بھی نہ چھوڑتے جبکہ وہ کلب میں آئے ہی نہیں''...... مادام ڈکسن نے کہا۔

''بہرحال اب تمہارا وہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ تم یہ لاشیں وہیں چھوڑ کر اور ضروری سامان لے کر فوری طور پر ہوناشو چھوڑ دو اور میگائی پہنچ کر مجھے کال کرو۔ میں وہاں سپیشل سیکشن کو بھجوا دوں گا۔ پھر تم اس سیکشن سمیت دوبارہ ہوناشو پہنچ جانا۔ سپیشل سیکشن آسانی سے معلوم کر لے گا کہ یہ ساری کارروائی کس کی ہے اور جس نے بھی یہ کام کیا ہو گا تم سپیشل سیکشن کی مدد سے ان سے ہولناک انتقام آسانی سے لے سکو گی''...... چیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ میں ابھی روانہ ہو جاتی ہوں کیونکہ جن

لوگوں نے یہ ہولناک کارروائی کی ہے وہ اب یقیناً میرے پیچھے ہوں گے۔ گھاٹ پر میری خصوصی فیری موجود ہے۔ میں اس سے میگائی پہنچ کر آپ کو کال کروں گی''...... مادام ڈکسن نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مادام ڈکسن نے فون آف کر کے اسے واپس بیگ میں رکھا اور پھر اس نے کوٹھی کے ہر کمرے کو چیک کیا تاکہ اگر کوئی ایسا سامان ہو جس سے ان کی شناخت ہو سکے تو اسے وہ ساتھ لے جائے یا ضائع کر دے لیکن وہاں سوائے لباسوں، اسلحہ اور گاڑیوں کے اور کوئی ایسی چیز نہ تھی اس لئے وہ بیگ اٹھا کر واپس اس چھوٹی کھڑکی سے باہر آ گئی۔ اس نے کھڑکی بند کی اور پیدل ہی تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اسے معلوم تھا کہ جلد ہی اسے خالی ٹیکسی مل جائے گی اور وہ بحفاظت گھاٹ پر پہنچ جائے گی۔

عمران نے جیپ شاؤ کلب سے کافی پہلے ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ بڑی سی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور صدیقی موجود تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک گھنٹہ پہلے خصوصی فیری کے ذریعے ہوناشو پہنچا تھا اور پھر وہ سب گھاٹ سے سیدھے ٹلیکسی کالونی پہنچے تھے۔ راڈش نے انہیں بتا دیا تھا کہ مادام ڈکسن کا ہیڈکوارٹر بھی ٹلیکسی کالونی کی کوٹھی ڈارک ہاؤس میں ہے اور آج چونکہ کلب میں چاؤ گروپ کا گرانڈ ماسٹر آیا ہوا ہے اس لئے وہاں کلب میں صرف مادام ڈکسن ہو گی جبکہ اس کے گروپ کے تمام افراد ہیڈکوارٹر تک ہی محدود رہیں گے۔ اس اطلاع کی وجہ سے عمران نے اپنی ٹیم کو تین گروپس میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک گروپ کی لیڈر جولیا تھی۔ اس گروپ میں صالحہ اور چوہان کو

رکھا گیا تھا اور ان کے ذمے یہ لگایا گیا تھا کہ وہ چاؤ گروپ کے اس جنگل کا جائزہ لے کر واپس آئیں تاکہ ہوناشو میں مادام ڈکسن گروپ اور چاؤ گروپ سے نمٹنے کے بعد وہ سب اس جنگل میں داخل ہو کر سرسلطان تک پہنچ سکیں۔ عمران نے سمندر کے راستے جنگل میں داخل ہونے کا آئیڈیا ڈراپ کر دیا تھا کیونکہ جس خصوصی فیری پر وہ میگائی سے ہوناشو پہنچے تھے اس کے کپتان سے عمران نے جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق سمندر کے اندر تقریباً بیس ناٹ تک سمندر کے اندر چاؤ گروپ نے انتہائی جدید ترین بلیو ریز پھیلائی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے چھوٹی لانچ سے لے کر جنگی جہاز تک اس ایریئے میں داخل ہوتے ہی مکمل طور پر تباہ ہو جاتے تھے اور صرف چاؤ گروپ کی لانچیں اور جہاز جن پر اینٹی بلیو ریز آلات نصب تھے وہ سمندر میں سفر کر سکتے تھے اس لئے عمران نے سمندر کی طرف سے جنگل میں داخل ہونے کا آئیڈیا ڈراپ کر دیا تھا۔ دوسرا گروپ تنویر، نعمانی اور خاور پر مشتمل تھا۔ ان کی ذمہ داری مادام ڈکسن سیکشن کا اس انداز میں خاتمہ کرنا تھا کہ کسی کو اس بارے میں فوری علم نہ ہو سکے جبکہ تیسرا گروپ وہ تھا جو اس وقت جیپ میں سوار شاؤ کلب کے قریب پہنچا تھا اور ظاہر ہے اس گروپ کا لیڈر عمران خود تھا۔ اس گروپ کی ذمہ داری گرانڈ ماسٹر کو کور کرنا تھا تاکہ اس سے جنگل کے اندرونی حفاظتی انتظامات کی تفصیل معلوم کی جا سکے۔ چاؤ گروپ کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا تھا اس

کے مطابق یہ گروپ لڑنے بھڑنے میں ماہر تھا اور بدمعاشوں اور غنڈوں کی فطرت کے مطابق یہ لوگ گولی چلانے اور دوسروں کو ہلاک کرنے میں معمولی سی ہچکچاہٹ کا بھی اظہار نہ کرتے تھے اس لئے عمران نے اپنے ساتھیوں کو کہہ دیا تھا کہ اگر وہ یہ سمجھیں کہ حالات ان کے خلاف ہیں تو گولی چلانے یا لڑنے سے ہرگز گریز نہ کریں اس لئے ان سب کی جیبوں میں مشین پسٹلز اور ان کے فاضل میگزین خاصی تعداد میں موجود تھے۔

''کلب تو بند ہے عمران صاحب''...... صفدر نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے کلب میں اس وقت خصوصی شو ہو رہا ہوگا اور یہ شو گرانڈ ماسٹر بنفس نفیس دیکھ رہا ہوگا اس لئے عام پبلک کے لئے کلب کو بند کر دیا گیا ہوگا''...... عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل اور صدیقی بھی نیچے اتر آئے۔

''عمران صاحب۔ اگر کلب بند کر دیا گیا ہے تو پھر تو ہمیں وہ لوگ کسی صورت اندر نہ جانے دیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں کوشش کروں گا کہ ان لوگوں کو چکر دے کر گرانڈ ماسٹر تک پہنچ جاؤں لیکن اگر بات نہ بنی تو پھر ہمیں تنویر کی غیر حاضری میں تنویری ایکشن ہی کرنا پڑے گا کیونکہ گرانڈ ماسٹر کو کور کرنے کا یہ گولڈن چانس ہے پھر شاید یہ ہاتھ نہ آئے''...... عمران نے کہا تو

سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ چاروں اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان سب نے سوٹ پہن رکھے تھے۔

''آؤ پھر آپریشن گرانڈ ماسٹر کا آغاز کریں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کلب کا کمپاؤنڈ گیٹ بند تھا اور گیٹ کے باہر ایک پلیٹ موجود تھی کہ کلب ناگزیر وجوہات کی وجہ سے بند رہے گا۔ پھاٹک اونچا نہ تھا اس لئے پھاٹک کے سامنے موجود برآمدے میں چار گنجے سروں والے آدمی اکڑے کھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ان کے جسموں پر سبز دھبوں والی کمانڈو یونیفارم تھی۔ گلے میں سرخ رنگ کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں جن پر زرد رنگ کی دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔ ان چاروں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور وہ اپنے چہروں کے خدوخال سے مقامی افراد دکھائی دے رہے تھے لیکن قدوقامت اور جسامت سے وہ خاصے صحت مند اور تنومند نظر آ رہے تھے اور ان کے چہروں پر سختی کا تاثر دور سے ہی خاصا نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی گیٹ پر پہنچے ان میں سے ایک بھاگتا ہوا برآمدے سے اترا اور کمانڈو کے انداز میں دوڑتا ہوا گیٹ پر آ گیا۔

''جاؤ کلب بند ہے۔ جاؤ بھاگ جاؤ''...... اس نے کڑک دار لہجے میں کہا۔

"سنو چاؤ بوائے۔ میرا نام ہارڈی ہے اور یہ میرے اسسٹنٹس ہیں۔ جا کر اپنے گرانڈ ماسٹر سے کہو وہ مجھ سے فوری ملاقات کر لے ورنہ اس کے جنگل پر کسی بھی وقت قیامت ٹوٹ سکتی ہے۔ جاؤ چاؤ بوائے اور اسے بتا دو کہ کارڈما کا ہارڈی بذات خود اس کے لئے ایک بڑی آفر لے کر آیا ہے۔ جاؤ"..... عمران نے اس سے بھی زیادہ اونچی آواز اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں کہتا ہوں تم جو کوئی بھی ہو دفع ہو جاؤ۔ گرانڈ ماسٹر یہاں موجود نہیں ہے۔ وہ واپس چلا گیا ہے۔ جاؤ ورنہ میں فائر کھول دوں گا"..... اس آدمی نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے مشین گن اتار لی تھی لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا عمران کسی بندر کی پھرتی سے پھاٹک پر چڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ چاؤ بوائے کچھ سمجھتا عمران نے اندر چھلانگ لگا دی۔

"رک جاؤ۔ کون ہو تم۔ رک جاؤ"..... برآمدے میں موجود تینوں چاؤ عمران کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر چیختے ہوئے پھاٹک کی طرف بھاگے لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ چاروں چیختے ہوئے نیچے گرے جبکہ عمران نے بڑے اطمینان سے مڑ کر پھاٹک کا چھوٹا حصہ اندر سے کھول دیا۔ اس نے مڑ کر بھی ان چاؤ بوائز کو نہ دیکھا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ براہ راست دل میں اتر جانے والی گولیوں نے انہیں تڑپنے کا بھی موقع

نہ دیا ہوگا۔

"پھاٹک بند کر دو اور آؤ جلدی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

"مشین گنیں لے لو اندر شاید زیادہ آدمی ہوں"..... عمران نے یکلخت رک کر کہا تو اس کے ساتھیوں نے ان تینوں کے ہاتھوں سے مشین گنیں اچک لیں جو برآمدے سے کچھ فاصلے پر زمین پر مردہ پڑے ہوئے تھے جبکہ چوتھا پھاٹک کے قریب پڑا ہوا تھا۔ برآمدے میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران نے ہینڈل گھما کر اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ اندر سے لاک کر دیا گیا تھا۔ عمران نے مشین پسٹل کی نال لاک کے سسٹم پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکے سے لاک ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے لات مار کر بھاری دروازہ کھول دیا۔ اندر ایک گیلری تھی جو آگے جا کر گھوم گئی تھی۔

"ایک آدمی یہاں ٹھہرے گا تاکہ عقب سے کوئی نہ آ جائے"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے صفدر اور کیپٹن شکیل بھی دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے جبکہ صدیقی وہیں دروازے کے قریب رک گیا تھا۔ عمران ابھی گیلری کے موڑ تک پہنچا تھا کہ اسے دوسری طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ آنے والا ایک ہی

آدمی تھا۔ عمران نہ صرف خود رک گیا بلکہ اس نے اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں کو بھی رکنے کا اشارہ کر دیا اور وہ تینوں موڑ کے قریب دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے ایک چاؤ کاندھے سے مشین گن لٹکائے دوڑتا ہوا جیسے ہی موڑ مڑا عمران کے بازو حرکت میں آئے اور وہ آدمی ایک لمحے کے لئے گھوم کر عمران کے سینے سے لگا لیکن دوسرے لمحے ہلکی سی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کا پھڑکتا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ عمران نے اسے فرش پر لٹایا اور اس کی مشین گن لے کر وہ تیزی سے موڑ مڑ کر آگے بڑھا تو گیلری کا اختتام ایک بند دروازے پر ہو رہا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف میوزک اور انسانوں کا ملا جلا شور سنائی دے رہا تھا۔ عمران نے دروازہ آہستہ سے دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا اور پھر جھری سے عمران نے جو کچھ دیکھا اس سے اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ یہ ایک کافی بڑا ہال کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر بڑا سا سٹیج تھا۔ سٹیج پر دس کے قریب نوجوان لڑکیاں تقریباً عریاں لباس میں انتہائی فحش انداز میں ڈانس کرنے میں مصروف تھیں جبکہ سٹیج کے سامنے دس چاؤ گروپ کے آدمی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ دس کے قریب چاؤ گروپ کے آدمی ہال میں پھیلے ہوئے تھے اور ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں لیکن سب کی توجہ سٹیج کی طرف ہی تھی۔

''ہوشیار''..... عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے زور سے دروازے پر لات ماری تو تھوڑا سا کھلا ہوا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو ہال میں موجود ہر شخص کی نظریں تیزی سے دروازے کی طرف گھوم گئیں۔ حتیٰ کہ سٹیج پر انتہائی فحش انداز میں ناچنے والی لڑکیاں بھی یکلخت رک گئیں۔

''خبردار۔ اگر کسی نے فائر کیا تو سب کو اڑا دیا جائے گا۔ ہم نے صرف گرانڈ ماسٹر سے ملنا ہے''..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔ اس کے ساتھی اس کی دونوں سائیڈوں پر کھڑے تھے۔ ہال میں موجود چاؤ گروپ کے افراد کے چہروں پر اس قدر حیرت تھی جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''کون ہو تم اور یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ گرانڈ ماسٹر تو واپس جنگل میں چلے گئے ہیں''..... اچانک ایک لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے اٹھ کر ان کی طرف گھومتے ہوئے کہا۔

''تم کون ہو''..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھ سے گرانڈ ماسٹر تو مارڈو سے اس لہجے میں بات کرو''..... اس آدمی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''اس کو ہاف آف جبکہ باقی سب کو ختم کر دو''..... اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے چھلانگیں لگائیں اور وہ تینوں بڑے بڑے ستونوں کی اوٹ میں ہو گئے اور ان پر کئے جانے والے فائر ان کے قریب سے گزرتے

چلے گئے لیکن دوسرے لمحے ان تینوں کی مشین گنوں سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ ادھر چاؤ گروپ کے بھی کئی افراد ستونوں کی اوٹ لے چکے تھے جن میں وہ مارڈو بھی شامل تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی فائرنگ سے چاؤ گروپ کے افراد چھت سے گرنے والی مردہ چھپکلیوں کی طرح نیچے گر رہے تھے کیونکہ صرف چند افراد ہی ستونوں کی اوٹ لے سکے تھے۔ باقی سب چونکہ براہ راست فائرنگ کی زد میں تھے اس لئے وہ زخمی ہو کر گرتے رہے جبکہ مارڈو جو فائرنگ ہوتے ہی سٹیج کی اوٹ میں ہو گیا تھا رینگتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ سٹیج پر ناچنے والی لڑکیاں چیختی ہوئی عقبی دروازے سے باہر غائب ہو گئی تھیں۔ چونکہ فائرنگ کا رخ سٹیج کی طرف نہ تھا اس لئے وہ سب بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ مسلسل فائرنگ کرنے کی وجہ سے مشین گنوں کا میگزین ختم ہو گیا تو انہوں نے مشین گنیں پھینک دیں۔ ان کے مشین گنیں پھینکتے ہی ستونوں کی اوٹ میں موجود چار مسلح چاؤ فاتحانہ انداز میں نعرے لگاتے ہوئے ستونوں کی اوٹ سے نکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف آنے لگے لیکن دوسرے لمحے وہ چاروں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے جا گرے کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے مشین گنیں پھینک کر جیبوں سے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔ چاؤ گروپ کو شاید اندازہ ہی نہ تھا کہ ان کے پاس مشین پسٹل بھی ہو

تے تھے۔ وہ یہ سمجھ کر کہ مشین گنوں کا میگزین ختم ہو جانے کے بعد ے نہتے ہو چکے ہیں، ستونوں کی اوٹ سے نکل آئے تھے اور ں لئے وہ مارے بھی گئے تھے ورنہ وہ جس ماہرانہ انداز میں نوں کی اوٹ سے فائرنگ کر رہے تھے اس سے عمران اور اس ساتھیوں کو ان کے علاوہ کسی اور طرف توجہ دینا ہی تقریباً ناممکن رہا تھا۔

"چاؤ مارڈو نکل گیا ہے۔ میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ تم رے کلب میں پھیل جاؤ اور جو نظر آئے اڑا دو"۔ عمران نے کر کہا اور دوڑتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھا جو سٹیج کی سائیڈ تھا اور کھلا ہوا تھا۔ جہاں سے سٹیج کی اوٹ لے کر مارڈو نکل انے میں کامیاب ہوا تھا۔ عمران جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچا انک اس نے چھلانگ لگائی اور دروازے کے دوسری طرف پہنچ ر وہ تیزی سے گھوم گیا۔ ایک گیلری بائیں سائیڈ پر جا رہی تھی جو گے جا کر گھوم جاتی تھی۔ عمران تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا ن دوسرے لمحے وہ چند آوازیں سن کر بے اختیار اچھل کر تیزی ۔ آگے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ آوازوں سے یوں لگ رہا تھا ۔ دو آدمی پوری شدت سے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو رہے عمران جیسے ہی گیلری کا موڑ مڑا اسی لمحے ایک بھاری جسم جیسے ا ہوا عمران سے ٹکرایا اور اس اچانک پڑنے والی افتاد سے عمران قدم بھی اکھڑ گئے اور وہ ایک لمحے کے لئے اس بھاری جسم کے

نیچے دب سا گیا لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے تڑپا
اس پر گرنے والا بھاری جسم یکلخت اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے
ٹکرایا۔

"ارے عمران صاحب آپ"..... اسی لمحے عمران کے کانوں
میں صدیقی کی آواز پڑی تو عمران یکلخت تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا
دیوار سے ٹکرا کر اور رول ہو کر گرنے والا بھاری جسم ویسے ہی
ہوا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا اور عمران اسے دیکھتے ہی پہچان
کہ وہ مارزو ہے۔

"تم ادھر کہاں سے آ گئے اور یہ تم سے کیسے ٹکرا گیا"..... عمران
نے حیرت بھری نظروں سے سامنے کھڑے مسکراتے ہوئے صدیقی
سے کہا جس کا چہرہ اور جسم پسینے سے تر نظر آ رہا تھا۔ لیکن اس کے
باوجود وہ کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"اندر فائر کھلتے ہی میں نے ادھر سے عورتوں کے چیخنے
دوڑنے کی آوازیں سنیں تو میں ادھر آ گیا۔ نیم عریاں لڑکیاں
دیکھ کر اور زیادہ چیختی ہوئی آگے بڑھیں تو میں نے انہیں جانے
اشارہ کیا اور پھر میں واپس اپنی جگہ پر جانے کے لئے جیسے
واپس مڑا میں نے کسی مرد کے دوڑتے قدموں کی آواز
فائرنگ اندر مسلسل ہو رہی تھی۔ اس صورت حال میں کسی مرد
قدموں کی آواز سن کر میں واپس مڑا تو یہ آدمی دوڑتا ہوا اچانک
مجھ سے ٹکرا گیا۔ اس اچانک ٹکراؤ سے میں نیچے گر گیا جبکہ یہ

نیچے گرا اور پھر ہم دونوں اکٹھے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ خاصا
ندار آدمی تھا اور لڑنے بھڑنے سے بھی واقف تھا اس لئے اس
نے کوشش کی کہ مجھے ناک ڈاؤن کر دے۔ ادھر میرے لئے اصل
مسئلہ یہ تھا کہ کیا میں نے اسے زندہ رکھنا ہے یا ختم کر دینا ہے اور
پھر میں نے اسے زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا کیونکہ یہ جس طرح بھاگ
کر آ رہا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ عام آدمیوں سے ہٹ کر
کوئی اعلیٰ مقام رکھتا ہے اس لئے میں نے اسے بے ہوش کرنے کی
کوشش شروع کر دی۔ مجھے اعتراف ہے کہ مجھے کچھ مشکل ضرور
پیش آئی لیکن آخرکار میں اسے ناٹو کراس لگانے اور بے ہوش کر
کے فضا میں اچھال دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اب یہ دوسری بات
ہے کہ اس کی زد میں آپ آ گئے"..... صدیقی نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"تمہارا پورا جسم اور چہرہ جس طرح پسینے میں تر ہو رہا ہے اس
سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تم نے کس انداز میں ناٹو کراس لگایا
ہے۔ تم نے واقعی ہمت کی ہے صدیقی۔ ویل ڈن"..... عمران نے
آگے بڑھ کر صدیقی کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو صدیقی
کا پسینے سے تر چہرہ یکلخت بہار کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اسی
لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ادھر آتی سنائی دیں تو عمران
اور صدیقی دونوں اچھل پڑے۔

"یہ صفدر اور کیپٹن شکیل ہیں"..... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی وہ دونوں دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔

"کلب تو خالی پڑا ہے عمران صاحب۔ عقبی طرف ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔ یہ لڑکیاں شاید ادھر سے نکل گئی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس مارڈو کو اٹھاؤ ہم نے بھی فوری یہاں سے نکلنا ہے کیونکہ پولیس کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"پولیس کی تو آپ فکر نہ کریں۔ وہ ایسے کلبوں کا رخ ہی نہیں کرتی البتہ ہمیں یہاں سے واقعی نکل جانا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ چاؤ گروپ کے کچھ لوگ ادھر ادھر موجود ہوں"...... صفدر نے کہا جبکہ کیپٹن شکیل نے اس دوران جھک کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے مارڈو کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا تھا۔

"اسے آپ نے بے ہوش کیا ہے" صفدر نے کہا۔

"یہ کارنامہ صدیقی نے انجام دیا ہے۔ ذرا سوچو کہ صدیقی نے کس قدر ہمت سے کام لیا ہے کہ اس قدر وزنی اور مضبوط جسم کے آدمی کو نانو کراس لگانے میں کامیاب ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نانو کراس اور اس مارڈو کو۔ حیرت ہے"...... صفدر نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صدیقی بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں اسے ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ صرف بے ہوش کرنا چاہتا تھا اس لئے مجبوری تھی"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"پھر بھی واقعی تمہاری ہمت ہے"...... صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو صدیقی کا چہرہ ایک بار پھر گلنار سا ہو گیا۔

"جیپ کو عقبی دروازے کی طرف لے آؤ۔ پھاٹک کی طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں" عمران نے صفدر سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ عقبی طرف پہنچیں میں جیپ ادھر لے آتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب وہ مادام ڈکسن یہاں کہیں نظر نہیں آئی اور نہ ہی وہ گرانڈ ماسٹر ملا ہے۔ یہ لوگ کہاں گئے ہوں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ مارڈو ہی سب کچھ بتائے گا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ ایک طویل راہداری سے گزر کر ایک دروازے پر پہنچ گئے۔ اسی لمحے دور سے جیپ کے قریب آنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"صفدر جیپ لے آیا ہے"...... صدیقی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپ میں سوار اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ چونکہ گلیکسی کالونی وہاں سے زیادہ دور نہیں تھی اس لئے تھوڑی دیر بعد ہی وہ اپنی رہائش گاہ کے سامنے پہنچ گئے۔ ہارن دینے کے چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور عمران جیپ اندر لے آیا۔ وہاں ایک کار اور ایک جیپ پہلے سے موجود تھی۔

''حیرت ہے جولیا اور صالحہ جس جیپ پر گئی تھیں وہ بھی موجود
ہے''...... عمران نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔
''اس کا مطلب ہے کہ دونوں گروپس نے ہم سے زیادہ تیز
رفتاری کا مظاہرہ کیا ہے''...... صفدر نے بھی نیچے اترتے ہوئے کہا
جبکہ کیپٹن شکیل نے صدیقی کی مدد سے جیپ کے آخری حصے میں
پڑے ہوئے مارڈو کے بے ہوش جسم کو باہر کھینچا اور پھر اسے
کاندھے پر لاد لیا۔ اس دوران تنویر پھاٹک بند کر کے واپس آ چکا تھا۔
''کیا ہوا تنویر''...... عمران نے قدرے بے چین سے لہجے میں
پوچھا۔
''کیا ہونا تھا۔ کچھ بھی نہیں ہوا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''کیا مطلب۔ کیا وہاں بلیک سٹار کے لوگ موجود نہیں تھے''۔
عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ سب اب اندرونی عمارت کی
طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔
''موجود تھے لیکن میرے ساتھ جانے والے نعمانی اور خاور
دونوں اس بات پر بضد ہو گئے کہ پہلے باہر سے بے ہوش کر دینے
والی گیس اندر فائر کی جائے پھر انہیں ہلاک کیا جائے تاکہ ارد گرد
کی کوٹھیوں میں موجود افراد پولیس کو کال نہ کر دیں اور ان کا یہ بھی
خیال تھا کہ یہ سب تربیت یافتہ لوگ ہیں اس لئے اگر انہیں بے
ہوش نہ کیا گیا تو معاملہ الجھ بھی سکتا ہے۔ ان دو کی ایک رائے تھی۔
اس لئے گیس فائرنگ کے بعد جب ہم اندر داخل ہوئے تو پوری

کوٹھی میں جگہ جگہ لوگ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس بے
ہوشی کے عالم میں انہیں گولیاں مار دی گئیں اور پھر ان کی لاشیں
اٹھا کر ایک کمرے میں ڈال دی گئیں تاکہ ہمسایوں کو دوسری منزل
سے صحن میں پڑی لاشیں نظر نہ آ سکیں''...... تنویر نے منہ بناتے
ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
''مطلب ہے کہ تم نے مرے کو مارے شاہ مدار والا کام کیا ہے''۔
عمران نے کہا تو تنویر کے بھنچے ہوئے ہونٹ مزید بھنچ گئے۔ بڑے
ہال کمرے میں جولیا، صالحہ اور ان کے ساتھ جانے والا چوہان
موجود تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہونے پر
چوہان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
''اسے کسی کرسی پر ڈال کر رسیوں سے باندھ دو''...... عمران نے
کہا تو اس کی ہدایت پر عمل شروع کر دیا گیا۔
''باہر اور پیچھے کی طرف نگرانی ضروری ہے اس لئے نعمانی اور
خاور ان دونوں باہر کا خیال رکھیں گے''...... عمران نے کہا تو نعمانی اور
خاور دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور کمرے سے باہر چلے گئے۔
''ہاں۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے''۔
عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
''صالحہ تم بتاؤ ورنہ جس طنزیہ انداز میں اس نے بات کی ہے
میں اسے گولی بھی مار سکتی ہوں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
''ارے۔ ارے۔ میں نے ہرگز طنز نہیں کیا بلکہ مجھے سو فیصد

یقین ہے کہ جہاں یک نہ شد دو شد : آپ خواتین ہوں : وہاں
چارہ کارنامہ تو ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا نظر آنے لگ جاتا ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ جنگل والی کہانی صرف پروپیگنڈا ہے۔
وہاں جنگل کے اندر کافی دور تک ہو کر واپس آئی ہیں۔ ہمیں وہاں
کوئی انسان تو کیا چڑیا کا بچہ تک نظر نہیں آیا"..... صالحہ نے کہا
عمران کے ساتھ ساتھ دیگر ساتھی جو وہاں موجود تھے بے اختیار
اچھل پڑے۔

"ہم ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی واپس آئے ہیں۔ کیوں"۔ صالحہ
نے عمران کو اس انداز میں اچھلتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا
اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک باہر
دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب چار جیپیں باہر آ کر رکی ہیں۔ ان میں ج
گروپ کے لوگ ہیں اور ان کے پاس کراس میزائل گنیں موجود
ہیں" نعمانی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوہان
بھی دوڑتا ہوا اندر آ گیا۔

"عقبی طرف دو بڑی جیپیں آ کر رکی ہیں"..... چوہان نے کہا

"چلو یہاں سے۔ آؤ میرے پیچھے۔ جلدی فوراً ورنہ وہ پوری
کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے"..... عمران نے چیخ کر کہا اور
پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے سائیڈ کمرے

میں پہنچے۔ وہاں عمران نے دیوار میں موجود ایک ہک پکڑ کر کھینچا تو
فرش کا ایک حصہ ہٹ گیا۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی
دے رہی تھیں۔

"سامان تو اٹھا لیں"..... صفدر نے کہا۔

"سامان کو چھوڑو۔ جلدی آؤ۔ جلدی"..... عمران نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا اور بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔
سیڑھیوں کے اختتام پر ایک خاصا چوڑا سرنگ نما راستہ تھا۔ وہ سب
تیزی سے اس راستے پر دوڑتے چلے گئے لیکن ابھی اس راستے کا
اختتام نہ ہوا تھا کہ خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی زمین اس طرح
لرزنے لگی جیسے انتہائی خوفناک زلزلہ آ گیا ہو لیکن انہوں نے اپنے
قدم نہ روکے اور پھر یہ سرنگ نما راستہ یکلخت ختم ہو گیا تو عمران نے
دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی
سامنے دیوار میں خلاء سا نمودار ہو گیا۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ
تھا۔ وہ سب باری باری اس خلاء میں سے نکل کر اس بڑے کمرے
میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک کمرے کا بند دروازہ ایک دھماکے سے
کھلا اور اس کے ساتھ ہی دو مقامی آدمی مشین گنیں اٹھائے بڑے
جارحانہ انداز میں اندر داخل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ریٹ
ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

سرسلطان ایک تہہ خانے میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر نہ صرف گہری سنجیدگی تھی بلکہ چہرے پر تھکاوٹ اور مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ ہونٹ بھینچے ہوئے خلاء میں اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہوں کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز گونجی تو انہوں نے چونک کر گردن موڑی اور دوسرے لمحے کمرے میں داخل ہوتی ہوئی ایک نوجوان لڑکی کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیئے۔ سرسلطان گزشتہ دس بارہ روز سے یہاں موجود تھے۔ انہیں وہاں پاکیشیا میں بے ہوش کیا گیا تھا اور پھر جب انہیں ہوش آیا تو وہ اس تہہ خانے میں موجود تھے اور پہلی بار یہ لڑکی جس کا نام لوگی تھا ان کے سامنے آئی تھی اور اس لڑکی لوگی نے ہی انہیں بتایا تھا کہ انہیں پاکیشیا سے اغوا کر کے یہاں ہوناشو جزیرے پر واقع اس خوفناک جنگل میں لایا گیا

ہے اور یہ بات بھی سرسلطان کو لوگی نے ہی بتائی تھی کہ اس جنگل پر چاؤ گروپ کا قبضہ ہے جنہوں نے یہاں قدم قدم پر انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے ہوئے ہیں اور پھر سرسلطان کے پوچھنے پر لوگی نے ہی انہیں بتایا تھا کہ انہیں زندہ اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ پاکیشیا کی حکومت کو بلیک میل کر کے ان سے کسی معاہدے میں شمولیت پر رضامندی حاصل کی جا سکے۔ گو سرسلطان نے لوگی کو کئی بار کہا تھا کہ وہ کسی طرح فون پر یا کسی ٹرانسمیٹر پر ان کی بات پاکیشیا کے صدر سے کرا دے تاکہ وہ انہیں بتا سکیں لیکن لوگی نے انہیں صاف کہہ دیا تھا کہ اسے ان سے ہمدردی ضرور ہے لیکن وہ کوئی ایسا کام نہیں کر سکتی جس کے نتیجے میں ان کے ساتھ ساتھ اسے بھی گولی مار دی جائے۔ لوگی شروع شروع میں اپنی مخصوص معاشرت کی بناء پر جب نیم عریاں لباس میں سرسلطان کے پاس آئی تو سرسلطان نے نہ صرف اسے مکمل لباس پہننے کے لئے کہا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ وہ ان کی بیٹی کے برابر ہے اور وہ اپنی بیٹی کو اس قسم کے لباس میں دیکھنا کسی صورت گوارا نہیں کر سکتے تو سرسلطان کی بات کا لوگی پر ایسا اثر ہوا کہ اس دن کے بعد لوگی نے نہ صرف ہر وقت مکمل لباس پہننا شروع کر دیا تھا بلکہ وہ باقاعدہ سر کو ڈھانپ کر سرسلطان کے سامنے آتی تھی۔ دراصل لوگی کو سرسلطان کی خصوصی خدمت پر تعینات کیا گیا تھا لیکن اس چاؤ گروپ کا واسطہ شاید سرسلطان جیسے آدمی سے پہلی بار پڑا تھا اس

لئے لوگی پر سرسلطان کی باتوں کا گہرا اثر ہوا تھا اور شاید یہ اسی اثر کا عملی نتیجہ تھا کہ اسے سرسلطان کے ساتھ دلی ہمدردی ہو گئی تھی لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں جاؤ گروپ کے انتظامات اس قدر سخت تھے کہ یہاں سے کسی کا فرار ہو جانا سوچ اور عمل دونوں لحاظ سے ہی ناممکن ہے اس لئے لوگی مجبور تھی کہ وہ سرسلطان سے دلی ہمدردی کے باوجود انہیں یہاں سے فرار کرانے یا انہیں کوئی فون یا ٹرانسمیٹر مہیا کرنے سے قاصر تھی۔

''سر۔ کیا ایک بات میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں''..... ناشتہ وغیرہ کرانے اور برتن ہٹانے کے بعد لوگی نے سرسلطان کے قریب آ کر بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا تو سرسلطان بے اختیار چونک پڑے۔

''ایسی کیا بات ہے لوگی جو تم اس انداز میں پوچھ رہی ہو''۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا میں آپ کیا کسی ایسے آدمی سے واقف ہیں جس کا نام عمران ہو''..... لوگی نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر یکلخت ایسے تاثرات ابھر آئے تھے کہ لوگی خوفزدہ سی ہو کر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

''یہ۔ یہ نام تم نے کہاں سے سن لیا ہے''..... سرسلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ۔ آپ بیٹھیں تو سہی۔ کیا یہ نام اس قدر خوفناک ہے کہ

آپ پریشان ہو گئے ہیں تو میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے یہ نام لے کر آپ کو اس حد تک پریشان کر دیا ہے''..... لوگی نے انتہائی معذرت خواہانہ لہجے میں کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم معذرت کر رہی ہو جبکہ تم نے یہ نام لے کر میرے سینے میں بھڑکتی ہوئی آگ کو یکلخت ٹھنڈا کر دیا ہے۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے یہ نام کہاں سے سن لیا ہے اور کیسے۔ پلیز۔ تفصیل بتاؤ۔ یہ میرے لئے انتہائی اہم ترین بات ہے''..... سرسلطان نے اپنی عادت کے خلاف انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا تو لوگی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ سرسلطان قید میں اور بے بس ہونے کے باوجود کسی بھی معاملے میں جھکنے کا اظہار نہ کیا کرتے تھے لیکن عمران کا نام سن کر ان کا جو ردعمل سامنے آیا تھا وہ پہلے سے قطعی برعکس تھا اس لئے لوگی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''پہلے آپ بتائیں کہ یہ آدمی کون ہے۔ آپ کا کیا لگتا ہے''۔ لوگی نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ آدمی صرف میری ہی نہیں پورے پاکیشیا کی جان ہے، روح ہے۔ میرا کوئی حقیقی بیٹا نہیں ہے لیکن عمران مجھے حقیقی بیٹوں سے بھی بڑھ کر عزیز ہے۔ پلیز لوگی بتاؤ کہ یہ نام تم نے کہاں سے سنا ہے اور کس سلسلے میں سنا ہے۔ پلیز''..... سرسلطان اب باقاعدہ

منتوں پر اتر آئے تھے اور یہی بات لوگی کو مسلسل حیرت میں مبتلا کرتی چلی جا رہی تھی۔

"میں نے تو اس لئے پوچھا تھا کہ آج صبح گرانڈ ماسٹر ہوناشو شہر گئے تھے۔ وہاں ان کے دوست کے کلب پر کسی بین الاقوامی تنظیم نے اس بناء پر قبضہ کر لیا تھا کہ اس تنظیم کے خلاف کام کرنے اور آپ کو یہاں سے چھڑوانے کے لئے پاکیشیا سے کوئی ٹیم ہوناشو پہنچنے والی ہے جس کا سربراہ کوئی عمران ہے لیکن گرانڈ ماسٹر کو اطلاع ملی تھی کہ عمران نے اس تنظیم کے اس سیکشن کی جس نے کلب پر قبضہ کیا ہوا تھا، در پردہ حمایت حاصل کر لی ہے اور وہ اس کے ساتھ مل کر یہاں جنگل پر حملہ کرے گا۔ اس پر گرانڈ ماسٹر نے ایک چال چلی۔ اس نے اس کلب کی انچارج جسے مادام ڈکسن کہا جاتا ہے، کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے تمام آدمیوں کو کلب سے ہٹا دے کیونکہ گرانڈ ماسٹر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کلب میں آ رہا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور گرانڈ ماسٹر اپنے پچیس ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے مادام ڈکسن کو کلب سے نکال دیا اور کلب اپنے نمبر ٹو مارڈو کے چارج میں دے کر خود اپنے مخصوص ساتھیوں سمیت واپس آ گئے۔ اب مارڈو اور اس کے ساتھی وہاں موجود ہیں۔ انہوں نے مادام ڈکسن کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح اب عمران کی سازش کامیاب نہ ہو سکے گی بلکہ عمران جب کلب میں آئے گا تو مارڈو اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں

خود ہی مارا جائے گا"..... لوگی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے لیکن عمران کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں یہاں ہوں۔ میرا تو خیال تھا کہ میری یہاں موجودگی کا عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی بھی صورت علم نہ ہو سکے گا"..... سر سلطان نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سب لوگ اس عمران کو انتہائی خطرناک قرار دے رہے تھے اور مارڈو نے ہوناشو میں اس تنظیم کے ہیڈکوارٹر کی بھی نگرانی کا انتظام کر رکھا ہے تاکہ اگر یہ وہاں جائیں تب بھی مارے جائیں اور مجھے افسوس ہے سر سلطان کہ عمران کو اس کی موت یہاں لے کر آ رہی ہے"..... لوگی نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر اس انداز میں ہنس پڑے جیسے لوگی نے انتہائی بچگانہ بات کر دی ہو۔

"تم عمران کو جانتی نہیں ہو لوگی اس لئے تم یہ بات کر رہی ہو۔ بہرحال میری ایک درخواست ہے کہ تم اس عمران کے بارے میں مجھے تازہ ترین معلومات ضرور مہیا کرتی رہنا"..... سر سلطان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ باتیں تو میں نے اتفاقاً سن لی تھیں لیکن اب میں خصوصی طور پر معلومات رکھوں گی"..... لوگی نے کہا اور ناشتے کے خالی برتن اٹھا کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

"تو عمران یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا"..... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر

انہوں نے ایک طرف پڑی ہوئی کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھا
کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ انہوں نے خصوصی درخواست کر کے
لوگی سے یہ کتب منگوائی تھیں کیونکہ یہاں ان کے لئے کوئی کام تو
نہ تھا اس لئے وہ زیادہ وقت پڑھنے میں ہی گزارتے تھے۔ گو
انہوں نے اخبار اور ٹی وی بھی مہیا کرنے کی درخواست کی تھی لیکن
ان کی صرف کتابوں والی درخواست منظور کی گئی تھی۔ لوگی کے منہ
سے عمران کے بارے میں سن کر ان کو دلی اور ذہنی طور پر ایک
سہارا سا مل گیا تھا۔ ابھی انہیں کتابیں پڑھتے ہوئے کچھ زیادہ وقت
نہیں ہوا تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لوگی اندر داخل ہوئی
لیکن لوگی کے چہرے پر موجود تاثرات دیکھ کر سرسلطان بے اختیار
چونک پڑے۔

''آئی ایم سوری سرسلطان۔ میرے پاس آپ کے لئے بری خبر
ہے''...... لوگی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''کیا خبر ہے''...... سرسلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
پوچھا۔

''آپ کا بیٹا عمران ہلاک ہو چکا ہے''...... لوگی نے کہا تو
سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے اور لوگی کے چہرے پر یکلخت حیرت
کے تاثرات ابھر آئے۔

''آپ ہنس رہے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا یہ عمران آپ کا بیٹا
نہیں تھا، دشمن تھا''...... لوگی نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے

ناراض لہجے میں کہا تو سرسلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''تم عمران کو میرا دشمن کہہ رہی ہو جبکہ میں نے کہا ہے کہ عمران
تو پورے پاکیشیا کی روح ہے''...... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

''ہنسا تو دشمن کی موت پر جاتا ہے۔ عزیزوں کی موت پر تو رویا
جاتا ہے''...... لوگی نے اسی طرح قدرے ناراض لہجے میں کہا۔

''ہم مسلمان تو دشمن کی موت پر بھی نہیں ہنستے۔ تم یہ بات سمجھ
نہ سکو گی۔ میں اس لئے نہیں ہنسا کہ عمران دشمن تھا بلکہ اس لئے ہنسا
ہوں کہ تمہاری خبر یقیناً غلط ہے۔ تم اگر مجھے کہو کہ سورج کی روشنی
بجھ گئی ہے تو ظاہر ہے میں اس بچگانہ بات پر ہنسوں گا ہی''۔
سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا عمران انسان نہیں ہے۔ کیا وہ ہلاک نہیں ہو
سکتا''...... لوگی نے کہا۔

''وہ واقعی انسان ہے اور انسان فانی ہے اور وہ یقیناً ہلاک بھی
ہو سکتا ہے لیکن عمران کی موت کی خبر تو ایک طرف اس کی لاش دیکھ
کر بھی مجھے یقین نہ آئے گا کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ اسی قسم کا
آدمی ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''آپ یقین کریں کہ وہ مارا جا چکا ہے''...... لوگی نے اپنی بات
پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تفصیل تو بتاؤ''...... سرسلطان نے کہا۔

''ابھی ابھی ہوناشو سے ایک جاؤ واپس آیا ہے۔ اس نے گرانڈ ماسٹر کو جو کچھ بتایا ہے وہ میں نے بھی سن لیا ہے۔ میں اس وقت گرانڈ ماسٹر کے ساتھ والے کمرے میں اس کے ایک چہیتے کی خدمت کر رہی تھی''...... لوگی نے بولنا شروع کر دیا۔

''کیا سنا ہے تم نے''...... سرسلطان نے اسے ٹوکتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ اس کی عادت جان گئے تھے اگر وہ اسے نہ ٹوکتے تو یقیناً لوگی اپنی عادت کے مطابق چہیتے کی خدمت کی تفصیل بتانا شروع کر دیتی۔

''اس جاؤ نے بتایا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اچانک کلب پر حملہ کر دیا اور پھر وہاں موجود تمام جاؤ ہلاک کر دیئے گئے۔ گرانڈ ماسٹر کے نمبر ٹو مارڈو کو اغوا کر لیا گیا۔ کلب کے باہر جو جاؤ تعینات تھے انہوں نے یہ سوچ کر اندر مداخلت نہ کی کہ لازماً ان کے آدمی ہی فائرنگ کر رہے ہوں گے لیکن جب وہاں پراسرار خاموشی طاری ہو گئی تو وہ اندر گئے۔ پھاٹک کے ساتھ ہی ایک جاؤ کی لاش پڑی تھی اور کلب میں جگہ جگہ جاؤ افراد کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک زخمی جاؤ اچانک ہوش میں آ گیا اور اس نے تفصیل بتائی کہ اچانک چار افراد جو ایکریمین تھے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے فائر کھول دیا۔ کلب میں ڈانس کرنے والی لڑکیاں نکل گئیں لیکن تمام جاؤ مارے گئے۔ اس نے بتایا کہ جب وہ زخمی ہو کر گرا اور بے ہوش ہوا تو بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے ان

چار افراد کو بے ہوش اور زخمی مارڈو کو اٹھائے عقبی دروازے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس پر مزید معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ عقبی دروازے پر ایک بڑی جیپ آئی تھی اور چار افراد اس جیپ پر سوار ہو کر گئے تھے۔ پھر پتہ چلا کہ یہ جیپ ہوناشو کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی میں موجود ہے۔ چنانچہ اس کوٹھی کو جاؤ کے آدمیوں نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ پھر اس پر میزائل فائر کئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی چند جاؤ اس کے ایک خفیہ راستے کے دوسرے دہانے پر پہنچ گئے۔ وہاں کے بارے میں انہیں اسی کالونی میں رہنے والے ایک آدمی نے بتایا تھا۔ وہاں جانے والے دو جاؤ تھے۔ ان کا وہاں ان لوگوں سے ٹکراؤ ہو گیا اور ایک جاؤ ہلاک ہو گیا جبکہ دوسرا جاؤ زندہ واپس آ گیا۔ اس نے بتایا کہ خفیہ راستے کے دوسرے دہانے سے آٹھ مرد اور دو عورتیں نکلی تھیں جن پر فائر کھول دیا گیا۔ انہوں نے بھی جوابی فائرنگ کی جس سے ایک جاؤ ہلاک ہو گیا لیکن دوسرے نے سب کو ہلاک کر دیا اور دوسرا زخمی جاؤ زندہ بچ کر آ گیا۔ کوٹھی تباہ ہو چکی تھی۔ وہاں سے مارڈو کی لاش بھی ملی ہے جس کے میزائلوں نے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ وہ خفیہ راستہ بھی تلاش کر لیا گیا اور پھر جب دوسری طرف جا کر چیک کیا گیا تو وہاں خون تو جگہ جگہ موجود تھا لیکن لاشیں اٹھائی گئی تھیں اور جب ان لاشوں کو تلاش کیا گیا تو قریب ہی ایک کوٹھی کے بڑے کمرے سے آٹھ لاشیں مل گئیں۔ وہ سب گولیوں سے ہلاک ہوئے تھے اور یہ ساری

رپورٹ سن کر گرانڈ ماسٹر کو یقین آ گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اور یہ آپ کے حق میں بھی اچھا ہوا ہے''۔ لوگی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے کیا اچھا ہوا''...... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

''اگر گرانڈ ماسٹر کو یہ یقین نہ آ جاتا کہ عمران ہلاک ہو چکا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی ہلاکت کا حکم دے دیتا''...... لوگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن گرانڈ ماسٹر کو کیسے یقین آ گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں''۔ سرسلطان نے کہا۔

''ظاہر ہے وہ زخمی ہو کر وہاں سے نکل کر دوسری کوٹھی میں پہنچے۔ وہاں وہ زخمی ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے اور جاؤ گروپ کے آدمیوں نے وہاں پہنچ کر انہیں ہلاک کر دیا۔ اس طرح یہ بات کنفرم ہو گئی کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں''...... لوگی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا''...... سرسلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ ایشیائی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ ایشیائی لوگ بے حد خواب پرست ہوتے ہیں۔ وہ ساری عمر صرف خواب دیکھتے ہیں اور سنگین حقیقتوں کو بھی خواب ہی سمجھتے ہیں اس لئے آپ عمران کی

ہلاکت کو بھی خواب سمجھ کر اس پر یقین نہیں کر رہے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ گرانڈ ماسٹر سے کبھی کوئی غلط بیانی نہیں کرتا اس لئے اگر اس نے کہہ دیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں تو یقیناً وہ ہلاک ہو گئے ہیں''...... لوگی نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم خواہ مخواہ مجھ پر ناراض ہو رہی ہو لوگی۔ تمہارے اپنے جذبات ہیں اور میرے اپنے اور جب تمہیں حقیقت معلوم ہو گی تو پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ میں خواب پرست ہوں یا حقیقت پسند۔ بہرحال اب اس قصے کو ختم کر دو''...... سرسلطان نے کہا تو لوگی اثبات میں سر ہلاتی ہوئی مڑی۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ دروازہ کھول کر باہر چلی گئی تو سرسلطان نے بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شروع کر دی۔ گو وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہے تھے لیکن ان کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات صاف بتا رہے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگی اور کامیابی کی دعا مانگ رہے تھے۔

ان مسلح افراد کے اچانک اندر آنے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی خصوصی تربیت کی بناء پر لاشعوری طور پر سائیڈوں میں چھلانگیں لگا دیں لیکن تنویر اور صدیقی دونوں نے بجائے سائیڈوں پر چھلانگیں لگانے کے ان دونوں مسلح افراد پر چھلانگیں لگا دیں۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین گنوں کی فائرنگ اور صدیقی اور تنویر دونوں کے حلق سے بے اختیار نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ انہیں چھلانگ لگانے میں چند لمحوں کی دیر ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں فائرنگ کی زد میں آ کر نیچے فرش پر گرے ہی تھے کہ اچانک سائیڈوں پر موجود چوہان اور نعمانی نے ان مسلح افراد پر چھلانگیں لگا دیں اور وہ ان دونوں کو گرانے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک آدمی کی مشین گن چوہان کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ چنانچہ اس نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اس آدمی پر فائر کھول

دیا جبکہ دوسرے آدمی کے ہاتھ سے مشین گن اچھل کر دور جا گری تھی جبکہ وہ خود نعمانی سے ٹکرا کر اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا تھا لیکن نیچے گرتے ہی اس نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور وہ تقریباً اڑتا ہوا دروازے سے باہر جا گرا۔ اسی لمحے چوہان نے اس پر فائر کھول دیا لیکن گولیاں دروازے سے ہی ٹکرا کر رہ گئیں۔ چوہان تیزی سے باہر کی طرف دوڑا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے تنویر اور صدیقی کی طرف بڑھے۔ ایک گولی تنویر کے بازو کا گوشت کاٹتی ہوئی گزر گئی تھی جبکہ صدیقی کی ران پر دو گولیاں لگی تھیں۔ عمران اور صفدر نے انتہائی تیز رفتاری سے اپنی اپنی قمیضیں پینٹس سے باہر نکال کر انہیں نیچے کی طرف سے پھاڑ کر پٹیاں بنا کر ان دونوں کے زخموں پر باندھ دیں تاکہ ان کے زخموں سے نکلتا ہوا خون رک جائے۔ اس دوران چوہان واپس آ گیا۔

''وہ نکل گیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہمیں بھی اب فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہو گا۔ آؤ''۔ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تنگ سی ایک عقبی گلی میں دوڑتے ہوئے سڑک پر آ گئے اور پھر کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے پھاٹک پر موجود کرائے کے لئے خالی ہے، کا بورڈ عمران کو نظر آ گیا۔ چنانچہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ بورڈ عمران کی ہدایت پر اتار دیا گیا تھا۔

"یہ لوگ اس خفیہ راستے کے دوسرے دہانے پر کیسے پہنچ گئے ہوں گے"...... صالحہ نے کہا۔

"شاید انہیں اس کوٹھی اور اس کے خفیہ راستے کا پہلے سے علم تھا۔ بہرحال اب ہم نے فوری اس جنگل پر ریڈ کرنا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کی ہلاکت کے انتقام میں سرسلطان کو کوئی نقصان پہنچا دیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ مارڈو سے تو پوچھ گچھ نہیں ہو سکی ورنہ کچھ آسانی ہو جاتی"...... صفدر نے کہا۔

"وہ اب میزائل فائرنگ سے ہلاک ہو چکا ہو گا اس لئے اب اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس کوٹھی میں وہ مشینری موجود تھی جو میں نے راڈش کی مدد سے منگوائی تھی۔ وہ بھی میزائل فائرنگ کی وجہ سے تباہ ہو چکی ہو گی"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"ایسی صورت میں جنگل میں ریڈ کرنا تو اندھے کنویں میں چھلانگ لگانے کے مترادف ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"آج نہیں تو کل بہرحال یہ کام تو کرنا ہی ہے۔ ہمارا اصل مشن ہی یہی ہے جبکہ ہم خواہ مخواہ ادھر ادھر کے فضول کاموں میں الجھ کر رہ گئے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ جو کچھ ہوا ہے فضول نہیں ہے تنویر۔ تم نے بلیک سٹار کے پورے سیکشن کا خاتمہ کر دیا ہے جبکہ ہم نے جاؤ گروپ کو شدید

نقصان پہنچایا ہے اس طرح اب عقبی طرف سے ہم پر کوئی حملہ نہیں کرے گا۔ اب جو مشکلات ہمیں پیش آئیں گی اس جنگل کے حفاظتی انتظامات سے ہی پیش آئیں گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے"...... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے اچانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"وہ کیا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں، صالحہ اور چوہان کے ساتھ جنگل کے اندر کافی دور تک چلی گئی تھی لیکن ہمیں نہ ہی چیک کیا گیا اور نہ ہی ہماری نگرانی کی گئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ عورتوں کو بے ضرر سمجھتے ہیں اس لئے کیوں نہ میں اور صالحہ آگے جا کر زیرو سکس ٹرانسمیٹر پر تمہیں حالات سے آگاہ کرتی رہیں اور تم ہمارے پیچھے آگے بڑھتے رہو۔ اس طرح ہم آسانی سے ان کے کیمپ تک پہنچ جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"جولیا کی بات درست ہے۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ کئی نظریں ہمیں مسلسل دیکھ رہی ہیں لیکن ہمیں روکا نہیں گیا۔ اس سے واقعی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ واقعی عورتوں کو بے ضرر سمجھتے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"لیکن تم تو عورت نہیں تھے۔ پھر تمہیں کیوں چیک نہیں کیا

کیا''..... صفدر نے کہا۔

''میں نے وہاں مس جولیا کے ملازم کا کردار ادا کیا تھا جو ان کا سامان اٹھائے ان کے پیچھے چلتا ہے اس لئے شاید انہوں نے مجھے بھی اس قابل نہیں سمجھا کہ چیک کریں''...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا اظہار جولیا اور صالحہ نے تو نہیں کیا حالانکہ مردوں کی آنکھیں اگر سات پردوں کے پیچھے بھی خواتین کو دیکھیں تو خواتین کو اس کا فوراً احساس ہو جاتا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ چوہان کو دیکھنے والی آنکھیں خواتین کی ہوں''۔ صدیقی نے فوراً کہا تو پورا کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''تم تو اس طرح عورتوں کی نفسیات کی باتیں کرتے ہو جیسے تم بذات خود عورت رہے ہو''...... اس بار جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کیا اور عورت کی نفسیات کیا۔ بڑے بڑے فلاسفر یہی کہتے رہ گئے کہ عورت کی نفسیات آج تک کوئی نہیں سمجھ سکا بلکہ میں تو کہتا ہوں بذات خود عورت بھی اپنی نفسیات نہیں سمجھ سکتی''...... عمران نے جواب دیا اور سب ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ اب آخر آپ نے مشن کی تکمیل کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا ہمارے لئے

مشکلات بڑھتی ہی جائیں گی۔ کم تو نہیں ہوں گی''...... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اگر میں نے کچھ سوچا ہوتا تو کم از کم تمہیں تو معلوم ہو جاتا۔ ایسے اصل معاملات یہ ہیں کہ کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی اندھا اقدام کر کے ٹیم کے ممبران کی جانوں کا رسک لوں''...... عمران نے بات کرتے کرتے آخر میں انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس سب کے باوجود آخر مشن تو مکمل کرنا ہی ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ راڈش کو کال کر کے اس سے دوبارہ مشینری منگوا لی جائے''...... نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ اب اس کا وقت نہیں رہا۔ اب ہمیں خود ہی سب کچھ کرنا ہو گا۔ البتہ میں سوچ رہا ہوں کہ جولیا نے جو تجویز پیش کی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ اس میں بہرحال بچ جانے کا چانس موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہ مردوں کی شان کے خلاف ہے کہ وہ عورتوں کو چارہ بنا کر آگے بڑھیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا''...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اس میں مردوں کی شان کا کیا تعلق ہے۔ ہم سب ٹیم کے ممبر ہیں۔ مرد ہوں یا خواتین اور ہم نے مشن مکمل کرنا ہے''...... جولیا

نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم جو مرضی آئے سوچو۔ میں نے جو کہا ہے ویسے ہی ہوگا"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے انتہائی سرد مہرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو ایسا کر لیتے ہیں کہ جولیا اور صالحہ کے ساتھ چوہان کی بجائے تنویر کو بھیج دیتے ہیں"...... عمران نے بیچ بچاؤ کرانے کے انداز میں کہا۔

"ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے عمران صاحب۔ ہم دو گروپ بنا لیتے ہیں اور دو مختلف علاقوں سے جنگل کے اندر داخل ہو کر کیمپ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اگر ایک گروپ نہ بھی پہنچ سکے گا یا کہیں پھنس جائے گا تو دوسرا گروپ وہاں پہنچ جائے گا اور پھر ایک دوسرے کی مدد بھی کی جا سکے گی"...... صفدر نے کہا۔

"میرے خیال میں یہ سب قطعی اندھے اقدام ہیں۔ ہمیں ہر صورت میں پہلے اندر کے کسی آدمی کو پکڑ کر لے آنا ہوگا جس سے درست معلومات حاصل کر کے ہی جنگل میں جانا صحیح ہوگا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور میرا خیال ہے کہ کسی چاؤ کو پکڑنے کے لئے ہمیں جنگل کے اندر جانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے یہاں ہمیں دونوں اطراف سے گھیر کر بلاک کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے لامحالہ یہ لوگ کسی نہ کسی انداز میں اس کالونی میں موجود ہیں

اور اگر یہاں نہ بھی ہوں تب بھی لامحالہ ہوناشو میں کوئی نہ کوئی چاؤ ضرور مل جائے گا۔ اب ان کی مخصوص یونیفارم اور گلے میں موجود پٹی کے بارے میں ہمیں معلوم ہو چکا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ویری گڈ۔ یہ واقعی اچھی تجویز ہے۔ نعمانی، چوہان اور خاور یہ کام کریں گے لیکن تم تینوں کو انتہائی ہوشیاری سے یہ کام کرنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ تم انہیں اپنے پیچھے لگا کر یہاں تک لے آؤ"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

"اور صفدر اور کیپٹن شکیل اس کوٹھی کی نگرانی باہر سے کریں گے جبکہ تنویر، صدیقی، جولیا اور صالحہ اندر سے اور عقب سے اس کی نگرانی کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"اور تم کیا کرو گے"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں اس گرانڈ ماسٹر کا فون نمبر ٹریس کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہاں جو فون موجود ہے میں نے چیک کر لیا ہے اس میں ٹون موجود ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں میگاکی سے بول رہا ہوں۔ یہاں ہوناشو میں کسی ایسے

ادارے کا فون نمبر دیں جو سیاحوں کو ہوناشو میں گائیڈ مہیا کرتا ہو"۔ عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"یہاں سب سے مشہور اور کامیاب ادارہ روگاڈوٹریولنگ ہے۔ میں اس کا فون نمبر بتا دیتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیئے۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے فون آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"روگاڈوٹریولنگ ہوناشو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"جنرل مینجر سے بات کرائیں۔ میرا نام مائیکل ہے اور میں میگامی سے بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رساڈو بول رہا ہوں جنرل مینجر روگاڈوٹریولنگ"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرا نام مائیکل ہے اور میں میگامی سے بول رہا ہوں۔ میں اور میرے آٹھ ساتھی سیاح ہیں لیکن ہم ایکریمیا کی نیشنل یونیورسٹی میں نباتات کے ریسرچ بھی ہیں۔ ہم ہوناشو کا نباتاتی سروے کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ریسرچ کر کے دنیا کو بتا سکیں کہ یہاں ہوناشو میں کون کون سے نایاب پودے اور درخت پائے جاتے ہیں اس لئے ہمیں کسی ایسے گائیڈ کی ضرورت ہے جو ہوناشو کے چپے چپے

کے بارے میں جانتا ہو"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ گائیڈ تو آپ کو مل جائے گا لیکن سر یہاں ہوناشو میں ایک ہی جنگل ہے جو ممنوعہ علاقہ ہے اس لئے آپ وہاں داخل ہی نہیں ہو سکتے"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا آئی لینڈ انتظامیہ نے اسے ممنوع علاقہ قرار دے رکھا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہم ان سے خصوصی اجازت نامہ حاصل کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ علاقہ چاؤ گروپ کے قبضے میں ہے اور چاؤ گروپ ڈرگ بزنس کرتا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تو پھر اس گروپ کے چیف سے بات ہو سکتی ہے۔ ہم نے تو صرف نباتات کا سروے کرنا ہے۔ ہمیں اس کے بزنس سے کوئی واسطہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری سر۔ ان کے چیف سے تو آپ کی براہ راست بات ہی نہیں ہو سکتی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چلو براہ راست نہ سہی کسی دوسرے کے ذریعے سہی۔ ہم اس کے لئے آپ کو منہ مانگا معاوضہ پیش کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"معاوضے کی بات نہیں ہے جناب۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ

آپ کو اجازت نہیں ملے گی لیکن اگر آپ چاہیں تو کوشش کی جا سکتی ہے لیکن نتیجے کی کوئی ذمہ داری نہ ہو گی"..... دوسری طرف سے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ بات ہمارے سامنے ہو"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ اپنا فون نمبر دے دیں۔ میں اس آدمی سے بات کر کے آپ کو دوبارہ کال کرتا ہوں"..... جنرل مینجر نے کہا۔

"میں پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں۔ آپ مجھے بتا دیں کہ میں دوبارہ کس وقت آپ کو کال کروں"..... عمران نے کہا۔

"نصف گھنٹے بعد"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر آدھے گھنٹے بعد اس نے دوبارہ جنرل مینجر رساڈو سے رابطہ کیا۔

"کیا معلوم ہوا ہے"..... عمران نے تعارف کرانے کے بعد کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ میری بات ہو گئی ہے۔ وہ آدمی دس ہزار ڈالر لے کر آپ کے سامنے چاؤ گروپ کے چیف گرانڈ ماسٹر سے بات کرے گا لیکن نتیجے کی کوئی ذمہ داری نہ ہو گی"..... رساڈو نے جواب دیا۔

"مسٹر رساڈو۔ امید ہے کہ آپ ناراض نہ ہوں گے۔ یہ بھی

ہو سکتا ہے کہ کسی فرضی گرانڈ ماسٹر سے بات ہمارے سامنے کرا دی جائے اس لئے آپ بتائیں کہ اس آدمی کی گرانڈ ماسٹر کے سامنے کیا حیثیت ہے تاکہ ہمیں پورا اطمینان ہو سکے اور ہم دس ہزار ڈالر بھی خرچ کریں"..... عمران نے کہا۔

"یہ آدمی گرانڈ ماسٹر کے ساتھ ایک ہی کلب میں کام کرتا رہا ہے۔ پھر گرانڈ ماسٹر ڈرگ بزنس کی طرف نکل گیا اور آج وہ ڈرگ بزنس کا بڑا آدمی ہے لیکن آج بھی وہ اپنے اس دوست کی قدر کرتا ہے"..... رساڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اس آدمی کی تفصیل بتائیں۔ میں اسے رقم دے دوں گا"..... عمران نے کہا۔

"یہ آدمی یہیں ہوناشو کا رہنے والا ہے۔ ہوناشو میں ایک چھوٹا سا لیکن خاصا معروف کلب ہے جس کا نام گولڈ کلب ہے۔ آپ کسی سے بھی پوچھیں گے تو آپ کو فوراً بتا دیا جائے گا۔ اس کلب کا مالک اور جنرل مینجر نوماڈو ہے۔ اسی نوماڈو سے آپ نے بات کرنی ہے۔ آپ اسے اپنا نام بتائیں گے اور ساتھ ہی میرا حوالہ دیں گے"..... جنرل مینجر رساڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے میں نعمانی، چوہان اور خاور داخل ہوئے۔ ان کے عقب میں وہ سب ساتھی تھے جو کوٹھی کی باہر اور اندر سے نگرانی کر رہے تھے۔

"کیا ہوا۔ کوئی بات بنی یہ نارزن کی ناکام واپسی ہوئی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو آپ اسے ناکامی کہہ سکتے ہیں۔ پورے ہوناشو میں کہیں ایک بھی چاؤ نظر نہیں آ رہا۔ ہم نے سوائے جنگل کے پورا ہوناشو گھوم لیا ہے۔ اس کالونی میں بھی کہیں کوئی چاؤ موجود نہیں ہے اور اگر ہوگا تو وہ عام لباس میں ہوگا۔ مخصوص لباس میں کوئی نہیں ہے"...... نعمانی نے اندر داخل ہو کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اور ہم اس لئے واپس آ گئے ہیں کہ جب کوئی موجود ہی نہیں تو پھر نگرانی کا کیا فائدہ"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب ظاہر ہے میں ہی رہ جاتا ہوں کچھ کرنے کے لئے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا کیا ہے تم نے"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"کچھ کرنے کے لئے حرکت کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے مجھے بھی حرکت میں آنا ہوگا اور تمہیں بھی"...... عمران نے کہا تو جولیا سمیت تمام ساتھی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیسی حرکت"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے

میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ حرکت کے لفظ کو منفی معنوں میں مت لے جاؤ۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ تنویر کے سامنے کوئی منفی حرکت کر سکوں اس لئے بت مثبت حرکت کی ہے"...... عمران نے جلدی جلدی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن کرنا کیا ہوگا"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم اس کرسی سے اٹھو گی اور میں بھی اپنی کرسی سے اٹھوں گا۔ پھر ہم دونوں اکٹھے اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھیں گے۔ لیڈیز فرسٹ کے اصول کے تحت تم پہلے کرسی سے اٹھو گی اور میں بعد میں"...... عمران نے وضاحت کرنا شروع کر دی۔

"اور میں کرسی سے اٹھ کر تمہارا سر پھوڑ دوں گی۔ کیوں"۔ جولیا کی جھلاہٹ اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔

"عمران صاحب۔ آپ کو کسی کال کا انتظار ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ اب ہمیں کس نے کال کرنا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی وقت بھی واپسی کی کال آ سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا اب یہ آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بچوں جیسا سلوک کریں"۔

خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے یکلخت قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہر آدمی کے اندر ایک بچہ چھپا رہتا ہے۔ انتہائی سنجیدہ سے سنجیدہ اور بڑے سے بڑے عالم فاضل آدمی کے سامنے بھی کوئی بچہ ہو تو اس کے اندر چھپا ہوا بچہ فوراً سامنے آ جاتا ہے اور پھر وہ سامنے موجود بچے کو ہنسانے اور خوش کرنے کے لئے ایسے ایسے منہ بناتا ہے اور ایسی ایسی حرکتیں کرتا ہے کہ اس کی ساری سنجیدگی اور ساری علمیت اسی لمحے بھاپ بن کر اڑ جاتی ہے"..... عمران نے باقاعدہ فلسفہ بیان کرنا شروع کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے تو پھر آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ہونشو جزیرے کی سیر کریں، گھومیں پھریں اور کلب وغیرہ اٹنڈ کریں"..... صالحہ نے دوسرے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اور میں تمہارے چیف کو کیا جواب دوں گا۔ یہ بھی بتا دو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسا جواب"..... صالحہ نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ تمہاری قبریں کہاں ہیں تاکہ چیف ان پر قوالیاں کرا سکے"..... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ پلیز آپ بعض اوقات بغیر سوچے سمجھے بات کر جاتے ہیں"..... صالحہ نے قدرے آزردہ سے لہجے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ اس سے بات کر کے اپنا خون جلا رہی ہو۔ تم

جتنا بات کرو گی یہ اتنا ہی [illegible]ش کے آنچے کی طرح اکڑتا ہی چلا جائے گا"..... جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم اس وقت جس کوٹھی میں موجود ہیں یہاں کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے۔ جاؤ گروپ یقیناً ہماری تلاش میں ہو گا۔ چاہے وہ ہو یا انہوں نے یہاں کے کسی گروپ کو ہمیں ٹریس کرنے کے لئے ہائر کر لیا ہو اور تم سیر کرنے کی باتیں کر رہی ہو"..... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں"..... اس بار صالحہ نے بھی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہو کہ وہ ہمیں نیک ہدایت دے اور جولیا تم نے میرے ساتھ چلنا ہے یا میں کسی اور کو ساتھ لے جاؤں"۔ عمران نے صالحہ سے بات کرتے کرتے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کہاں"..... جولیا نے چونک کر کہا۔

"جہاں میں تمہیں لے جاؤں"..... عمران نے ایک بار پھر [illegible] سے اترتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں لیکن تنویر ساتھ جائے گا"..... جولیا نے بھی اس ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"تنویر کے ساتھ جانے پر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ بھائی بہنوں کے ساتھ جاتے ہی رہتے ہیں لیکن تنویر زخمی ہے اور زخمی ہونا اس وقت شناخت ہو گی"..... عمران نے جواب دیا۔

"آپ جانا کہاں چاہتے ہیں عمران صاحب"..... صفدر نے کہا۔

"یہاں ہوناشو میں ایک چھوٹا سا لیکن معروف کلب ہے جس کا نام گولڈن کلب ہے۔ اس کلب کا مالک اور جنرل مینجر نوماڈو ہے جو چاؤ گروپ کے گرانڈ ماسٹر کا دوست ہے کیونکہ دونوں پہلے ایک ہی کلب میں کام کرتے رہے ہیں اور پھر گرانڈ ماسٹر ڈرگ بزنس کی طرف نکل گیا اور اب چاؤ گروپ کا گرانڈ ماسٹر ہے جبکہ نوماڈو اب یہاں اپنا کلب چلاتا ہے۔ ان دونوں میں ابھی تک دوستی قائم ہے" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یہاں بیٹھے بیٹھے یہ سب معلوم ہو گیا"..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا تھا کہ یہاں موجود فون میں نوان موجود ہے اور میں اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا اور وہ فائدہ میں نے اٹھا لیا ہے"..... عمران نے کہا اور پھر اس نے فون پر ہونے والی بات چیت بھی دوہرا دی۔

"تو اب آپ جولیا کے ساتھ اس نوماڈو سے ملنے جا رہے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں"..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے خاص طور پر جولیا کا ہی کیوں انتخاب کیا

ہے۔ صالحہ بھی جا سکتی ہے یا ہم میں سے کوئی بھی جا سکتا ہے"۔ صفدر نے قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"اصل بات سننا چاہتے ہو"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ خاص طور پر جولیا کے چہرے پر عجیب سی کیفیت ابھر آئی تھی۔

"ہاں"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے بتایا ہے کہ میرا اور میرے ساتھیوں کا تعلق ایکریمین یونیورسٹی سے ہے اور جو لوگ یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں وہ صاحب علم ہوتے ہیں اور صاحبان علم کے چہروں پر علمیت نازما جھلکتی ہے اور یہاں میرے سمیت سوائے جولیا کے باقی کسی کے چہرے پر علمیت تو ایک طرف علم کی عین بھی غین ہی نظر آتی ہے"..... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"چلو اٹھو۔ خواہ مخواہ وقت مت ضائع کرو"..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تو عمران بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"عمران صاحب۔ اس کوٹھی میں کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے اور ہمارے پاس دوسری کوئی رہائش گاہ نہیں ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے نکل کر کسی ہوٹل پہنچ جانا چاہئے کیونکہ اب بلیک سٹار کے آدمی تو ختم ہو چکے ہیں اور چاؤ گروپ بھی بظاہر نظر

نہیں آ رہا"..... صفدر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اس ہوٹل والوں کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ تم سب ایک گروپ ہو۔ تمہیں علیحدہ علیحدہ کمرے لینے ہوں گے۔ میں زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر تم سے معلوم کر لوں گا کہ تم کس ہوٹل میں ہو اور تم سب نے نگرانی کا خیال رکھنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مقامی گروپ نگرانی کر رہا ہو"..... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے اب ہم بچے تو نہیں ہیں جو آپ نے اس انداز میں ہدایات دینی شروع کر دی ہیں"..... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صالحہ کو پہلے سے معلوم ہے کہ تم بچے نہیں ہو بلکہ برائیوں سے بچے ہوئے ہو۔ پھر خواہ مخواہ رعب ڈالنے کے لئے ضرور یہ بات کرنی تھی"..... عمران نے کہا تو سب ہنس پڑے۔ البتہ صفدر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کا تاثر ابھر آیا جبکہ صالحہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور اس کے اس انداز سے ہنسنے پر صفدر کا چہرہ مزید سرخ پڑ گیا۔

"آؤ جولیا۔ ہم تو چلیں۔ اب یہ خود ہی فیصلہ کرتے رہیں گے کہ کون کیا ہے"..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اور جولیا کوٹھی کے عقبی دروازے سے عقبی گلی میں آ گئے اور پھر وہاں سے چلتے ہوئے ایک بڑی سڑک پر پہنچ گئے۔ تھوڑا آگے بڑھتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل

گئی۔

"گولڈن کلب چلو"..... عمران نے ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر جولیا کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے حیرت بھری نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر اس نے اس طرح کاندھے اچکائے جیسے اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں سکا تھا۔

"کیا بات ہے ڈرائیور۔ کیا گولڈن کلب کوئی خطرناک جگہ ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"لفظ خطرناک تو اس کے لئے بے حد کم ہے جناب اور آپ پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہیں لیکن میری مجبوری ہے کہ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا"..... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"تمہاری مہربانی کہ تم نے ہمیں اس بارے میں آگاہ کیا ہے لیکن ہم تو اس کے مالک کی کال پر اس سے ملنے جا رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نوماڈو سے ملاقات کے لئے جا رہے ہیں"..... ڈرائیور نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اسے اچانک کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

"ہاں۔ کیوں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر میرا ایک لفظ

بھی اس تک پہنچ گیا تو نہ ہی میں رہوں گا اور نہ میرے گھر والے"۔ ڈرائیور نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ تمہارا ہمارے ساتھ بولا ہوا ایک لفظ بھی اس تک نہ پہنچے گا" عمران نے کہا۔

"مجھے آپ پر اعتماد ہے لیکن میں پھر بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس جیسا عیار، مکار آدمی شاید ہی آئندہ کئی صدیوں تک پیدا ہو سکے۔ وہ ایک ہزار شیطانوں کا مجموعہ ہے جناب"..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی کو موڑا اور پھر کچھ آگے لے جا کر اس نے ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ کے قریب ٹیکسی روک دی۔ بلڈنگ پر گولڈن کلب کا بڑا سا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔

"جناب۔ اندر ٹیکسی لے جانا منع ہے۔ آپ یہیں اتر جائیں"۔ ڈرائیور نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے جولیا بھی نیچے اتر آئی تھی۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو ایک بڑا نوٹ دے کر باقی رکھ لینے کا کہا اور پھر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا اس کے ساتھ تھی۔

"یہ ڈرائیور تو بتا رہا تھا کہ نوماڈو مکار اور عیار آدمی ہے اس لئے کہیں یہ ہمارے لئے ٹریپ نہ ہو"..... جولیا نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں بہرحال محتاط رہنا ہو گا"..... عمران نے کہا تو جولیا

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کلب میں آنے جانے والے لوگ خاصے نچلے طبقے کے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دونوں کلب میں داخل ہوئے تو وہاں واقعی ایک ہنگامہ سا برپا تھا لیکن خلاف توقع کسی نے کوئی ایسی بات نہیں کی جسے عمران نازیبا سمجھتا اس لئے وہ جولیا سمیت کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں دو نوجوان لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک نوجوان سٹول پر بیٹھا ہال کا اس طرح جائزہ لے رہا تھا جیسے کوئی بچہ اچانک کسی ونڈر لینڈ میں داخل ہو کر دیکھتا ہے لیکن جلد ہی عمران سمجھ گیا کہ اس آدمی کے چہرے اور آنکھوں میں ابھر آنے والی حیرت کی شدید پرچھائیں انہیں دیکھ کر پیدا ہوئی ہیں۔ عمران اور جولیا کے قریب پہنچتے تک وہ سٹول سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔

"یس سر۔ آپ یہاں کیسے آ گئے"..... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم نیشنل یونیورسٹی میں میرے شاگرد رہے ہو"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ۔ تو آپ یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں اس لئے آپ کو دیکھ کر فوراً احساس ہوتا ہے کہ آپ بہت پڑھے لکھے ہیں لیکن یہاں کا ماحول تو آپ کے لائق نہیں ہے جناب"..... نوجوان نے آخری الفاظ آہستہ سے کہے۔ وہ شاید ذہنی طور پر عمران سے مرعوب ہو گیا

تھا۔

''میرا نام مائیکل ہے اور یہ میری ساتھی مارگریٹ ہیں۔ یہ بھی یونیورسٹی میں پڑھاتی ہیں۔ ہم نے کلب کے مالک نوماڈو سے ملنا ہے۔ اس سلسلے میں ان سے روگاڈو ٹریولنگ کے جنرل مینجر رساڈو کے ذریعے ابتدائی بات چیت ہو چکی ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا جناب''...... نوجوان نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''کاؤنٹر سے روزش بول رہا ہوں''...... اس نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر عمران کی بتائی ہوئی بات دوہرا دی اور پھر دوسری طرف سے کی جانے والی بات خاموشی سے سنتا رہا۔

''یس سر''...... اس نے آخر میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک آدمی کو اشارے سے بلایا۔

''انہیں بگ چیف کے آفس میں لے جاؤ''...... اس آدمی نے آنے والے سے کہا۔

''آئیے جناب''...... اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور جولیا اس کے پیچھے چلتے ہوئے اس راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور خود ایک

طرف ہٹ گیا۔

''تشریف لے جائیں''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن میز کے پیچھے کرسی پر کوئی آدمی موجود نہ تھا لیکن جیسے ہی عمران اور جولیا اندر داخل ہوئے سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا لیکن لمبے قد کا آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کا سر اس کی جسامت کے لحاظ سے بڑا دکھائی دے رہا تھا۔ آنکھیں کرنجی رنگ کی تھیں اور اس انداز کی تھیں جیسے کسی نے تیز چاقو سے کاٹ کر بنائی ہوں۔ اس کے چہرے پر واقعی مکاری اور عیاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

''میرا نام نوماڈو ہے اور میں آپ کو اپنے آفس میں خوش آمدید کہتا ہوں''...... اس نے آگے بڑھ کر عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ میرا نام مائیکل ہے اور یہ میری ساتھی مارگریٹ''۔ عمران نے کہا جبکہ جولیا اس دوران ایک سائیڈ پر موجود صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

''تشریف رکھیں''...... نوماڈو نے عمران سے مصافحہ کرنے کے بعد آفس ٹیبل کے پیچھے موجود کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے کوئی آدمی

سفر طے کر کے منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ عمران بھی اس صوفے کی طرف مڑا جس پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر عمران جیسے ہی صوفے پر بیٹھا اچانک ان دونوں کے جسموں پر تیز سرخ رنگ کی لائٹ پڑی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے سیاہ پردہ ڈال دیا ہو۔ البتہ ذہن کے تاریک ہونے سے پہلے اس کے کانوں میں نوماڈو کا شیطانی قہقہہ محفوظ رہ گیا تھا۔

جاؤ گروپ کا گرانڈ ماسٹر اپنے مخصوص آفس میں میز کے پیچھے رکھی ہوئی ایک اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنی مخصوص یونیفارم میں تھا۔ اس کا یہ آفس زیر زمین بنا ہوا تھا اور اس کے گروپ کی باقی تمام تعمیرات سے علیحدہ تھا۔ اس عمارت کی اندر اور باہر سے اتنی سختی سے حفاظت کی جاتی تھی کہ شاید اتنی سختی سے ایکریمیا کے صدر کی بھی حفاظت نہ کی جاتی ہو گی۔ گروپ کا ڈرگ بزنس پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا اور بے شمار انتہائی طاقتور تنظیمیں گروپ کے ساتھ بزنس کرتی تھیں اور چونکہ گروپ کا تمام سرمایہ گرانڈ ماسٹر کی تحویل میں رہتا تھا اور تمام بزنس کا انچارج بھی وہی تھا اس لئے اس کی جگہ لینا اس بزنس سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کا خواب تھا لیکن گرانڈ ماسٹر نے اپنی حفاظت کا ایسا فول پروف نظام قائم کر رکھا تھا کہ اس کے خلاف ہونے والی معمولی سی

سازش بھی اپنی ابتدائی سٹیج پر ہی ناکام ہو جاتی تھی۔ اس عمارت
جسے ہیڈکوارٹر کہا جاتا تھا میں پچیس چاؤ سیکورٹی کا کام کرتے تھے۔
ان کے علاوہ بیس کے قریب نوجوان لڑکیاں تھیں جو ہر قسم کی
خدمات انجام دینے میں خصوصی مہارت رکھتی تھیں۔ گرانڈ ماسٹر نے
خصوصی ماہرین اور خصوصی مشینری کے ذریعے ان سیکرٹری، گارڈز اور
ان عورتوں کے جن کی پہنچ کسی بھی انداز میں اس تک تھی باقاعدہ
برین واشنگ کر کے ان میں اپنی وفاداری کا جذبہ بھر دیا تھا۔ یہی
وجہ تھی کہ کسی سیکورٹی گارڈ کو بھی گرانڈ ماسٹر کی مخالفت یا سازش کی
سوچ تک نہ آئی تھی بلکہ وہ گرانڈ ماسٹر کی ایک لحاظ سے عملی طور پر
پوجا کرتے تھے۔ وہ اس کے معمولی سے اشارے پر اپنے ہا
ہاتھوں خود اپنی گردن کاٹنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے اور اس
کے احکامات کی چاہے وہ ان کی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں فوری
طور پر اور مکمل تکمیل ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی اور یہی صورت
حال عورتوں کی بھی تھی لیکن ان عورتوں کی تعداد محدود تھی اور یہ
عورتیں صرف گرانڈ ماسٹر تک ہی محدود رہتی تھیں جبکہ کچھ عورتیں ان
سیکورٹی گارڈز کی خدمات کے لئے مخصوص تھیں۔ اس کے ساتھ
ساتھ اس پوری عمارت میں بے شمار حفاظتی سائنسی آلات بھی نصب
تھے جو خودکار تھے۔ ان کو آپریٹ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ خود
بخود کام کرتے رہتے تھے اور یہ اس قدر حساس تھے کہ بعض اوقات
کسی سیکورٹی گارڈ یا کسی عورت سے بھی کوئی معمولی سی بھی خلاف

معمول حرکت ہو جاتی تو یہ آلات فوری طور پر اسے ہلاک کر دیتے
تھے اس لئے گرانڈ ماسٹر نے اب اس کا یہ حل نکالا تھا کہ ان حفاظتی
انتظامات سے بچاؤ کے لئے اس نے خصوصی چپس تیار کروا کر ان
سب کے جسموں میں آپریشن کے ذریعے نصب کروا دی تھیں۔ ان
چپس کی وجہ سے وہ سب ان حفاظتی انتظامات سے ہر طرح محفوظ
رہتے تھے حتیٰ کہ ایک چپ گرانڈ ماسٹر نے بھی اپنے جسم میں
رکھوائی ہوئی تھی لیکن یہ اس کی آواز میں مخصوص الفاظ سے آپریٹ
ہوتی تھی اور گرانڈ ماسٹر جب چاہتا ایک مخصوص لفظ بول کر اسے
آپریٹ کر لیتا تھا اور جب چاہتا مخصوص لفظ بول کر اسے آف کر
دیتا تھا۔ اس کے علاوہ اس چپ میں ایک سیٹنگ بھی کی گئی تھی کہ
اگر گرانڈ ماسٹر کسی سیکورٹی گارڈ یا کسی عورت کے خلاف زبان سے
کوئی حکم دیتا تو چپ کے ذریعے مین ہیڈکوارٹر میں نصب تمام
آلات حرکت میں آ جاتے اور گرانڈ ماسٹر کے منہ سے نکلے ہوئے
حکم کی اتنی تیزی سے تعمیل ہو جاتی تھی کہ جیسے جنات اس کے تابع
ہوں۔ گرانڈ ماسٹر اس وقت اپنے مخصوص آفس میں کرسی پر بیٹھا
ایک مخصوص شراب پینے میں مصروف تھا۔ اسے اطلاع مل چکی تھی
کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو اس کے گروپ نے ہلاک
کر دیا ہے اس لئے اب وہ ہر طرح سے مطمئن تھا کیونکہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے بارے میں اس نے جس سے بھی بات کی تھی
اسے یہی بتایا گیا تھا کہ یہ سروس انتہائی خطرناک ہے۔ حکومت

مارطانہ اور بلیک سٹار کے کہنے پر اس نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کو اپنے پاس قید رکھا ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مارطانہ حکومت کے اعلیٰ حکام نے اسے مارطانہ میں ڈرگ بزنس کے سلسلے میں خصوصی مراعات پہنچانے کا وعدہ کیا تھا اور بلیک سٹار کے چیف نے بھی ایکریمیا میں چاؤ گروپ کو مزید منظم کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ گو بلیک سٹار کے ایک سیکشن نے ہوناشو میں چاؤ گروپ کے کلب پر قبضہ کر لیا تھا لیکن اس نے دانستہ سیکشن انچارج مادام ڈکسن کو زندہ چھوڑ دیا تھا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے مادام ڈکسن کی اہمیت اس کے چیف کی نظروں میں اس کے آدمیوں سے بہرحال زیادہ ہو گی۔ وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا اور ساتھ ساتھ ایک خاص قسم کی شراب پینے میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس فون پر ہونے والی بات چیت نہ ٹیپ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی طرح علیحدہ سے سنی جا سکتی ہے۔ فون کا رابطہ سیٹلائٹ سے تھا اس لئے کسی ایکسچینج وغیرہ میں یہ نمبر موجود نہ تھا اور نہ ہی کسی ملک کی انکوائری حتیٰ کہ ہوناشو کی انکوائری کو بھی اس نمبر کا علم نہیں تھا۔ پھر اس نمبر پر جو بھی کال آتی تھی وہ پہلے چیک ہوتی تھی پھر یہاں فون کی گھنٹی بجتی تھی۔ ویسے بھی گرانڈ ماسٹر کے اس خصوصی فون کا نمبر صرف خاص خاص افراد کے پاس ہی تھا ورنہ بزنس کا تمام کام ہوناشو کے ہیڈکوارٹر جس کا نام سٹار ون تھا، میں اس کے نائب

تے تھے جن کا انچارج اس کا خاص آدمی گرسوما تھا۔ گرانڈ ماسٹر
فون کی گھنٹی بجنے پر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں"...... گرانڈ ماسٹر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گولڈن کلب کا نوماڈو آپ سے بات کرنا چاہتا ہے چیف"۔
ری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

"نوماڈو۔ اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... گرانڈ ماسٹر نے چونک کر
کہا۔

"ہیلو۔ نوماڈو بول رہا ہوں گولڈن کلب سے"...... چند لمحوں بعد
اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ہلکا مؤدبانہ اور قدرے بے
مانہ تھا۔

"ہاں بولو۔ نوماڈو بولو۔ کیا چاہئے تمہیں۔ تم میرے دوست ہو
لئے میں تمہاری بات سنوں گا"...... گرانڈ ماسٹر نے بڑے نخوت
ے لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی کے ریسرچ سکالر تمہارے جنگل
جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ
جنگل پر چاؤ گروپ کا ہولڈ ہے اور انہیں کسی صورت اس جنگل
داخل نہیں ہونے دیا جائے گا لیکن ان کا کہنا ہے کہ میں ان
سامنے تم سے فون پر بات کروں اگر تم انکار کر دو گے تب بھی
ے اس فون کرنے کے دس ہزار ڈالر دیں گے۔ وہ کسی بھی لمحے
ے کلب میں آنے والے ہیں لیکن میں نے سوچا کہ پہلے تم

سے بات کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ تم انکار کرنے کے ساتھ ساتھ
سے بھی ناراض ہو جاؤ''...... نوماڈو نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں
''انہیں معلوم ہے کہ انہیں اجازت نہیں ملے گی پھر بھی وہ
رقم دینا چاہتے ہیں۔ کیوں''...... گرانڈ ماسٹر نے حیرت بھرے
میں کہا۔

''یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ شاید ان کا خیال
کہ آپ مجھے انکار نہیں کریں گے''...... نوماڈو نے جواب دیا۔
''نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ ایسا کیوں
کر رہے ہیں۔ وہ میرا خصوصی فون نمبر معلوم کرنا چاہتے ہیں
گرانڈ ماسٹر نے چونک کر کہا۔

''لیکن اس سے انہیں کیا فائدہ ہو گا''...... نوماڈو نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ وہ خود بتائیں گے۔ تم ایسا کرو جیسے ہی یہ لوگ تمہارے
پاس پہنچیں تم انہیں بے ہوش کر کے سٹار ون میں بھجوا دو۔
میرے خاص آدمی موجود ہیں۔ وہ ان سے خود ہی سب پوچھ
کر لیں گے''...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... نوماڈو نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ جیسے ہی یہ لوگ سٹار ون پہنچے تمہیں دس
ڈالر نہیں بلکہ ایک لاکھ ڈالر مل جائیں گے''...... گرانڈ ماسٹر نے

''اوہ۔ اوہ۔ آپ واقعی بے حد سخی اور فیاض ہیں''......

ل سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو گرانڈ ماسٹر نے
راتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر اس نے جیسے ہی
ر ہٹایا۔

''یس گرانڈ ماسٹر حکم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
''سٹار ون کے گرسوما سے میری بات کراؤ''...... گرانڈ ماسٹر نے
ئی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ
ا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ
ھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''گرسوما سلام عرض کرتا ہے گرانڈ ماسٹر''...... دوسری طرف سے
ی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''گرسوما۔ ابھی ابھی گولڈن کلب کے نوماڈو نے مجھے فون کر
ے بتایا ہے کہ اس کے پاس ایکریمین یونیورسٹی کا ایک گروپ آ رہا
ہے۔ وہ ہمارے جنگل میں جڑی بوٹیاں تلاش کرنا چاہتے ہیں اور
ب انہیں بتایا گیا کہ انہیں اس کی اجازت نہیں ملے گی تو انہوں
نے صرف اس بات پر دس ہزار ڈالر معاوضہ دینے کی حامی بھر لی
ہ ان کے سامنے مجھے فون کیا جائے اور چونکہ نوماڈو کو اچھی طرح
معلوم ہے کہ اس کے اس طرح اچانک فون کرنے پر میں بگڑ بھی
تا ہوں اس لئے اس نے ان کے آنے سے پہلے مجھے فون
ر کے تمام حالات بتا دیئے ہیں اور میں نے اسے حکم دے دیا
ہے کہ وہ آنے والوں کو بے ہوش کر کے سٹار ون میں پہنچا دے۔

اسے اس کے عوض ایک لاکھ ڈالر مل جائیں گے اور میرے آدمی
ان سے معلوم کر لیں گے کہ وہ کون ہیں اور کیوں یہ سب کر ر
ہیں''...... گرانڈ ماسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
''چیف۔ یہ لوگ کہیں وہ پاکیشیائی نہ ہوں''...... گرسوما نے
لمحے خاموش رہنے کے بعد قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
''یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ پہلے تمہاری طرف سے ہی رپورٹ
ہے کہ وہ لوگ ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور مجھے ہمیشہ تمہا
رپورٹ پر بھروسہ رہا ہے''...... گرانڈ ماسٹر نے قدرے غصیلے
میں کہا۔
''یہ ان کا دوسرا گروپ بھی تو ہوسکتا ہے چیف''...... گرسوما
کہا تو گرانڈ ماسٹر بے اختیار چونک پڑا۔
''اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہوسکتا ہے۔ سرکاری ادارے چند اف
کے خاتمے سے ختم نہیں ہو جاتے۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ پھر
ایسا کرو کہ اپنے کچھ آدمی گولڈن کلب اور اس کے ارد گرد بھجوا
ایک لاکھ ڈالر بھی ساتھ بھجوا دینا ہوسکتا ہے کہ یہ پورا گروپ ہو
گولڈن کلب میں کم لوگ آئیں اس لئے پورے گروپ کو ٹر
کرنا ضروری ہے اور جب یہ ٹریس ہو جائے تو ان سب کو
ہوش کر کے سٹار ون میں پہنچا دینا اور اچھی طرح جکڑ کر پھر
سے پوچھ گچھ کرنا اور اگر یہ واقعی پاکیشیائی گروپ ہو تو ان کو فو
طور پر ہلاک کر دینا اور ان کی لاشیں بھی برقی بھٹی میں ڈال

اور اگر یہ وہ لوگ نہ ہوں تب بھی ان کا یہی انجام ہونا چاہئے''۔
گرانڈ ماسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
''چیف ایک لاکھ ڈالر کسے دینے ہیں''...... گرسوما نے پوچھا۔
''یہ رقم نوماڈو کو پہنچا دینا۔ یہ اس کا انعام ہوگا۔ ویسے جو لوگ
کلب میں جائیں گے انہیں نوماڈو خود بے ہوش کر کے تمہارے
آدمیوں کے حوالے کر دے گا۔ باقی افراد کو تمہارے آدمی خود ٹریس
کریں گے''...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔
''یس چیف۔ آپ کے احکامات کی مکمل اور فوری تعمیل ہوگی''۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔
''اب تم نے خود ہی دوسرے گروپ کی بات کی ہے تو ایسی
صورت میں تمہیں بے حد محتاط رہنا ہوگا۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ
ہوتے ہیں''...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔
''آپ بے فکر رہیں چیف۔ ان کے تربیت یافتہ ہونے کی وجہ
سے ہی ہم آسانی سے انہیں پہچان لیں گے۔ ایسے لوگ عام لوگوں
سے مختلف ہوتے ہیں''...... گرسوما نے جواب دیا۔
''اوکے۔ ان سے پوچھ گچھ کرنے اور انہیں ہلاک کرنے کے
بعد مجھے فون کر کے بتا دینا''...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔
''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اس کے ساتھ ہی
گرانڈ ماسٹر نے رسیور رکھ دیا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں کرسی پر ایک
دیو قامت آدمی جس کا جسم گینڈے کی طرح مضبوط تھا، بیٹھا ہوا
تھا۔ اس کا چہرہ خاصا بڑا تھا اور وہ اپنے انداز سے کوئی زبردست
لڑاکا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں چھوٹی تھیں لیکن ان میں
خاصی تیز چمک تھی۔ اس کے چہرے پر اور ہتھیلیوں کی پشت پر جگہ
جگہ زخموں کے مندمل نشانات تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے
باقاعدہ چہرے پر اور ہتھیلیوں کی پشت پر نقش و نگار بنوائے ہوئے
ہوں۔ اس کے جسم پر کمانڈو یونیفارم تھی لیکن اس کے گلے میں پٹی
موجود نہ تھی۔ میز پر مختلف رنگوں کے کئی فون رکھے ہوئے تھے۔ یہ
گرسوما تھا۔ ہوناشو میں گرانڈ ماسٹر کا نمبر ٹو۔ چاؤ گروپ کا اصل
ہیڈکوارٹر جنگل کے اندر زیر زمین تھا لیکن جنگل سے باہر ہوناشو
جزیرے پر یہ عمارت بھی ہیڈکوارٹر کہلاتی تھی اور اسے سٹار ون کہا

جاتا تھا۔ گرسوما کے تحت پچاس چاؤ تھے جن میں سے دس تو سٹار
ون میں ہی رہتے تھے۔ باقی رہتے تو ہوناشو میں تھے لیکن وہ سٹار
ون آتے جاتے رہتے تھے۔ البتہ گرسوما سے جسے وہ چیف کہا
کرتے تھے ان کا مستقل رابطہ رہتا تھا۔ ڈرگ بزنس کے سلسلے میں
تمام معاملات گرسوما کے ہاتھوں میں تھے۔ اس سٹار ون میں جسے
ڈنٹل ہیڈکوارٹر کہا جاتا تھا ڈرگ بزنس کے بارے میں بڑے
بڑے فیصلے ہوتے تھے۔ ایک لحاظ سے عملی طور پر چاؤ گروپ کا
گرسوما ہی چیف تھا لیکن اسے یا اس کے کسی ساتھی کو بھی جنگل میں
داخل ہونے کی اجازت نہ تھی کیونکہ ان کے جسموں میں وہ مخصوص
چپ موجود نہ تھی جس کی وجہ سے وہ جنگل میں داخل ہو سکتے تھے
اس لئے وہ سب ہوناشو میں ہی چاؤ گروپ کی سرگرمیوں میں حصہ
لیا کرتے تھے۔ گرسوما اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ گرانڈ ماسٹر نے
اسے کال کر کے بتا دیا تھا کہ کچھ مشکوک لوگ گولڈن کلب میں
نوماذو سے ملنے آ رہے ہیں اور گرانڈ ماسٹر نے نوماذو کو حکم دے دیا
ہے کہ وہ آنے والوں کو بے ہوش کر کے سٹار ون پہنچا دے اور
گرانڈ ماسٹر کے حکم پر گرسوما نے سینٹرل ہیڈکوارٹر سے ایک آدمی کو
ایک لاکھ ڈالر دے کر گولڈن کلب بھجوا دیا تھا تاکہ نوماذو جیسے ہی
گرانڈ ماسٹر کے حکم کی تعمیل کرے وہ اسے ایک لاکھ ڈالر دے کر ان
آدمیوں کو سٹار ون لے آئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے
ہوناشو میں موجود چاؤ گروپ کے چار خصوصی افراد کو کال کر کے

انہیں گولڈن کلب کے ساتھ ساتھ پورے ہوناشو میں مشکوک افراد کو
چیک کرنے کا کہہ دیا تھا اور اس وقت وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ
کیا اس کا خیال درست ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دوسرا
گروپ ہے۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گرسوما نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گرسوما نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"زاشا بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ
مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے گولڈن کلب کی"...... گرسوما نے چونک
کر پوچھا کیونکہ یہ وہی آدمی تھا جسے گرسوما نے گولڈن کلب بھیجا
تھا۔

"نوماذو سے ملنے ایک ایکریمین مرد اور ایک ایکریمین عورت
آئے تھے۔ گرانڈ ماسٹر کی ہدایت کے مطابق ان دونوں کو بے ہوش
کر دیا گیا۔ میں نوماذو سے پہلے ہی مل چکا تھا اس لئے اس نے
ان دونوں کو میرے حوالے کر دیا ہے اور میں نے آپ کے حکم کے
مطابق ایک لاکھ ڈالر نوماذو کو دے دیئے ہیں"...... زاشا نے تفصیل
سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ بے ہوش افراد کس پوزیشن میں اور کہاں ہیں"...... گرسوما
نے پوچھا۔

"وہ ابھی تک گولڈن کلب میں ہیں اور بے ہوش ہیں"۔ دوسری

طرف سے جواب دیا گیا۔

"ان دونوں کو فوراً سٹار ون پہنچاؤ اور خیال رکھنا ان کا سامان
بھی ساتھ لے آنا ہے تم نے"...... گرسوما نے کہا۔

"ان دونوں کی تلاشی لی گئی ہے۔ ان دونوں کی جیبوں سے
مشین پسٹل ملے ہیں اور مرد کی جیب سے جدید ترین زیرو فائیو
ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا ہے"...... زاشا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر۔ اوہ پھر تو میرا آئیڈیا درست ہے۔ یہ سیکرٹ سروس
کا دوسرا گروپ ہے اور ٹرانسمیٹر کی موجودگی کا مطلب ہے کہ ان کا
اپنے باقی ساتھیوں سے رابطہ اسی ٹرانسمیٹر سے ہے۔ تم فوراً ان
دونوں کو سٹار ون پہنچاؤ ان کے سامان سمیت"...... گرسوما نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گرسوما نے رسیور
رکھ کر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد
دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"سالتو۔ زاشا ایک مرد اور ایک عورت کو جو بے ہوش ہیں
گولڈن کلب سے لے کر سٹار ون آ رہا ہے۔ تم ان دونوں کو وصول
کر کے بلیک روم میں ڈبل راڈز کرسیوں پر جکڑ دو اور ان میں سے
مرد کی جیب سے نکلنے والا ٹرانسمیٹر بھی زاشا ساتھ لے آئے گا۔ وہ

فوراً میرے آفس پہنچا دینا"..... گرسوما نے کہا۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو گرسوما نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک چاؤ انتہائی مؤدبانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے وہ ٹرانسمیٹر گرسوما کے سامنے میز پر مؤدبانہ انداز میں رکھ دیا۔

"کیا وہ دونوں بے ہوش افراد بھی پہنچ گئے ہیں"..... گرسوما نے پوچھا۔

"یس چیف۔ انہیں ڈبل راڈز والی کرسیوں پر بٹھا کر جکڑ دیا گیا ہے"..... آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ"..... گرسوما نے اپنے سامنے میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھاتے ہوئے کہا اور آنے والا چاؤ خاموشی سے مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔ گرسوما کافی دیر تک اس جدید ترین ٹرانسمیٹر کو دیکھتا رہا۔ پھر اچانک ایک خیال آیا تو اس نے ٹرانسمیٹر کو میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس پر یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مارکوس کو میرے آفس بھیجو"..... گرسوما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک پست قد لیکن مضبوط جسم کا چاؤ اندر داخل ہوا۔ اس نے اندر داخل ہو کر گرسوما کو انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"مارکوس حاضر ہے چیف۔ حکم دیجئے"..... مارکوس نے سر جھکا کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارکوس۔ یہ ٹرانسمیٹر دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ اگر اس پر کوئی کال آئے تو کیا تم اس کال کا ماخذ ٹریس کر سکتے ہو"..... گرسوما نے کہا۔

"یہ زیرو فائیو ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے۔ اس کی ٹریسنگ مشینری ہمارے پاس موجود ہے چیف اور ہم بہت آسانی سے اس پر آنے والی کال کا درست ماخذ ٹریس کر سکتے ہیں"..... مارکوس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے لے جاؤ اور جب اس پر کال آئے تو مجھے فوراً اس کا ماخذ ٹریس کر کے بتاؤ"..... گرسوما نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چیف۔ نجانے اس پر کب کال آئے جبکہ یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر ہے اس پر ہم خود کال کر کے اس کا ماخذ معلوم کر سکتے ہیں"..... مارکوس نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ فوراً معلوم کر کے مجھے فون پر بتاؤ"..... گرسوما نے کہا اور مارکوس سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد انٹرکام

کی گھنٹی بج اٹھی تو گرسوما نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... گرسوما نے کہا۔

"مارکوس بول رہا ہوں چیف۔ اس ٹرانسمیٹر سے کی گئی کال ہوناشو جزیرے میں سیاحوں کے معروف ہوٹل کاشوکا میں تین مختلف پوائنٹس پر رسیو کی گئی ہے لیکن ہم نے بولنے کی بجائے کال آف کر دی۔ پھر تینوں پوائنٹس سے باری باری اس ٹرانسمیٹر سیٹ پر کال کی گئی۔ اس طرح تصدیق ہو گئی کہ اس ٹرانسمیٹر والے کے ساتھی کاشوکا ہوٹل کے تین کمروں میں علیحدہ علیحدہ موجود ہیں"..... مارکوس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کمروں کی نشاندہی ہوئی ہے یا نہیں"..... گرسوما نے پوچھا۔

"یس سر۔ ہمارے پاس کاشوکا ہوٹل کا تفصیلی نقشہ موجود ہے۔ میں نے اس پر چیکنگ کی تو کمرہ نمبر دو سو اٹھارہ، دو سو اٹھائیس اور کمرہ نمبر تین سو پندرہ میں کالیں اٹنڈ کی گئی ہیں"..... مارکوس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کال میں کیا کہا ہے تم نے"..... گرسوما نے پوچھا۔

"ہم نے بات نہیں کی چیف۔ صرف جنرل کال کی تھی جسے ان تین کمروں میں اٹنڈ کیا گیا جو ہماری مشینری نے چیک کر لیا اور ہم نے کال فوراً آف کر دی"..... مارکوس نے جواب دیا۔

"اوکے"..... گرسوما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چیف بول رہا ہوں"..... گرسوما نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم چیف"..... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"ہوٹل کاشوکا کے کمرہ نمبر دو سو اٹھارہ، دو سو اٹھائیس اور تین سو پندرہ میں کتنے افراد رہ رہے ہیں۔ کس قومیت کے ہیں۔ کتنے مرد اور کتنی عورتیں ہیں۔ فوری طور پر معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ درست تعداد معلوم کرنا۔ کوئی آدمی رہ نہ جائے"..... گرسوما نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں ابھی بتاتی ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور گرسوما نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ چیف بول رہا ہوں"..... گرسوما نے کہا۔

"شاشوکی بول رہی ہوں چیف"..... دوسری طرف سے اس لڑکی کی آواز سنائی دی جسے گرسوما نے چیکنگ کے لئے کہا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"..... گرسوما نے پوچھا۔

"چیف۔ کمرہ نمبر دو سو اٹھارہ دو ایکریمین افراد کے نام بک کیا گیا ہے جبکہ کمرہ نمبر دو سو اٹھائیس بھی دو افراد کے نام بک ہے اور کمرہ نمبر تین سو پندرہ تین افراد کے نام بک ہے۔ یہ سب ایکریمین

ہیں اور تمام مرد ہیں۔ ان میں کوئی عورت نہیں ہے۔ البتہ ایک رپورٹ کے مطابق ایک ایکریمین عورت نے بھی کمرہ نمبر تین سو پندرہ سے ملحقہ کمرہ تین سو سولہ بک کرایا ہے اور وہ عورت اپنے کمرے کی بجائے کمرہ نمبر تین سو پندرہ میں ہی موجود ہے"۔ شاشوئی نے جواب دیا۔

"کیا یہ سب مرد اپنے کمروں میں موجود ہیں، اس عورت سمیت"۔ گرسوما نے پوچھا۔

"نہیں چیف۔ ان میں سے صرف کمرہ نمبر تین سو پندرہ میں عورت سمیت دو افراد موجود ہیں۔ باقی کمروں میں ایک ایک آدمی موجود ہے"..... شاشوئی نے جواب دیا۔

"ہوٹل میں ان کے کاغذات کی نقول تو موجود ہوں گی"۔ گرسوما نے پوچھا۔

"یس چیف"..... شاشوئی نے جواب دیا۔

"ان کے کاغذات کی نقول اور ان پر موجود ان کی تصویریں ہوٹل میں اپنے آدمیوں تک پہنچا دو اور جو افراد کمروں میں موجود ہیں انہیں فوراً بے ہوش کر کے سٹار ون پہنچا دو اور جو نہیں ہیں انہیں ہوٹل میں تلاش کر کے اور بے ہوش کر کے سٹار ون پہنچا دو۔ اس عورت کو بھی بے ہوش کر کے ساتھ بھجوا دو"..... گرسوما نے کہا۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"سنو۔ یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے یہ بے حد ہوشیار اور چوکنا ہوں گے اس لئے اپنے آدمیوں کو خصوصی طور پر محتاط رہنے کا کہہ دینا"..... گرسوما نے کہا۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گرسوما نے رسیور رکھ دیا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"سالٹو بول رہا ہوں چیف"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سالٹو۔ شاشوئی گروپ سات مردوں اور ایک عورت کو سٹار ون پہنچائے گا۔ تم نے ان سب کو بلیک روم میں ڈبل راڈز کرسیوں پر جکڑ دینا ہے اور جب یہ تعداد مکمل ہو جائے تو مجھے اطلاع دینی ہے"..... گرسوما نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جس مرد اور عورت کو گولڈن کلب سے لایا گیا تھا وہ کس پوزیشن میں ہیں"..... گرسوما نے پوچھا۔

"وہ بلیک روم میں ڈبل راڈز کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہیں اور بے ہوش ہیں"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"انہیں بے ہوش ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ اب یہ ہوش میں آ کر خواہ مخواہ چیخ و پکار کریں گے تم انہیں طویل بے ہوشی کا انجکشن

لگا دو تاکہ باقی افراد کے آنے تک ان کے ہوش میں آنے کا کوئی
امکان ہی باقی نہ رہے"...... گرسوما نے کہا۔
"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گرسوما نے رسیور
رکھ دیا اور سائیڈ پر موجود ریک میں سے شراب کی ایک بوتل اٹھا کر
اس کا ڈھکن ہٹایا اور شراب کی بوتل کو منہ سے لگا کر اس نے دو
بڑے بڑے گھونٹ لئے اور پھر بوتل کو میز پر رکھ دیا۔ اس کے
چہرے پر ہلکی سی سرخی چھا گئی تھی۔ اسی طرح مسلسل دو دو گھونٹ کر
کے وہ شراب پیتا رہا۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... گرسوما نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"شاشوئی بول رہی ہوں چیف"...... دوسری طرف سے شاشوئی
کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"کیا رپورٹ ہے"...... گرسوما نے سرد لہجے میں پوچھا۔
"سات مردوں اور ایک عورت کو بے ہوش کر کے شار ون بھجوا
دیا گیا ہے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"تفصیلی رپورٹ دو"...... گرسوما نے سخت لہجے میں کہا۔
"چیف۔ جو لوگ کمروں میں موجود تھے انہیں وہیں کمروں میں
ہی بے ہوش کر دیا گیا جبکہ باقی افراد کو ہوناشو میں ٹریس کیا گیا۔ وہ
ویسے ہی ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ البتہ ایک آدمی چاؤ جنگل کے
قریب موجود تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جنگل کا قریب سے

جائزہ لے رہا ہو۔ اسے بھی ایس کراس پوائنٹ سے بے ہوش کر دیا
گیا اور پھر ان سب کو میں نے اپنے ہیڈکوارٹر میں اکٹھا کر دیا۔ اس
کے بعد ان سب کو ابھی شار ون بھجوا کر آپ کو رپورٹ دے رہی
ہوں"...... شاشوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوکے"...... گرسوما نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور
رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ایک بار
پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... گرسوما نے کہا۔
"سالٹو بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے
میں کہا گیا۔
"یس"...... گرسوما نے کہا۔
"شاشوئی ہیڈکوارٹر سے سات مردوں اور ایک عورت کو بے
ہوشی کے عالم میں بھجوایا گیا ہے۔ میں نے انہیں بلیک روم میں
ڈبل راڈز کرسیوں میں جکڑ دیا ہے"...... سالٹو نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم بھی وہیں پہنچ جاؤ اور پانچ
مسلح افراد کو بھی بلیک روم میں رہنے کا حکم دو"...... گرسوما نے کہا۔
"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گرسوما نے رسیور
رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے دفتر سے باہر آ کر وہ خصوصی
راہداری سے گزرتا ہوا اور وہاں موجود گروپ کے افراد کے سلام کا

جواب دیتے ہوا بلیک روم میں پہنچ گیا۔ یہ سٹار ون کا ٹارچنگ روم تھا جہاں عقبی دیوار کے ساتھ کرسیوں کی ایک طویل قطار موجود تھی جو ڈبل راڈز سسٹم کی تھیں۔ گردن سے سینے تک علیحدہ اور نچلے حصے کا سسٹم علیحدہ تھا اور یہ دونوں سسٹم ہی دروازے کے ساتھ منسلک سوئچ بورڈ سے متعلق تھے۔ وہاں اوپر سرخ بٹنوں کی طویل قطار تھی۔ یہ بٹن اوپر والے سسٹم کو آپریٹ کرتے تھے جبکہ نیچے زرد رنگ کے بٹنوں کی قطار تھی۔ یہ جسم کے نچلے حصے کے راڈز کو آپریٹ کرنے والے بٹن تھے۔ کمرہ ہال سے بھی زیادہ وسیع و عریض تھا۔ ایک طرف ٹارچنگ کی جدید ترین مشینری موجود تھی۔ اس کے ساتھ ہی جدید ترین میک اپ واشر بھی موجود تھے۔ کمرے کے درمیان میں دو بڑی کرسیاں موجود تھیں۔ گرسوما جب کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک پستہ قد لیکن مضبوط جسم کا آدمی موجود تھا۔ یہ سالٹو تھا۔ سٹار ون کا انچارج جبکہ دیوار کے ساتھ پانچ مشین گنوں سے مسلح تنومند افراد بھی موجود تھے۔ سامنے کرسیوں کی قطار میں سے دس کرسیوں پر دو عورتیں اور آٹھ مرد بے ہوشی کے عالم میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ یہ سب کے سب ایکریمین تھے۔

''یہ تو مجھے میک اپ میں نظر نہیں آ رہے''..... گرسوما نے بے ہوش افراد کو غور سے دیکھتے ہوئے سالٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اگر آپ حکم دیں تو ان کا میک اپ چیک کر لیا جائے''۔ سالٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کرو''..... گرسوما نے کہا اور درمیان میں رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ بلیک روم میں آنے سے پہلے تک اسے یقین تھا کہ یہ لوگ دراصل پاکیشیائی ہیں اور انہوں نے ایکریمین میک اپ کر رکھا ہو گا اور گرسوما کا دعویٰ تھا کہ وہ ہر قسم کا میک اپ دیکھتے ہی پہچان سکتا ہے لیکن اب جب اس نے انہیں پہلی بار دیکھا تو اسے اندازہ ہوا کہ یہ لوگ میک اپ میں نہیں ہیں اور اس کی الجھن کی اصل وجہ بھی یہی تھی کہ اگر یہ واقعی پاکیشیائی نہیں ہیں تو پھر اس نے گرانڈ ماسٹر کو غلط بتایا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دوسرا گروپ ہو سکتا ہے۔ وہ بیٹھا یہ سب کچھ سوچ رہا تھا جبکہ اس دوران سالٹو کے حکم پر دو افراد نے جدید ترین میک اپ واشر سے باری باری سب کا میک اپ چیک کر لیا لیکن ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں ثابت نہ ہوا تھا۔

''یہ میک اپ میں نہیں ہیں چیف''..... سالٹو نے حتمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''پھر ان سے پوچھ گچھ بھی بے کار ہے۔ انہیں اسی عالم میں ہلاک کر دو''..... گرسوما نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''..... سالٹو نے کہا اور ایک آدمی سے مشین گن لینے کے لئے مڑ گیا۔

''رک جاؤ''..... اچانک گرسوما نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"..... سالتو نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"اب میں یہاں آ گیا ہوں تو بہرحال اب یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ لوگ دراصل کون ہیں۔ کیا واقعی یہ یونیورسٹی کے ریسرچر ہیں یا کوئی اور چکر ہے"..... گرسوما نے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم چیف۔ کیا ان سب کو ہوش میں لایا جائے یا ان میں سے کسی ایک سے آپ پوچھ گچھ کریں گے"..... سالتو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان سب کو ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ بھی معلوم ہو سکے کہ ان کے درمیان کوئی تعلق ہے بھی سہی یا مارکوس نے ٹرانسمیٹر کال کے بارے میں غلط بیانی کی ہے"..... گرسوما نے کہا۔

"یس چیف" سالتو نے کہا اور پھر اس نے وہاں موجود اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

عمران کا شعور بیدار ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حقیقتاً حیران رہ گیا کہ وہ گولڈن کلب میں نوماڈو کے آفس میں موجود ہونے کی بجائے ایک بڑے ہال نما کمرے میں کرسیوں کی طویل قطار کے تقریباً درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پورے جسم کے گرد راڈز تھے۔ یہ راڈز گردن سے لے کر پیروں تک تھے لیکن گردن سے لے کر پیٹ تک موجود راڈز کا رنگ سرخ جبکہ پیٹ سے لے کر پیروں تک موجود راڈز کا رنگ زرد تھا۔ سامنے دو بڑی بڑی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک پر ایک دیوقامت آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا جسم کسی جنگلی بھینسے کی طرح تنومند تھا۔ اس کے پورے چہرے پر مندمل زخموں کے نشانات اس کثرت سے تھے کہ یوں لگتا تھا کہ ان نشانات سے ہی اس کا چہرہ بنایا گیا ہو۔ اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت پر بھی زخموں کے نشانات موجود تھے۔ دوسری کرسی پر ایک

پستہ قامت لیکن مضبوط جسم کا مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عقب میں دیوار کے ساتھ چار مشین گنوں سے مسلح آدمی کھڑے تھے جبکہ ایک آدمی قطار کے سب سے آخر میں بیٹھے ہوئے تنویر کی ناک سے کوئی شیشی لگائے ہوئے تھا۔ عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ نہ صرف وہ اور جولیا بلکہ پوری سیکرٹ سروس یہاں موجود تھی۔ جولیا اور وہ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جبکہ جولیا کے ساتھ صالحہ اور عمران کے ساتھ کیپٹن شکیل اور پھر تقریباً ساری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ تنویر سب سے آخر میں تھا۔ عمران کو جس انداز میں ہوش آیا تھا اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے انتہائی طاقتور گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا تھا اور ہوش میں آ جانے کے باوجود اسے اپنے ذہن پر جیسے کوئی چادر سی تنی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

''تم سب کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ بولو''..... اچانک ایک دیو قامت آدمی نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پہلے تم اپنا تعارف کراؤ''..... کسی اور کے بولنے سے پہلے عمران نے بولتے ہوئے کہا تو اس آدمی کے ساتھ ساتھ وہاں موجود اس کے سارے ساتھی بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

''تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''..... اس دیو قامت

آدمی نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا اور عمران اس کے منہ سے یہ الفاظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''میں نے کہا ہے کہ پہلے اپنا تعارف کراؤ پھر آگے بات ہو گی تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکے کہ ہم کس سے بات کر رہے ہیں اور ہمیں کیا بتانا ہے اور کیا نہیں''..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام گرسوما ہے۔ یہ عمارت جہاں تم موجود ہو یہ ستار دان ہے اور یہاں اس عمارت میں بے شمار لوگ میرے ماتحت ہیں اور ہوناشو جزیرے پر سینکڑوں کی تعداد میں ہمارے آدمی موجود ہیں اور ہمارا تعلق چاؤ گروپ سے ہے اور ہم چاؤ گروپ کے چیف ہیں''..... اس دیو قامت نے بڑے فاخرانہ لہجے میں بولتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''لیکن چاؤ گروپ کے بارے میں تو سنا ہے کہ وہ جنگل کے اندر ہی محدود رہتا ہے''..... عمران نے کہا۔

''وہاں چاؤ گروپ کا ہیڈکوارٹر ہے اور وہاں گرانڈ ماسٹر اور اس کے ساتھی رہتے ہیں۔ ہم وہاں نہیں جا سکتے کیونکہ وہاں ہر طرف موت کے پھندے موجود ہیں۔ صرف وہ لوگ وہاں رہ سکتے ہیں یا جا سکتے ہیں جن کے جسموں میں خصوصی آلہ نصب ہوتا ہے۔ ہمارا کام ہوناشو میں ہے۔ چاؤ گروپ کے تمام کاروباری معاملات ہم

ہٹاتے ہیں"..... گرسوما نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن کے گرد چھائی ہوئی دھند کی دیوار جیسے یکلخت تڑخ سی گئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی اس انداز میں مدد پر بے اختیار شکر ادا کرنے لگا۔ جو کچھ یہ آدمی گرسوما بتا رہا تھا اس کے مطابق اس آدمی کے ذریعے وہ آسانی سے چاؤ جنگل میں داخل ہو سکتے تھے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر اپنے ذہن میں ایک منصوبہ مرتب کر لیا۔

"لیکن ہمارا تو کسی ڈرگ بزنس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تو یونیورسٹی کے ریسرچ سکالر ہیں۔ ہم تو نوماڈو کے پاس اس لئے آئے تھے تاکہ وہ گرانڈ ماسٹر سے فون پر بات کر کے ہمیں جنگل میں جانے کی اجازت دلوا دے"..... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے جسم کے گرد موجود راڈز کا بھی بغور جائزہ لینا شروع کر دیا تھا۔ عمران کی بات سن کر گرسوما بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ تمہارے میک اپ واش نہیں ہوئے لیکن مجھے معلوم ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس سروس کے پہلے گروپ کو تو ہم نے ہلاک کر دیا تھا۔ تمہارا گروپ دوسرا ہے"..... گرسوما نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا تو شاید براعظم ایشیا کا ملک ہے اور ہمارا براعظم ایشیا سے کیا تعلق۔ بہرحال تمہارے لئے ایک آفر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس آفر پر ضرور ہمدردانہ انداز میں غور کرو گے"..... عمران

نے کہا تو گرسوما بے اختیار چونک پڑا۔

"آفر۔ میرے لئے۔ کیا مطلب۔ کیسی آفر"..... گرسوما کے لہجے میں اس قدر حیرت تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی اس سے اس انداز میں بھی بات کر سکتا ہے۔

"اگر تم گرانڈ ماسٹر سے ہمیں جنگل میں جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کرنے کی اجازت دلوا دو تو تمہیں ایکریمیا کی ڈرگ مافیا سے منہ مانگی مراعات دلوا دیں گے"..... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ایکریمیا کی ڈرگ مافیا۔ تمہارا اس سے کیا تعلق"..... گرسوما نے چونک کر کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہو گا کہ ایکریمیا کی ڈرگ مافیا کس قدر طاقتور اور بااثر ہے اور ڈرگ مافیا کا ونگٹن چیف کارمن جسے پورے ایکریمیا میں بگ کارمن کہا جاتا ہے میرا بہترین دوست ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بگ کارمن تمہارا دوست ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بگ کارمن تو اچھے اچھوں کو گھاس نہیں ڈالتا"..... گرسوما کے لہجے میں بے یقینی کا عنصر نمایاں تھا۔

"تم میری اس سے فون پر بات کراؤ۔ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے گولڈن کلب جانے سے پہلے فون کیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اگر گرانڈ ماسٹر انکار کرے تو میں اسے فون پر بتا دوں۔ پھر وہ خود ہی بندوبست کر دے گا"۔

عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جو کہہ رہے ہو ٹھیک ہوگا لیکن آئی ایم سوری۔ تمہیں بہرحال مرنا ہوگا اور اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ گرسوما نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے شاید سوچے سمجھے بغیر یہ فیصلہ کر لیا ہے گرسوما۔ ہماری موت کے بعد پورے چاؤ گروپ پر قیامت ٹوٹ سکتی ہے۔ تمہیں یقیناً ڈرگ مافیا کی طاقت اور رسوخ کا اندازہ نہیں ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا تو تعلق ہی ڈرگ بزنس سے ہے اس لئے مجھے اچھی طرح اندازہ ہے لیکن تمہیں ہلاک کرنا میری مجبوری ہے کیونکہ میں گرانڈ ماسٹر کو کہہ چکا ہوں کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دوسرا گروپ ہو اور اگر اب میں نے کوئی اور بات کی تو گرانڈ ماسٹر مجھ سے ناراض ہو سکتا ہے اور اس کی ناراضگی میرے لئے بگ کارمن کی ناراضگی سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے"..... گرسوما نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم گرانڈ ماسٹر سے بات کرو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بگ کارمن سے مراعات حاصل کرنے کو ترجیح دے گا"..... عمران نے کہا۔

"لیکن تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم اس کے دوست ہو اور تمہاری خاطر وہ چاؤ گروپ کو مراعات دینے پر تیار ہو جائے گا۔

ویسے ایک بات بتا دوں کہ ڈرگ مافیا اور چاؤ گروپ میں ہمیشہ کاروباری مخالفت رہی ہے"..... گرسوما نے کہا۔

"بگ کارمن بزنس پر دوستی کو ترجیح دیتا ہے۔ تم میری اس سے بات کراؤ پھر خود ہی اندازہ کر لینا"..... عمران نے کہا۔

"سالنو"..... گرسوما نے یکلخت ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"..... پستہ قامت نے جسے سالنو کے نام سے پکارا گیا تھا چونک کر جواب دیا۔

"مارکوس کو بلاؤ"..... گرسوما نے کہا۔

"یس چیف"..... سالنو نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یہ مارکوس کون ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"سنار ون کی مشینری کا انچارج ہے۔ اسی نے تمہارے خصوصی ٹرانسمیٹر سے کال کر کے تمہارے ساتھیوں کو ٹریس کیا ہے"۔ گرسوما نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ گرسوما کی اس بات سے اسے اندازہ ہوا تھا کہ یہ کوئی عام سا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے جہاں صرف دفتر ہو اور چند افراد رہتے ہوں بلکہ یہاں خاصے جدید وسیع انتظامات تھے۔ تھوڑی دیر بعد سالنو کے ساتھ ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس چیف"۔۔۔ اس نوجوان نے گرسوما کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"فون یہاں لے آؤ اور اس آدمی کی بات ولنگٹن کے کلب کاؤنٹر سے کراؤ"۔۔۔ گرسوما نے عمران کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ یہاں فون کا کوئی پوائنٹ نہیں ہے۔ ٹرانسمیٹر پر بات ہو سکتی ہے"۔۔۔ مارکوس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا فریکوئنسی ہے اس کے ٹرانسمیٹر کی"۔۔۔ گرسوما نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ صرف فون نمبر معلوم ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں فون کا پوائنٹ کیوں نہیں ہے"۔۔۔ گرسوما نے اس غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں کبھی اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی چیف۔ اب لگ جائے گا"۔۔۔ مارکوس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے فون تک لے چلو۔ بے شک میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔ مجھے یقین ہے کہ میں تمہیں تمہارے تصور سے بھی زیادہ مراعات دلوا دوں گا"۔۔۔ عمران نے فوراً ان دونوں کی باتوں میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سالنو۔ اسے کھول کر اس کے دونوں ہاتھوں کو عقب میں جکڑ دو اور پھر اسے مشین روم میں لے آؤ میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔ اگر یہ سچ بول رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہمیں فائدہ ہو سکتا ہے"۔۔۔ گرسوما نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"۔۔۔ سالنو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمیں کوئی خطرہ بہرحال نہیں لینا چاہئے اس لئے جب اسے کرسی کے راڈز سے رہا کیا جائے تو پانچوں گارڈز کی مشین گنوں کا رخ اس کی طرف ہونا چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ اگر یہ کوئی معمولی سی حرکت بھی کرے تو اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دینا"۔۔۔ گرسوما نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"حرکت تو بہرحال مجھے کرنا پڑے گی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گرسوما بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب"۔۔۔ گرسوما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ چیف گرسوما کہ میں اٹھوں گا، ہاتھ پیچھے کروں گا پھر یہاں سے چل کر مشین روم تک جاؤں گا تو اسے ہی تو حرکت کہتے ہیں۔ تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو اس کو حرکت نہیں شرارت کہا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم یہ سب کچھ مذاق کر رہے ہو"۔ گرسوما کی شاید ذہنی رو پلٹ گئی تھی۔

''میں مذاق نہیں کر رہا۔ اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تمہارا اپنے آدمیوں پر بہت رعب ہے اس لئے یہ میرے اٹھتے ہی اسے حرکت قرار دیتے ہوئے مجھے اور میرے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیں گے''..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ سنو سالنو۔ اگر یہ کوئی شرارت کرنے کی کوشش کرے تب اسے اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دینا''..... گریوما نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی تعریف نے اس کی ذہنی رو کو دوبارہ واپس ٹریک پر ڈال دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ اس دوران خاموش کھڑا ہوا مارکوس بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''ڈبل کلپ ہتھکڑی نکالو الماری سے''..... سالنو نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''..... اس مسلح آدمی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سائیڈ دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک ڈبل کلپ ہتھکڑی نکال کر الماری بند کی اور واپس مڑ آیا۔

''میں اس کے راڈز اوپن کرتا ہوں تم سب اسے گھیر لو اور شارنو تم نے اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے ان میں

ہتھکڑی ڈالنی ہے جبکہ باقی افراد چوکنا رہیں گے۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو فوری طور پر اسے گولیوں سے اڑا دینا''..... سالنو نے کسی ڈرامے کے ہدایت کار کی طرح باقاعدہ اپنے آدمیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کی ہدایت پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ عمران کے ساتھی خاموش بیٹھے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ عمران نے کیا چکر چلایا ہے اور اب وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ ڈبل کلپ ہتھکڑی کھولنا عمران کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اور اس کے بعد ظاہر ہے یہاں موجود تمام افراد کا آسانی سے خاتمہ کیا جا سکتا تھا لیکن اصل مسئلہ باہر موجود افراد کا تھا لیکن ان سب کو معلوم تھا کہ عمران جو کچھ کرتا ہے بہت گہرائی میں سوچ کر کرتا ہے اس لئے وہ سب اپنی اپنی جگہ مطمئن بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کو راڈز سے آزاد کر دیا گیا تھا۔ سالنو نے دروازے کے ساتھ موجود سوئچ بورڈ پر موجود سرخ اور زرد رنگ کا ایک ایک بٹن پریس کیا تو عمران کے جسم کے گرد موجود تمام راڈز غائب ہو گئے۔

''اٹھو''..... شارنو نے سخت لہجے میں عمران سے کہا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خود ہی اپنے دونوں ہاتھ عقب میں کر دیئے۔ اسے چاروں طرف سے مشین گنوں سے گھیر لیا گیا تھا اور گھیرنے والوں کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں خطرہ ہو کہ عمران کوئی بڑا جادوگر ہے اور ابھی مکھی بن کر اڑ جائے گا۔ شارنو

نے تیزی سے عمران کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر انہیں پریس کر دیئے۔

"ٹھیک ہے۔ اب چلو دروازے کی طرف"..... سالنو نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو عمران اثبات میں سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"صرف ایک آدمی میرے ساتھ آئے گا۔ باقی یہیں رہیں گے"..... سالنو نے اپنے مسلح ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور سالنو اور اس کا ایک ساتھی عمران کے ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سالنو اور اس کا ساتھی دونوں بے حد چوکنا تھے لیکن عمران اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کمرے سے باہر نکال کر اسے دو راہداریوں میں سے گزار کر ایک بڑے کمرے میں لے جایا گیا۔ یہاں دیواروں کے ساتھ مشینیں اور سکرینیں نصب تھیں اور یہاں چھ آدمی کام کر رہے تھے جبکہ گرسوما اور مارکوس بھی یہاں موجود تھے۔

"اس نے کوئی شرارت نہیں کی چیف"..... سالنو نے اپنے پر چیف گرسوما کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ ہم یہاں سے سکرین پر سب کچھ دیکھ رہے تھے"..... گرسوما نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر یکلخت سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"ادھر کرسی پر بیٹھو۔ مارکوس تمہاری بات ٹیک کرنے سے کرا

ہے"..... گرسوما نے عمران کو ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے دراصل ہتھکڑی کھولنے کے لئے اوٹ کی ضرورت تھی ورنہ اس کے عقب میں مسلسل آدمی موجود رہتے تھے اور کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس کے دونوں ہاتھ کرسی کی پشت کی اوٹ میں آ گئے تھے اس لئے اب عمران آسانی سے ہتھکڑی کھول سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے مخصوص انداز میں ہتھکڑی کھولنا شروع کر دی جبکہ اس کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد کچھ فاصلے پر رکھی ہوئی کرسی پر گرسوما بھی بیٹھ گیا۔

"سالنو۔ تم اپنے ساتھی کے ساتھ واپس جاؤ اور اس کے باقی ساتھیوں کا خیال رکھو"..... گرسوما نے سالنو سے کہا۔ اس کے لہجے میں اطمینان تھا۔

"یس چیف"..... سالنو نے کہا اور اپنے ساتھی کو اشارہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کس نمبر پر فون کرنا ہے"..... مارکوس نے گرسوما سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نمبر بتاؤ"..... گرسوما نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے انکوائری سے معلوم کرو کہ ہوناشو جزیرے سے ایکریمیا کا

کوڈ نمبر کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بلنگٹن کا رابطہ نمبر بھی معلوم
کرو“..... عمران نے اس طرح مارکوس کو ہدایات دینا شروع کر دیں
جیسے استاد کسی بچے کو سبق پڑھاتا ہے۔

”تم نمبر بتاؤ۔ یہ کام ہم کر لیں گے“..... گرسوما نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا۔

”پہلے یہ کام کرو پھر نمبر بتاؤں گا“..... عمران کا لہجہ یکلخت سرد
ہو گیا تھا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو“۔
گرسوما نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک
جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے میں موجود مارکوس اور اس کے ساتھی
بھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے کیونکہ یہ بات ان کے تصور میں
بھی نہ آ سکتی تھی کہ کوئی آدمی چیف گرسوما سے بھی اس لہجے میں
بات کر سکتا ہے جبکہ وہ بندھا ہوا بھی ہو۔

”جو میں کہہ رہا ہوں ویسا کرو۔ سمجھے۔ ورنہ“..... عمران نے بھی
ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا
اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور
اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہتھکڑی اڑتی ہوئی پوری قوت سے
گرسوما کی طرف بڑھی لیکن گرسوما، عمران کا بازو حرکت میں آتے
ہی یکلخت غوطہ کھا گیا تھا اور یہ اسی غوطے کا نتیجہ تھا کہ ہتھکڑی اس
کے چہرے پر پڑنے کی بجائے چھناکے کی آواز سے فرش پر جا

گری لیکن اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی چھلانگ لگائی تھی اور وہ
بھی اڑتا ہوا سائیڈ پر جا کھڑا ہوا تھا اور اس کے اس طرح اچھلنے کی
وجہ سے ہی وہ ان گولیوں سے بچ گیا تھا جو گرسوما نے غوطہ لگا کر
سیدھے ہوتے ہوئے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس پر تواتر
سے چلائی تھیں۔ عمران چھلانگ لگا کر سائیڈ پر گرا تھا اور پھر اس
سے پہلے کہ گرسوما گھوم کر اس پر دوبارہ فائر کھولتا اچانک عمران نے
ایک کرسی اٹھا کر اس پر پھینک دی لیکن گرسوما واقعی بے حد پھرتیلا
ثابت ہو رہا تھا۔ وہ گھومتے ہوئے یکلخت چھلانگ لگا کر ایک طرف
ہٹ کر کرسی کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا اور ایک بار پھر اس
نے اپنے قدم زمین پر ٹکتے ہی عمران پر فائر کھول دیا لیکن عمران
کرسی پھینکتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ایک بڑی مشین کی اوٹ میں
ہو گیا تھا اس لئے گرسوما کی چلائی ہوئی گولیاں اس بار بھی عمران کو
نہ چھو سکی تھیں۔ گرسوما تیزی سے پیچھے ہٹا تاکہ سائیڈ پر ہو کر عمران
پر فائر کھول سکے کہ اچانک ایک آدمی چیختا ہوا قلابازی کھا کر اس
کے سامنے فرش پر ایک دھماکے سے آ کر گرا اور اس آدمی کے
اچانک چیخنے اور نیچے گرنے کی وجہ سے گرسوما کی توجہ چند لمحوں کے
لئے عمران سے ہٹ گئی تھی۔ یہ آدمی عمران کے عقب میں موجود تھا
اور اس نے عمران کے مشین کی اوٹ میں آتے ہی اس پر عقب
سے حملہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے عمران جیسا آدمی اس
ماحول میں ایک عام سے مشینری ٹیکنیشن سے تو مار نہ کھا سکتا تھا۔

البتہ اس نے اس آدمی کو گرسوما کی توجہ ہٹانے کے لئے کامیابی سے
استعمال کر لیا تھا۔ اس نے عقب میں حرکت کا احساس ہوتے ہی
بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر اس آدمی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر
اسے فضا میں گھما کر گرسوما کے آگے فرش پر پٹخ دیا تھا اور پھر جیسے
ہی گرسوما کی توجہ عمران سے ہٹی عمران نے مشین کی سائیڈ پر موجود
لوہے کے ایک بڑے سے برش کو اٹھا کر گرسوما پر پھینک دیا اور
چونکہ گرسوما کی توجہ اس بار نیچے گرتے ہوئے آدمی کی طرف تھی اس
لئے وہ مار کھا گیا لیکن اس کے باوجود لوہے کا برش اس کے جسم
سے ٹکرانے کی بجائے اس کے اس ہاتھ سے ٹکرایا جس میں اس نے
مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا کیونکہ عین آخری لمحے میں گرسوما نے برش
کی زد میں آنے سے بچنے کے لئے چھلانگ لگانے کی کوشش کی تھی
لیکن وہ اپنے بازو کو اس برش کی زد سے نہ بچا سکا اور مشین پسٹل
ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے نکل کر عمران کے قریب ایک سائیڈ
پر آ گرا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ گرسوما سنبھلتا عمران نے اس جگہ
چھلانگ لگائی جہاں مشین پسٹل آ کر گرا تھا اور وہ اسے اٹھا لینے
میں کامیاب ہو گیا لیکن گرسوما اس دوران اس سے بھی زیادہ تیزی
سے ایک بڑی مشین کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ یہ مشین دروازے کے
قریب تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ دروازے سے باہر نکل جائے گا
لیکن عمران نے مشین پسٹل ہاتھ میں آتے ہی ٹریگر کھول دی اور
مارکوس اور اس کے ساتھی جو اب تک بتوں کی طرح ساکت کھڑے

تھے کھڑے رہ گئے تھے یکلخت چیختے ہوئے نیچے جا گرے لیکن اس
کے ساتھ ہی مشین پسٹل سے بھی ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلنے لگیں۔
اس کا میگزین ختم ہو گیا تھا اور یہ آوازیں جیسے ہی کمرے میں
گونجیں مشین کی اوٹ میں موجود گرسوما نے یکلخت دروازے سے
باہر جانے کے لئے چھلانگ لگا دی لیکن عمران کو شاید پہلے سے اس
کی توقع تھی اس لئے اس کا جسم کسی پرندے کی طرح اڑا اور پھر
اس سے پہلے کہ گرسوما دروازے سے باہر جا گرتا عمران نے اسے
درمیان میں ہی چھاپ لیا اور دوسرے لمحے کمرہ گرسوما کے حلق سے
نکلنے والی تیز غراہٹ سے گونج اٹھا۔ عمران نے اسے دونوں ہاتھوں
سے پکڑ کر فضا میں اچھالنے کی کوشش کی تھی لیکن گرسوما کا جسم
بلٹ ہوا میں ہی مڑ گیا تھا اس لئے اس کی بجائے عمران کا جسم
گھومتا ہوا سائیڈ دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ گرسوما کے
جسم میں واقعی بے پناہ طاقت اور پھرتی تھی اور وہ لڑنے بھڑنے
کے اصولوں سے بھی اچھی طرح واقف تھا اس لئے عمران کے
ہاتھوں مار کھانے کی بجائے الٹا عمران اس کے ہاتھوں مار کھا گیا
تھا۔ عمران کو مخصوص انداز میں جھٹک کر اور اسے دیوار پر مار کر
گرسوما نے ایک بار پھر دروازے سے باہر جانے کی کوشش کی لیکن
عمران کا جسم جو دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا تھا یکلخت اس انداز میں
اچھلا جیسے بند سپرنگ اچانک کھل جاتا ہے اور اس بار گرسوما مار کھا
گیا۔ اس کا بھاری جسم ہوا میں اڑتا ہوا یکلخت اندر مشینوں کے

درمیان خالی فرش پر جا گرا اور عمران تیزی سے مڑ گیا۔ اسے معلوم
تھا کہ اگر گرسوما اپنے مسلح ساتھیوں تک پہنچ گیا تو پھر اس کا اور اس
کے ساتھیوں کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا کیونکہ اس کے
ساتھی جکڑے ہوئے اور بے بس تھے اور عمران کے پاس بھی کوئی
اسلحہ موجود نہ تھا۔ گو اس مشین روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن عمران
چونکہ اس راہداری والے کمرے سے چل کر یہاں تک آیا تھا اس لئے
اسے معلوم تھا کہ یہاں سے ہونے والی فائرنگ کی آوازیں وہاں
تک نہیں پہنچ سکتیں اور شاید اسی لئے گرسوما بھی خود وہاں تک پہنچنا
چاہتا تھا۔ گرسوما نیچے گرتے ہی اس طرح اچھلا جیسے کوئی گیند زمین
سے ٹکرا کر واپس اچھلتی ہے۔ گو وہ دیو قامت اور بھاری جسم کا
آدمی تھا لیکن اس میں پھرتی عمران کی توقع سے زیادہ تھی اس لئے
عمران ایک بار پھر اندازے کی غلطی کی وجہ سے مار کھا گیا تھا اور
اس بار عمران فضا میں اٹھتا چلا گیا لیکن پھر یکلخت عمران کو اپنے
ساتھیوں کا خیال آ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم جیسے ہی
زمین کی طرف گرا گرسوما نے اسے گردن سے پکڑ کر بڑے ماہرانہ
انداز میں دیوار سے مارنے کی کوشش کی اور اگر وہ اپنی اس کوشش
میں کامیاب ہو جاتا تو یقیناً عمران کا سر دیوار سے پوری قوت سے
ٹکرا کر کئی ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکا ہوتا۔ عمران نے یکلخت یہ سلسلہ
ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر جیسے ہی اس کا جسم تیزی سے دیوار
کی طرف بڑھا اس کی ایک ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور

دوسرے لمحے اس کی ٹانگ کسی رسی کی طرح گرسوما کی موٹی گردن
کے گرد گھوم چکی تھی۔ چونکہ گرسوما نے اسے دیوار سے مارنے کے
لئے پوری قوت صرف کر دی تھی اس لئے جیسے ہی عمران کی ٹانگ
اس کی گردن میں پھنس کر مڑی گرسوما کے جسم کو اس قدر زور دار
جھٹکا لگا کہ عمران کی گردن کے گرد موجود اس کا ہاتھ خود بخود علیحدہ
ہو گیا اور اس زور دار جھٹکے نے گرسوما کے پیر زمین سے اٹھا دیئے
اور وہ پہلو کے بل گھومتا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے ساتھ عمران
کا اوپری جسم گرسوما کی گرفت سے آزاد ہو کر حرکت میں آ گیا اور
اس کے دونوں ہاتھ ایک لمحے کے ہزارویں حصے کے لئے زمین
سے لگے اور اس کے ساتھ ہی گرسوما کا سر فرش کی طرف اس طرح
جھکتا چلا گیا جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے اور ساتھ ہی اس کا
پچھلا جسم فضا میں اٹھا اور دوسرے لمحے وہ الٹی قلابازی کھا کر سامنے
دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کی پشت پوری قوت سے دیوار سے ٹکرائی
تھی جبکہ عمران ہوا میں ہی قلابازی کھا کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو
چکا تھا۔ گرسوما دیوار سے ٹکرا کر سینے کے بل رول ہو کر اٹھنے ہی لگا
تھا کہ عمران نے پیر اس کی موٹی گردن پر رکھ کر اسے تیزی سے گھما
دیا اور تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا گرسوما کا جسم یکلخت اس
طرح ڈھلک سا گیا جیسے اس کے پورے جسم پر فالج گر گیا ہو۔ اس
کے منہ سے خرخراہٹ سی نکلی اور وہ ساکت ہو گیا۔ عمران نے تیزی
سے پیر ہٹا لیا کیونکہ وہ اسے ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا۔ صرف وقتی طور

پر بے ہوش کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ بروقت چپ ہٹانے سے گرسوما ہلاک ہونے کی بجائے سانس رک جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور جھک کر اس نے گرسوما کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ گرسوما جسمانی لحاظ سے خاصا مضبوط اور طاقتور ہے اس لئے وہ اس کی توقع سے کہیں پہلے ہوش میں آ سکتا تھا لیکن جب اس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اسے یہ محسوس کر کے قدرے اطمینان ہو گیا کہ گرسوما کسی صورت بھی ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکے گا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس کے عقب میں کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی تھی۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ یہی سمجھا کہ گرسوما ہوش میں آ گیا ہے اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر گرسوما کی طرف بڑھا گیا لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر کراہنے کی آواز سنائی دی اور یہ آواز اس مشین کے عقب میں آ رہی تھی جہاں مارکوس موجود تھا اور اسے عمران نے فائرنگ کر کے نیچے گرایا تھا۔ چونکہ عمران نے اس کے دل پر گولی ماری تھی اس لئے اس نے گرسوما کے بے ہوش ہو جانے کے باوجود مارکوس اور اس کے ساتھیوں کو چیک کرنے کے بارے میں سوچا تک نہ تھا لیکن اب کراہنے کی آواز سن کر وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھا۔ مارکوس فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے پر گولی لگی تھی لیکن براہ راست دل میں نہ لگی تھی

بلکہ سائیڈ پر لگی تھی اس لئے وہ ابھی تک زندہ تھا لیکن اس وقت عمران کے پاس اسے چیک کرنے کا وقت نہ تھا کیونکہ اسے اپنے ساتھیوں کی فکر تھی۔ سالنو اور اس کے مسلح ساتھی وہاں موجود تھے اور پہلے ہی کافی دیر ہو چکی تھی۔ گو عمران کو معلوم تھا کہ سالنو مطمئن ہو گا کہ یہاں مشین روم میں عمران سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہو گی لیکن بہرحال وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتا تھا یا اس کا کوئی ساتھی بھی آ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے مڑا اور کمرے کے بیرونی دروازے سے گزر کر راہداریوں سے ہوتا ہوا اس بڑے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا جبکہ اسے معلوم تھا کہ سالنو اور اس کے ساتھی مسلح ہیں لیکن اس کے پاس اسلحہ تلاش کرنے کا وقت نہ تھا اور گرسوما کے مشین پسٹل کا میگزین ختم ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس راہداری میں داخل ہو گیا جس کا اختتام اس بڑے کمرے پر ہوتا تھا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ اب بے حد محتاط ہو گیا تھا کیونکہ قدموں کی آواز اندر سنائی دے سکتی تھی۔ وہ اسی طرح محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس جھری سے آنکھ لگا دی اور اپنے تمام ساتھیوں کو زندہ دیکھ کر اس کے جسم میں اطمینان کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔ سالنو کرسی پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے مسلح ساتھی شاید دیوار سے لگے کھڑے تھے اس لئے وہ دروازے کی جھری سے نظر نہ آ رہے

تھے۔ اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ عمران رسک لیتا اس لئے عمران نے پیچھے ہٹ کر دروازے پر زور سے لات ماری اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا پستہ قامت لیکن مضبوط جسم کا سالٹو بجلی کی سی تیزی سے اٹھا ہی تھا لیکن اس وقت تک عمران دروازے کے قریب ہی دیوار سے پشت لگائے کھڑے پانچ مسلح افراد میں سے ایک سے نہ صرف مشین گن جھپٹ چکا تھا بلکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے قطار میں کھڑے ہوئے پہلے آدمی کو اتنی زور سے دھکا دیا کہ وہ پانچوں کے پانچوں چیختے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے جا گرے۔ اسی لمحے عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال پوری قوت سے اٹھ کر آتے ہوئے سالٹو کی گردن پر پڑی اور سالٹو چیختا ہوا ایک جھٹکے سے پہلو کے بل گرا ہی تھا کہ عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں اور پلک جھپکانے میں سالٹو اور اس کے پانچوں مسلح ساتھی فرش پر پڑے بری طرح تڑپ رہے تھے اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ ایک لحاظ سے اس نے بہت خطرناک داؤ کھیلا تھا کیونکہ کھلی فائرنگ سے اس کے ساتھی بھی ختم ہو سکتے تھے اور اگر وہ سالٹو کو مشین گن کی نال مار کر نیچے گرانے کی بجائے ویسے ہی اس پر فائر کھول دیتا تب بھی گولیاں اس کے کسی ساتھی کو چاٹ جاتیں اور اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو

سالٹو اور اس کے مسلح ساتھی اس پر فائر کھول سکتے تھے جبکہ عمران نے ان سے اسلحہ بھی لینا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بچا کر ان کا خاتمہ بھی کرنا تھا اور عمران ان تمام مراحل سے کامیابی سے گزر چکا تھا۔ اس کے ساتھی بھی بچ گئے تھے اور اس نے سالٹو اور اس کے ساتھیوں کو بھی مار گرایا تھا۔ وہ سب چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے تو عمران تیزی سے مڑا اور اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر موجود سرخ اور زرد بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد ہی اس کے تمام ساتھی راڈز سے آزاد ہو چکے تھے۔

"تمہیں اتنی دیر کیوں لگی عمران۔ میرا تو دل ہول کھانے لگا تھا"..... جولیا نے کہا تو عمران نے انہیں سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"میرا تو خیال تھا کہ آپ یہیں ساری کارروائی کریں گے لیکن آپ تو اطمینان کے ساتھ یہاں سے چلے گئے"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دو آدمی میرے عقب میں تھے اس لئے میں ان کے سامنے یہ ہتھکڑی کھول سکتا تھا"..... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"نعمانی اور چوہان تم صدیقی کے ساتھ جاؤ اور مشین روم میں بے ہوش پڑے ہوئے گریسو کو اٹھا کر یہاں لے آؤ اور وہاں اگر

مارکوس ابھی تک زندہ ہو تو اسے بھی لے آؤ اور باقی ساتھی اسلحہ
لے کر اس پوری عمارت کو اچھی طرح چیک کریں اور جو نظر آئے
اسے ختم کر دیں اور پھر باہر نگرانی کریں"۔۔۔ عمران نے کہا تو
سوائے جولیا کے باقی سب ساتھی اسلحہ اٹھائے باہر چلے گئے۔
"اب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ تم نے ابھی تک اصل مشن کی
طرف توجہ ہی نہیں دی"۔۔۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"تم فکر مت کرو۔ اب ہمیں مشن کی طرف بڑھنے کا راستہ
ضرور مل جائے گا"۔ عمران نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے
ہوئے کہا اور وہ خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
"وہ کیسے"۔۔۔ جولیا نے دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"گراند ماسٹر نے واقعی جنگل میں انتہائی جدید ترین سائنسی
انتظامات کر رکھے ہیں۔ وہاں آنے جانے والوں کے جسموں میں
خصوصی چپس لگائی گئی ہیں اور یہ بات مجھے گرسوما سے معلوم ہوئی
ہے حتیٰ کہ گرسوما بھی وہاں نہیں جا سکتا کیونکہ اس کے جسم میں چپ
موجود نہیں ہے اس لئے اس کا تمام سیٹ اپ جنگل سے باہر یہاں
ہوناشو جزیرے میں ہے اور اگر ہم بغیر چپس کے جنگل میں داخل
جاتے تو شاید جل کر راکھ ہو جاتے یا کم از کم ہٹ تو ضرور
جاتے"۔۔۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو اب یہ چپس کہاں سے حاصل کی جائیں گی"۔۔۔ جولیا
کہا۔

"حاصل ہونے کا تو کوئی سکوپ نہیں ہے البتہ ان چپس کے
بارے میں اگر سائنسی تفصیل معلوم ہو جائے تو اس انداز میں کوئی
انتظام کیا جا سکتا ہے"۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے اس کے
ساتھی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے دو نے بھاری بھرکم بے ہوش
گرسوما کو اٹھایا ہوا تھا جبکہ ایک ساتھی کے کاندھے پر مارکوس لدا ہوا
تھا۔ عمران مارکوس کو دیکھ کر چونک پڑا۔
"یہ ابھی تک زندہ ہے۔ حیرت ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"ہاں۔ زندہ تو ہے لیکن اس کی حالت بے حد سیریس ہے"۔
صدیقی نے جواب دیا۔
"اسے کرسی پر ڈال کر تم جاؤ اور یہاں کوئی میڈیکل باکس
تلاش کرو۔ باکس لازمی ہوگا۔ اگر یہ مارکوس بچ گیا تو شاید اس
گرسوما سے بھی زیادہ ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو"۔۔۔ عمران
نے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر
بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا میڈیکل باکس موجود
تھا اور پھر عمران نے کیپٹن شکیل کو اپنے ساتھ شامل کر کے مارکوس کا
میڈیکل ٹریٹمنٹ کرنا شروع کر دیا جبکہ اس دوران نعمانی اور چوہان
نے گرسوما کو راڈز میں جکڑ دیا تھا اور خود وہ باہر چلے گئے تھے۔
عمران نے مارکوس کے زخموں کی بینڈیج کرنے کے بعد اسے طاقت
کے کئی انجکشن لگا دیئے لیکن چونکہ گولی کافی دیر تک جسم میں رہی تھی
اس لئے اس کا کیمیکل زہر خون میں کافی مقدار میں شامل ہو چکا

تھا۔ اس کے علاوہ مسلسل اور کافی مقدار میں خون بھی بہہ چکا تھا اس لئے عمران کی سرتوڑ کوشش کے باوجود مارکوس جانبر نہ ہو سکا اور ٹریٹمنٹ کے دوران ہی ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیپٹن شکیل۔ اب اس گرسوما کو ہوش میں لے آؤ۔ اب اس سے ہی دو چار باتیں ہو سکتی ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ گرسوما کی ناک اور منہ پر رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد جب گرسوما کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو کیپٹن شکیل نے ہاتھ ہٹا لئے۔

"کرسی لے آؤ اور بیٹھ جاؤ" عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

"آپ اس سے پوچھ گچھ کریں میں باہر ساتھیوں کے پاس جا رہا ہوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گرسوما نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر سب سے پہلے اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم یہ۔ یہ کیا ہوا۔ مم۔ مم۔ میں کیسے شکست کھا گیا۔ میں گرسوما"۔۔۔ گرسوما نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کا شکست کھا جانا ناممکن ہو۔

"تمہارے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں گرسوما اور ہم تمہیں بھی ہلاک کر دیتے لیکن تم نے جس طرح میرے خلاف جدوجہد کی ہے اس سے میرے دل میں تمہاری قدر بڑھ گئی ہے اس لئے میں نے تمہیں زندہ رکھا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمام ساتھی ہلاک کر دیئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔ گرسوما نے چونک کر کہا۔

"سالٹو اور اس کے آدمیوں کی لاشیں یہاں پڑی ہیں۔ تم انہیں دیکھ سکتے ہو۔ اس سے تم آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہو کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا نہیں"۔۔۔ عمران نے کہا تو گرسوما کے جبڑے بے اختیار بھنچتے چلے گئے۔

"کیا تم واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دوسرا گروپ ہو"۔ گرسوما نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"دوسرا نہیں پہلا گروپ"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ مگر وہ تو کوٹھی میں میزائل حملوں میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ مجھے تو یہی رپورٹ ملی تھی اور میں نے یہی رپورٹ گرانڈ ماسٹر کو دے دی تھی"۔۔۔ گرسوما نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں غلط رپورٹ ملی تھی۔ جو لوگ ہلاک ہوئے تھے وہ بلیک نار کے سیکشن کے لوگ تھے اور انہیں ہلاک بھی میرے ساتھیوں نے کیا تھا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"۔۔۔ گرسوما نے چند لمحے خاموش

رہنے کے بعد کہا۔

"سنو گرسوما۔ تمہارے ساتھی کی کرسی پر مارکوس کی لاش پڑی ہے اور فرش پر ابھی تک میڈیکل باکس اور ادویات موجود ہیں۔ مارکوس گولی لگنے کے بعد ہوش میں آ گیا تھا۔ جب ہمیں پتہ چلا تو ہم نے اس کی جان بچانے کی کوشش کی لیکن زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا اس لئے تم سمجھ سکتے ہو کہ ہم صرف انتہائی مجبوری کی بناء پر دوسروں کو ہلاک کرتے ہیں اور ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ بغیر کسی مقصد کے کسی کو ہلاک نہ کریں اس لئے یقین رکھو اگر تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا تو تمہیں بھی زندہ چھوڑ دیا جائے گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کس قسم کا تعاون"...... گرسوما نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارے ملک کا ایک بڑا افسر سرسلطان چاؤ جنگل میں تمہارے گرانڈ ماسٹر کی تحویل میں ہے۔ ہم نے اسے صحیح سلامت اور زندہ واپس اپنے ساتھ لے جانا ہے۔ اس سلسلے میں اگر تم کوئی تعاون کر سکتے ہو تو بتا دو"...... عمران نے کہا۔

"میں کیا تعاون کر سکتا ہوں۔ میں تو خود جنگل میں داخل نہیں ہو سکتا اور گرانڈ ماسٹر ایسے معاملات میں بے حد سخت ہے اس لئے وہ میری یہ بات کسی صورت بھی نہیں مانے گا"...... گرسوما نے کہا۔

"تو پھر تم ہمارے لئے فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتے اس لئے تمہیں زندہ چھوڑنے کا ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے"...... عمران

نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"جو میں کر سکتا ہوں وہ بتاؤ۔ تم وہ کام مجھے کہہ رہے ہو جو میں کر ہی نہیں سکتا"...... گرسوما نے جواب دیا۔

"کوئی ایسا راستہ بتاؤ جہاں سے ہم جنگل میں داخل ہو کر اپنے آدمی تک پہنچ سکیں"...... عمران نے کہا تو گرسوما بے اختیار چونک پڑا۔ ایک بار اس کا منہ کھلا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن پھر اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے تھے۔

"ایسا تو کوئی راستہ نہیں ہے"...... گرسوما نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں گرسوما کہ اپنے آپ کو ہلاک مت کراؤ"...... عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"میں واقعی ایسا کوئی راستہ نہیں جانتا اور ایسا کوئی راستہ ہے ہی نہیں"...... گرسوما نے بھی اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔ وہ واقعی موٹے دماغ کا آدمی تھا اور ایسے آدمی جب کسی بات پر اڑ جائیں تو پھر ان کی زبان کھلوانا آسان کام نہیں ہوتا۔

"جولیا۔ الماری میں لازماً کوئی خنجر پڑا ہو گا۔ وہ لے آؤ تاکہ میں اس کی زبان کھلواؤں"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ایک کونے میں موجود بڑی سی الماری کی طرف بڑھ گئی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ تم میری بات پر یقین کرو"۔ گرسوما نے کہا۔

"ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ جب تمہیں خود اپنے آپ سے ہمدردی نہیں ہے تو پھر مجھے کیا ہو سکتی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس دوران جولیا الماری سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر واپس پلٹی اور اس نے آ کر وہ خنجر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران کرسی سے اٹھا اور اس نے اپنی کرسی اٹھا کر گرسوما کی کرسی کے سامنے رکھی اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ گرسوما کے حلق سے نکلنے والی بے ساختہ چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ چکا تھا اور ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور گرسوما کا دوسرا نتھنا بھی آدھے سے زیادہ کٹ گیا۔

"اب تم سب کچھ بتاؤ گے گرسوما"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کا دستہ سامنے بیٹھے ہوئے گرسوما کی پیشانی کے درمیان ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر مار دیا اور نہ صرف گرسوما کے حلق سے پے در پے چیخیں نکلنے لگیں بلکہ اس کا راڈز میں جکڑا ہوا جسم بھی ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح پھڑکنے لگ گیا۔

"بتاؤ کون سا راستہ ہے۔ بتاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ گھما کر دوسری ضرب اس کی پیشانی پر ابھری ہوئی رگ پر لگا دی۔ گرسوما کی آنکھیں آدھی سے زیادہ باہر نکل آئیں اور اس کا چہرہ پسینے میں شرابور ہو گیا تھا۔ اس کا جسم اس طرح کانپنے لگ گیا تھا جیسے اسے جاڑے کا تیز بخار چڑھ گیا ہو۔ اس کے حلق سے چیخیں نہ نکل رہی تھیں۔ البتہ اس کا منہ کھل کر رہ گیا تھا۔

"م۔ م۔ مجھے نہیں معلوم"...... گرسوما کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکلے تو عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس بار ضرب کا ردعمل پہلی ضربوں سے یکسر مختلف نکلا۔ اس کے جسم میں موجود کپکپاہٹ ختم ہو گئی۔ چہرہ اور آنکھیں جیسے پتھر ہو کر رہ گئی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے پتھر کا کوئی بت ہو۔

"بتاؤ۔ جاؤ جنگل میں جانے کا خفیہ اور محفوظ راستہ کون سا ہے"۔ عمران نے انتہائی سرد لیکن انتہائی تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"ایک خفیہ راستہ ہے لیکن یہ راستہ دلدلی اور انتہائی خطرناک ہے"۔ گرسوما نے بولنا شروع کیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے حلق میں الفاظ ڈھالنے والی کوئی مشین نصب ہو اور اس میں سے ایک ایک لفظ کسی سکے کی طرح ڈھل ڈھل کر حلق کے راستے باہر آ رہا ہو لیکن عمران کو اس پر حیرت نہ ہوئی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ تین ضربوں کے بعد گرسوما کا شعور ختم ہو چکا ہے اور اب اس کا لاشعور

کام کر رہا ہے اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا کیونکہ گرسوما انتہائی
موٹے دماغ کا آدمی تھا اس لئے شعوری طور پر اس نے دوضربوں
کے باوجود کچھ نہ بتایا تھا۔ پھر عمران اس سے سوال کرتا رہا اور گرسوما
جواب دیتا رہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ
میں موجود خنجر اڑتا ہوا گرسوما کے سینے میں دستے تک پیوست ہو
گیا۔ گرسوما کا راڈز میں جکڑا ہوا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر
اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

"کیا مزید اس سے کچھ معلوم نہیں ہو سکتا تھا"...... جولیا نے
کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جو کچھ یہ جانتا تھا وہ بتا چکا ہے اور اب چونکہ یہ کسی
صورت ہوش میں نہ آ سکتا تھا اس لئے اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا
تھا"...... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ایک راستہ سامنے آیا ہے۔ گو اس میں کچھ رکاوٹیں بھی ہیں
لیکن بہرحال آگے بڑھنے کے لئے ٹریک تو ملا۔ اب ہم کم از کم
آگے بڑھ سکیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم
اٹھاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

گرانڈ ماسٹر اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ سامنے میز پر
رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

"یس"...... گرانڈ ماسٹر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب۔ سٹار ون سے کال کا جواب نہیں مل رہا"...... دوسری
طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو گرانڈ ماسٹر چونک
پڑا۔ وہ آواز سے پہچان گیا تھا کہ فون کرنے والا ہیڈکوارٹر انچارج
موباشے ہے۔

"کیوں جواب نہیں مل رہا"...... گرانڈ ماسٹر نے ایسے لہجے میں
کہا جیسے اسے موباشے کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

"اس بات پر تو مجھے حیرت ہو رہی ہے جناب۔ ایسا پہلے کبھی
نہیں ہوا۔ سٹار ون میں بہت سے آدمی ہیں لیکن کوئی کال ہی اٹنڈ

نہیں کر رہا''..... موباشے نے جواب دیا۔

''تم نے کیوں کال کی تھی وہاں''..... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

''گرسوما نے سوشو گروپ سے ڈیل کرنی تھی اور اس کی رپورٹ ہیڈکوارٹر کو دینی تھی تاکہ اس پر آپ کی حتمی منظوری لی جا سکے لیکن جب گرسوما نے مقررہ وقت پر کال ہی نہ کی تو کچھ انتظار کرنے کے بعد میں نے خود وہاں کال کی لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں مل رہا''..... موباشے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں معلوم کراتا ہوں''..... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل کو دو بار تیزی سے دبایا۔

''یس۔ گرانڈ ماسٹر''..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہوناشو میں کراگو سے بات کراؤ۔ فوراً''..... گرانڈ ماسٹر نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

''وہاں کیا ہو سکتا ہے۔ ستار ون تو انتہائی محفوظ جگہ ہے اور پھر گرسوما وہاں ہوتا ہے۔ پھر وہاں کیا ہو سکتا ہے''..... گرانڈ ماسٹر نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گرانڈ ماسٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

''کراگو لائن پر ہے گرانڈ ماسٹر''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کراؤ بات''..... گرانڈ ماسٹر نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

''کراگو بول رہا ہوں گرانڈ ماسٹر۔ ہوناشو سے''..... چند لمحوں بعد ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراگو۔ تم ستار ون جاتے رہتے ہو''..... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

''یس گرانڈ ماسٹر۔ وہاں کا مشینری انچارج مارکوس میرا کزن ہے''..... کراگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے اس لئے تو میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ ستار ون سے ہیڈکوارٹر کو کال کا جواب نہیں مل رہا اس لئے تم فوری طور پر وہاں جاؤ اور وہیں سے مجھے فوری طور پر مکمل رپورٹ دو''۔ گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

''یس گرانڈ ماسٹر''..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجہ میں کہا گیا۔

''جتنی جلدی ہو سکے وہاں پہنچو اور مجھے فوری رپورٹ دو۔ یہ میرا حکم ہے''..... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گرانڈ ماسٹر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... گرانڈ ماسٹر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کراگو بول رہا ہوں ستار ون سے''..... دوسری طرف سے کراگو کی وحشت بھری آواز سنائی دی تو گرانڈ ماسٹر بے اختیار

چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے وہاں"..... گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یہاں قتل عام ہوا ہے۔ مارکوس کی لاش بھی موجود ہے۔ گرسوما کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں کی لاشیں راڈز میں جکڑی ہوئی ہیں۔ مارکوس کی باقاعدہ بینڈیج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سالٹو اور اس کے ساتھ ہی پانچ مسلح افراد کی لاشیں بھی پڑی ہیں۔ مشین روم میں بھی لاشیں پڑی ہیں"..... کراگو اس طرح بول رہا تھا جیسے لاشعوری طور پر بات کر رہا ہو۔

"یہ سب کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے"..... گرانڈ ماسٹر نے بے اختیار چیخ کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے گرانڈ ماسٹر کہ یہاں ایسے انتظامات موجود ہیں کہ یہاں ہونے والی تمام گفتگو ٹیپ ہوتی ہے اور ہر واقعے کی باقاعدہ فلم بنتی رہتی ہے۔ میں اسے چیک کرتا ہوں۔ پھر آپ کو تفصیلی رپورٹ دیتا ہوں"..... اس بار کراگو نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ابتدائی طور پر پہنچنے والے شدید دھچکے سے باہر آ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ چیک کر کے مجھے فوراً رپورٹ دو"..... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سرخی پھیل گئی تھی۔ سٹار ون اس کے گروپ کا انتہائی اہم اڈا تھا اور گرسوما اس کے گروپ میں تقریباً ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت

رکھتا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ سب کچھ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے گروپ کی کارروائی نہ ہو"..... اچانک ایک خیال کے آتے ہی گرانڈ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو میں ان سب کو انتہائی عبرتناک موت ماروں گا"..... گرانڈ ماسٹر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گرانڈ ماسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... گرانڈ ماسٹر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کراگو بول رہا ہوں گرانڈ ماسٹر۔ سٹار ون سے"..... دوسری طرف سے کراگو کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ اس نے تہہ خانے میں موجود ٹیپس سن کر اور فلمیں دیکھ کر سب کچھ معلوم کر لیا ہے اور پھر اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی کہ دو عورتوں اور آٹھ مردوں کو بے ہوشی کے عالم میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑا گیا۔ پھر اس نے ان میں سے ایک کی رہائی اور اسے مشین روم میں لے جانے اور پھر وہاں اس آدمی اور گرسوما کے درمیان ہونے والی لڑائی، مارکوس اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ سے لے کر گرسوما کو بے ہوش کرنے اور پھر اس آدمی کے بلیک روم میں جا کر سالٹو اور اس کے آدمیوں کو ہلاک کرنے اور بے ہوش گرسوما اور مارکوس کو جو شدید زخمی تھا بلیک روم

میں لا کر راڈز میں جکڑنے، مارکوس کی بینڈ ٹیج کرنے لیکن بینڈ ٹیج کے باوجود مارکوس کے ہلاک ہونے اور گرسوما پر ہونے والے تشدد اور پھر گرسوما سے ہونے والی پوچھ گچھ کی پوری تفصیل بتا دی۔ کراٹو جیسے جیسے تفصیل بتاتا جا رہا تھا گرانڈ ماسٹر کا چہرہ بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے تفصیل سن لی ہے۔ تم نے ان لوگوں کو فلم میں دیکھا ہے اس لئے تم ہوناشو میں انہیں ٹریس کرو اور یہ سب یا ان میں سے جو بھی نظر آئے اسے بغیر کسی توقف کے گولی سے اڑا دو"...... گرانڈ ماسٹر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر"...... کراٹو نے جواب دیا۔

"اور سنو۔ سنار ون سے تمام لاشیں ہٹا کر انہیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دو۔ کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارے آدمی اس طرح ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور سنار ون کا چارج بھی اب تم سنبھال لو لیکن تمہارا پہلا کام ان لوگوں کا خاتمہ ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو گرانڈ ماسٹر نے تیزی سے کریڈل پر ہاتھ مارا۔

"یس گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

"برائن کو فوراً میرے آفس بھیجو۔ ابھی اسی وقت"...... گرانڈ

ماسٹر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر اس طرح پٹخ دیا جیسے رسیور اور کریڈل دونوں نے کوئی بھیانک جرم کیا ہو اور وہ انہیں کوئی سزا دے رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر چاؤ کی مخصوص یونیفارم تھی۔ اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں گرانڈ ماسٹر کو سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو برائن"...... گرانڈ ماسٹر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو برائن کا جسم شاید اس کی غراہٹ سن کر ہی کانپنے لگ گیا۔ وہ کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے بجلی کی کرسی پر بیٹھ گیا ہو۔

"تم بلیک وے کے انچارج ہو"...... گرانڈ ماسٹر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اس طرح غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... برائن نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"بیٹھ جاؤ اور بیٹھ کر میری بات کا جواب دو"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو برائن ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"گرسوما کو بلیک وے کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے"۔ گرانڈ ماسٹر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ جب ہیڈکوارٹر تیار کرایا گیا تھا تو گرسوما ہی اس کا انچارج تھا اس لئے اسے تو سب کچھ معلوم تھا"...... برائن نے جواب دیا تو گرانڈ ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر

حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"لیکن یہ بات میرے نوٹس میں کیوں نہیں لائی گئی"...... گرانڈ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فائل ون میں پوری تفصیل موجود ہے چیف"...... برائن نے جواب دیا تو گرانڈ ماسٹر نے بے اختیار پیچھے ہٹ کر کرسی کی پشت سے کمر لگا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں نے اسے آج تک پڑھا ہی نہیں۔ میرا خیال تھا کہ اس میں تعمیرات کی فضول تفصیل ہو گی۔ اگر میں فائل پڑھ لیتا تو کسی صورت گرسوما کو زندہ نہ چھوڑتا"...... گرانڈ ماسٹر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا مگر برائن نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ خاموش بیٹھا رہا۔

"پاکیشیا کا ایک اہم سرکاری آدمی جس کا نام سر سلطان ہے ہماری تحویل میں ہے"...... کیا تمہیں معلوم ہے گرانڈ ماسٹر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"یس چیف۔ وہ تھرڈ وے میں موجود ہے"...... برائن نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جس میں دو عورتیں اور آٹھ مرد شامل ہیں اس آدمی کو چھڑانے کے لئے ہوناشو پہنچ چکا اور گرسوما نے انہیں گرفتار بھی کر لیا تھا اور بے ہوش کر کے سنار ان بھی لے آیا تھا لیکن ہوش میں آتے ہی انہوں نے سچویشن تبدیل

کر دی۔ گرسوما بھی ان کے ہاتھوں مارا گیا اور سنار ون کے باقی افراد بھی"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو برائن کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے کوئی بات نہ کی بلکہ خاموش بیٹھا رہا۔

"اور سنو۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ ان ایجنٹوں نے گرسوما سے بلیک وے کی پوری تفصیل معلوم کر لی ہے اور تم جانتے ہو کہ بلیک وے ایسا راستہ ہے جہاں سے ہیڈکوارٹر پہنچنے کے لئے کسی سائنسی چپ کی ضرورت نہیں ہے اور اب یقیناً یہ ایجنٹ بلیک وے کے ذریعے ہیڈکوارٹر پہنچنے اور اس آدمی کو رہا کرا کر ساتھ لے جانے کی کوشش کریں گے۔ تم بتاؤ کہ تم جو بلیک وے کے انچارج ہو کس طرح ان کا خاتمہ کرو گے اور یہ سن لو کہ یہ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ لوگ ہیں ورنہ گرسوما جیسا لڑاکا اتنی آسانی سے نہ مارا جا سکتا تھا"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"چیف۔ یہ کام تو بے حد آسان ہے"...... برائن نے پہلی بار انتہائی اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آسان ہے۔ وہ کیسے"...... گرانڈ ماسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"چیف۔ بلیک وے سے ہٹ کر وہ کسی صورت بھی جنگل میں داخل ہوئے تو جل کر راکھ ہو جائیں گے جبکہ بلیک وے کو وہ کسی صورت بھی کراس نہیں کر سکتے کیونکہ بلیک وے میں زیر زمین زہریلی جھاڑیوں کی کثرت ہے۔ یہ جھاڑیاں گوشت خور ہیں۔ کوئی

مچھلی یا کوئی سمندری جاندار بلیک وے میں داخل ہو جائے تو یہ اسے منٹوں میں چٹ کر جاتی ہیں اس لئے یہ لوگ جیسے ہی بلیک وے میں داخل ہوں گے زہریلی جھاڑیاں ان کا خاتمہ کر دیں گی"۔ برائن نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ وہ لوگ تیرتے ہوئے بلیک وے کو کراس کرنے کی کوشش کریں گے۔ نانسنس۔ جب انہوں نے گرسوما سے سب کچھ معلوم کر لیا ہے تو انہیں یقیناً ان جھاڑیوں کے بارے میں بھی معلوم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ کسی صورت بھی بلیک وے تیر کر کراس کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ وہ لازماً کسی لانچ یا کشتی کے ذریعے بلیک وے کراس کریں گے"...... گرانڈ ماسٹر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"پھر تو وہ اور بھی آسانی سے مارے جائیں گے چیف"۔ برائن نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے۔ بولو"...... گرانڈ ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ بلیک وے کے دونوں اطراف میں گنیں نصب ہیں۔ ہم ایک لمحے میں ان کی لانچ یا کشتی کو اڑا دیں گے ان سمیت"۔ برائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ تم جاؤ اور تمام انتظامات کی مسلسل نگرانی کرو۔ اگر تم نے یا تمہارے کسی بھی ساتھی نے معمولی سی بھی غفلت کی تو تم سب اپنی جانوں سے

ہاتھ دھو بیٹھو گے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو برائن ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... برائن نے فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور گرانڈ ماسٹر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ برائن کے آفس سے باہر جانے پر گرانڈ ماسٹر نے فون کا رسیور اٹھایا اور کریڈل کو تین بار دبا دیا۔

"یس۔ گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کالوگ کو میرے آفس بھیجو۔ فوراً"...... گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک بار پھر کریڈل پر زور سے پٹخ دیا۔ کافی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس نے دنیا کے گرم و سرد کا بخوبی مزہ چکھا ہوا ہے۔

"حکم چیف"...... اس آدمی نے سلام کرنے کے بعد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو کالوگ"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو وہ آدمی جسے کالوگ کہا گیا تھا سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہماری تحویل میں ایک ایشیائی آدمی موجود ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس چیف۔ وہ میری ہی تحویل میں ہے"...... کالوگ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے واپس لے جانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ ہوناشو پہنچ چکا ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو کالوگ بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کیسے چیف۔ وہ لوگ اس جنگل میں داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جائیں گے اور ہیڈکوارٹر تک تو وہ لوگ کسی بھی صورت نہیں پہنچ سکتے"...... کالوگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے سٹار ولن میں داخل ہو کر گرسوما کو گھیر لیا اور گرسوما سے انہوں نے بلیک وے اور وہاں سے ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے کی پوری تفصیل معلوم کر لی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہیڈکوارٹر کی اندرونی تفصیل بھی معلوم کر لی ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو کالوگ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن چیف۔ گرسوما تو جنگل میں داخل ہی نہ ہو سکتا تھا پھر اسے یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا"...... کالوگ نے کہا۔

"اس ہیڈکوارٹر کی تعمیر کا انچارج گرسوما تھا"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو کالوگ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"لیکن چیف وہ بلیک وے سے کیسے ہیڈکوارٹر پہنچ سکتے ہیں۔ بلیک وے میں زیر آب زہریلی جھاڑیوں کی کثرت ہے اور اگر وہ لانچ پر آئے تو اس صورت میں بھی برائن آسانی سے انہیں چٹ کر

دے گا اور اگر پھر بھی وہ بچ گئے تو ہیڈکوارٹر میں داخل ہوتے ہی مارے جائیں گے"...... کالوگ نے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ لوگ ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اگر وہ اس ایشیائی آدمی کو واپس لے جانے میں کامیاب ہو گئے تو چاؤ گروپ کی ساکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ چیف آپ بے فکر رہیں"۔ کالوگ نے اطمینان بھرے لہجہ میں کہا۔

"میں نے برائن کو الرٹ کر دیا ہے اور تم بھی الرٹ رہو۔ مجھے ان کی لاشیں چاہئیں۔ ویسے میں نے ہوناشو میں کراگو کو بھی حکم دے دیا ہے کہ وہ انہیں ٹریس کر کے گولیوں سے اڑا دے۔ بہرحال میں ان کی ہر صورت میں ہلاکت چاہتا ہوں"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا چیف۔ یہاں ہماری اجازت کے بغیر مکھی بھی نہیں اڑ سکتی۔ یہ لوگ لاکھ تربیت یافتہ ہوں لیکن یہاں کے انتظامات کا انہیں علم ہی نہ ہو گا کیونکہ اگر انہوں نے گرسوما سے کچھ معلوم کیا بھی ہو گا تو وہ صرف تعمیرات کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ یہاں ہونے والے انتظامات کے بارے میں اسے کچھ معلوم ہی نہیں تھا"...... کالوگ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم نے میری تمام تشویش دور کر دی ہے۔ اب میں

پوری طرح مطمئن ہوں۔ لیکن پھر بھی تم پوری طرح الرٹ رہنا"۔ گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس چیف"..... کالوگ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کوئی اہم بات ہو تو مجھے فون پر رپورٹ دے دینا"..... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس چیف"..... کالوگ نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کے تمام ساتھی اس وقت ہوناشو جزیرے کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی میں موجود تھے۔ سٹار ون سے نکل کر عمران نے ایک پبلک فون بوتھ سے انکوائری کے ذریعے ریئل اسٹیٹ کا ایڈریس معلوم کیا جو سیاحوں کو رہائش گاہیں مہیا کرتے تھے اور پھر عمران نے انہیں فون کر کے یہ کوٹھی حاصل کر لی تھی۔ عمران کی خفیہ جیب میں اتنی رقم موجود تھی جس کے ذریعے اس نے آسانی سے ان کی سیکورٹی کی ڈیمانڈ پوری کر دی تھی اور کوٹھی میں پہنچ کر انہوں نے وہاں موجود چوکیدار کو یہ رقم ادا کر دی اور چوکیدار یہ رقم لے کر کمپنی چلا گیا کیونکہ عمران نے اسے فارغ کر دیا تھا۔ کوٹھی میں ایک کار بھی موجود تھی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو کوٹھی تک محدود رہنے کا کہا اور خود وہ کار لے کر باہر چلا گیا۔ اسے گئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا تھا لیکن ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی جبکہ

اس کی عدم موجودگی میں اس کے ساتھیوں نے آرام کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ عمران نے گرسوما سے جس راستے کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں وہ اس کے بارے میں انتظامات کرنے گیا ہوگا۔ البتہ نعمانی اور چوہان دونوں کوٹھی کے برآمدے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے تاکہ نگرانی کر سکیں کیونکہ جس طرح عمران نے سٹار ون میں قتل عام کیا تھا اس کے بعد جاؤ گروپ پاگل کتوں کی طرح ان کا کھوج لگانے کے لئے پورے ہوناشو کو بھی تلپٹ کر سکتا تھا۔

''ہمارے پاس میک اپ کا سامان نہیں ہے ورنہ ہر قسم کے خطرے سے بچنے کا طریقہ یہی تھا کہ ہم میک اپ کر لیتے''۔ نعمانی نے کہا۔

''کیوں۔ سٹار ون میں وہ تمام افراد جنہوں نے ہمیں دیکھا تھا وہ تو ہلاک کر دیئے گئے ہیں''۔ چوہان نے چونک کر کہا۔

''جو لوگ ہمیں بے ہوشی کے عالم میں وہاں لے گئے تھے وہ تو واپس چلے گئے ہوں گے اور ہوناشو جزیرے میں موجود ہیں۔ وہ ہمیں فوراً پہچان سکتے ہیں''...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے اور شاید اسی لئے عمران صاحب جاتے ہوئے ہمیں اس کوٹھی تک محدود رہنے کا کہہ گئے ہیں''۔ چوہان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی''...... نعمانی نے کہا۔

''مس جولیا، گرسوما سے پوچھ گچھ کے وقت عمران صاحب کے ساتھ تھیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ گرسوما نے جزیرے کے اندر رہتے ہوئے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے والے ایک ایسے راستے کی نشاندہی کی ہے جسے وہ بلیک وے کہہ رہا تھا۔ یہ بلیک وے قدرتی ہے''...... چوہان نے جواب دیا۔

''لیکن اس وے کا ہمیں کیا فائدہ۔ اس وے کے دونوں اطراف میں جنگل ہے اور اس جنگل میں بہرحال جاؤ گروپ کے مسلح آدمی موجود ہوں گے تاکہ اس وے سے کوئی ان کے ہیڈ کوارٹر تک نہ پہنچ سکے''...... نعمانی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان کوئی جواب دیتا کوٹھی کے پھاٹک کے باہر کار رکنے اور ہارن کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ نعمانی تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر صحن کو کراس کرتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا تو باہر موجود کار تیزی سے اندر آ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا لیکن اس کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔ نعمانی نے پھاٹک بند کر دیا۔ عمران نے کار پورچ میں روکی اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔ اس نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر عقبی سیٹ پر موجود ایک سیاہ رنگ کا تھیلا باہر نکال لیا۔

''مجھے دے دیجئے عمران صاحب''...... چوہان نے آگے بڑھتے

"ارے۔ تم نے مجھے پہچان لیا۔ کمال ہے۔ میں خواہ مخواہ اپنے آپ کو میک اپ کا ماہر سمجھتا رہتا ہوں"..... عمران نے بیگ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے چہرے پر موجود مسکراہٹ ہر میک اپ میں پہچانی جاتی ہے"..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم بھی یہی سوچ رہے تھے کہ ہمیں میک اپ تبدیل کر لینا چاہئے"..... نعمانی نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں میک اپ کا سامان لے آیا ہوں۔ ہمیں میک اپ کرنا ہے کیونکہ شہر میں یقیناً ہماری تلاش ہو رہی ہو گی"..... عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی آمد کا سن کر تمام ساتھی بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ پھر عمران کے کہنے پر سب نے باری باری حلیئے تبدیل کر لئے۔

"عمران صاحب۔ اصل مشن کا کیا ہوا ہے"..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسی اصل مشن کے لئے تو میں باہر گیا تھا۔ ہمیں بلیک وے کے راستے چاؤ گروپ کے ہیڈکوارٹر پہنچنا ہے اور وہاں سے ہم نے سر سلطان کو برآمد کر کے زندہ سلامت واپس لے جانا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن کیسے"..... صفدر نے چونک کر کہا۔

"میں تم سب کو پہلے بلیک وے کی تفصیل بتا دوں"..... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ہمیں پہلے ہی مس جولیا بتا چکی ہیں اور انہوں نے جو کچھ بتایا ہے اس کے تحت تو یہ راستہ عام راستے سے زیادہ خطرناک اور تقریباً ناقابل عبور ہے بلکہ اسے اگر ڈیتھ وے کہا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا"..... صفدر نے کہا۔ باقی سب ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ امکانی طور پر ڈیتھ وے ہو سکتا ہے لیکن ہے تو عام راستہ اس لئے بہرحال ہمیں یہی راستہ اختیار کرنا ہو گا"..... عمران نے کہا۔

"لیکن اس راستے میں زیر آب گوشت خور زہریلی جھاڑیوں کی کثرت ہے اس لئے ہم تیر کر اسے کراس نہیں کر سکتے اور اگر کسی لانچ پر ہم نے سفر کیا تو ہماری لانچ کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا"..... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جولیا نے تو تمہیں اچھا خاصا ڈرا دیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"جو کچھ اس گرسوما نے بتایا تھا میں نے وہی بتایا ہے"..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے اور ان زہریلی جھاڑیوں کی وجہ سے ہی اسے بلیک وے کہا جاتا ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو اندر اتر

سکتے ہیں''..... صدیقی نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر کو آسانی سے فضا میں ہی مار گرایا جائے گا اس لئے یہ خیال ہی ذہن سے نکال دو''..... عمران نے جواب دیا۔

''اگر ہم اس جنگل پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دیں تو پھر''۔ تنویر نے کہا۔

''اول تو اتنا پٹرول ہمیں مل نہیں سکتا دوسری بات یہ کہ یہ جنگل مرطوب آب و ہوا کا جنگل ہے اس لئے اس میں آسانی سے آگ بھی نہیں لگ سکتی''..... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے''..... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تمہاری اس بات کا جواب تنویر دے سکتا ہے۔ میں نے تو بہرحال وہی کچھ سوچا ہے جو میں آج تک سوچتا چلا آیا ہوں''۔ عمران نے جولیا کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے ان زہریلی جھاڑیوں سے بچ کر تیرنے کے لئے کیا انتظام کیا ہے''..... تنویر کے بولنے سے پہلے خاموش بیٹھا ہوا کیپٹن شکیل بول پڑا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے بھی چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ بات تو طے ہے کہ آپ نے اس بلیک

ہے اور بقول آپ کے وہاں پہنچنے کا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے اور لانچ وغیرہ میں جانا تو صریحاً خودکشی کرنے کے مترادف ہے اس لئے لامحالہ آپ نے زیر آب تیر کر جانے کا فیصلہ کیا ہوگا اور بقول مس جولیا یہ بتایا گیا ہے کہ اس بلیک وے میں زیر آب زہریلی اور گوشت خور جھاڑیاں ہیں۔ اگر یہ جھاڑیاں ایسی ہوتیں کہ تیراکی کے لباس پر ان کے اثرات نہ پڑ سکتے تب تو عام راستہ ہوتا جبکہ اسے ناقابل عبور اور ڈیتھ وے کہا جاتا ہے تو لامحالہ عام تیراکی کا لباس ان جھاڑیوں کو اپنی کارکردگی دکھانے سے نہیں روک سکے گا۔ ایسی صورت میں ایک ہی طریقہ رہ جاتا ہے کہ ایسے لباس استعمال کئے جائیں جن پر یہ اثر انداز نہ ہو سکیں اور آپ اپنے ساتھ کافی بڑا بیگ لے آئے ہیں۔ اس میں یقیناً ایسے مخصوص لباس ہوں گے اور اس طرح ہم وہاں تک پہنچ سکتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو کیپٹن شکیل۔ واقعی تمہارا ذہن لاجواب ہے''..... سب سے پہلے تنویر نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''واقعی۔ یہی ایک حل ہو سکتا تھا''..... جولیا نے بھی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''لیکن ایسے لباس یہاں اس جزیرے پر کیسے مل سکتے ہیں۔ ایسے لباسوں کی خریداری کے لئے تو ہمیں ایکریمیا جانا پڑے

کر سب کے کھلے ہوئے چہرے بے اختیار تنک سے گئے۔

''سوری عمران صاحب۔ واقعی یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی تھی''...... کیپٹن شکیل نے طویل سانس لیتے ہوئے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پھر اس بیگ میں کیا لے آئے ہو۔ بتاؤ''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس میں تیراکی کے عام لباس ہیں اور اسلحہ ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر کیا ہم عام لباسوں میں بلیک وے کو کراس کر جائیں گے''۔ جولیا نے پوچھا۔

''اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ایسا ہی ہوگا۔ میں رات ہونے کا انتظار کر رہا ہوں''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن ان گوشت خور زہریلی جھاڑیوں کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''بڑا آسان سا حل ہے۔ گوشت خور اور زہریلے پودے صرف روشنی میں حرکت کرتے ہیں۔ اندھیرے میں یہ بے حس و حرکت رہتے ہیں اس لئے یہ رات کو ویسے ہی حرکت میں نہ آ سکیں گے۔ اس کے علاوہ حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے وہ خوشبو خرید لی ہے

جاتی ہے جہاں یہ گوشت خور جھاڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کے جسم سے ایسی مسحور کن خوشبو نکلتی ہے کہ یہ گوشت خور اور زہریلی جھاڑیاں دن کے وقت بھی اس خوشبو سے مسحور ہو کر بے حس و حرکت ہو جاتی ہیں۔ یہ انتہائی قیمتی پرفیوم ہے اس لئے طبقہ امراء کے بھی خاص لوگ ہی اسے استعمال کرتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ایسی صورت میں تو ہم ابھی روانہ ہو سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ دن کے وقت ہمیں زیر آب بھی چیک کیا جا سکتا ہے۔ مخصوص دوربینوں کے ذریعے لیکن رات کو ایسا ممکن نہیں ہے''۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''عمران صاحب۔ اس بلیک وے کا اختتام کہاں ہوتا ہے اور ہم وہاں سے ہیڈکوارٹر میں کیسے داخل ہوں گے اور پھر ہماری واپسی کیسے ہوگی''...... صفدر نے کہا۔

''بلیک وے کے اختتام پر ایک عمارت بنی ہوئی ہے جسے بقول کرسوما کے بلیک وے ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ لوگ رہتے ہیں جو بلیک وے کی حفاظت پر مامور ہیں۔ ہیڈکوارٹر دراصل تین عمارتوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک عمارت تو یہ بلیک وے ہاؤس ہے، دوسری عمارت اس سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس عمارت میں آٹومیٹک مشینری نصب ہے جس کے ذریعے پورے جنگل میں دشمنوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور تیسری عمارت ہیڈکوارٹر

کہلاتی ہے۔ اس میں گرانڈ ماسٹر کے ساتھی رہتے ہیں۔ اس سے ملحقہ زیر زمین بڑے بڑے گودام ہیں جن میں منشیات کا سٹاک رکھا جاتا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سرسلطان کو کہاں رکھا گیا ہو گا''...... صفدر نے پوچھا۔

''وہ اسی ہیڈکوارٹر کے ایک پورشن میں ہو سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ بلیک وے ہاؤس تک اگر ہم پہنچ بھی گئے تب بھی وہاں سے دوسری عمارت اور پھر تیسری عمارت تک پہنچنے کے لئے ہمیں کھلی فضا میں چلنا ہو گا اور وہاں سائنسی طور پر ایسے انتظامات ہیں کہ ہم شعاعوں کے ذریعے جل کر راکھ بھی ہو سکتے ہیں''...... اس بار صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن میں نے سوچا ہے کہ بلیک وے ہاؤس میں موجود لوگوں کے جسموں میں سے آلات نکال کر ہم اپنے پاس رکھ لیں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تینوں عمارتوں میں زیر زمین محفوظ راستوں سے رسائی ممکن ہو''...... اس بار صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہو گا''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

چھوٹے سے کمرے میں سرسلطان ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور سوچ کے تاثرات نمایاں تھے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے لیکن ان دنوں میں نہ ہی انہیں کسی سے رابطہ کرنے کی اجازت دی گئی تھی اور نہ کوئی ان سے ملاقات کے لئے آیا تھا۔ صرف ایک نوجوان لڑکی تھی جو پہلے دن سے ہی ان کی دیکھ بھال پر مامور تھی۔ وہ سرسلطان کو کھانا لا دیتی۔ کھانے کے سلسلے میں بھی سرسلطان کے لئے خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا اور سرسلطان کی پسند کا کھانا انہیں مہیا کیا جاتا تھا۔ سرسلطان خاص طور پر سبزیاں اور دالیں منگواتے تھے۔ وہ دانستہ گوشت سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ انہیں شک تھا کہ چاہے مرغی کا گوشت ہو یا مچھلی کا بہرحال اسے اسلامی طور پر حلال نہ کیا گیا ہو گا۔ شراب وہ ویسے ہی نہ پیتے تھے اس لئے ان کی خوراک

خاصی کم تھی۔ انہیں پہلے ہی دن بتا دیا گیا تھا کہ وہ یہاں کسی کی امانت کے طور پر موجود ہیں اور جب تک موجود ہیں انہیں مہمان کے طور پر یہاں ٹریٹ کیا جائے گا لیکن اگر انہوں نے یہاں سے نکلنے یا فرار ہونے کی معمولی سی بھی کوشش کی تو پھر انہیں مہمان کی بجائے دشمن کی طرح ٹریٹ کیا جائے گا اور لوگی نے انہیں بتا دیا تھا کہ یہ جگہ ایسی ہے جہاں نہ کوئی باہر کا آدمی آ سکتا ہے اور نہ یہاں سے کوئی خصوصی سائنسی آلات کے بغیر باہر جا سکتا ہے۔ لوگی نے جس لہجے میں بات کی تھی اس سے سرسلطان سمجھ گئے تھے کہ وہ درست کہہ رہی ہے۔ ویسے بھی سرسلطان اب عمر کے اس حصے میں تھے کہ وہ کسی طرح کی جدوجہد نہ کر سکتے تھے اس لئے وہ خاموش تھے۔ لوگی کا رویہ ان کے ساتھ اب بے حد ہمدردانہ ہو گیا تھا اور وہ اب انہیں اس انداز میں ٹریٹ کرتی تھی جیسے سرسلطان اس کے والد ہوں اور وہ سرسلطان کی بجائے اپنے والد کی خدمت کر رہی ہو۔ سرسلطان کو بھی اس سے خاصا انس ہو گیا تھا۔ لوگی نے ایک بار سرسلطان کو بتایا تھا کہ یہ ہوناشو جزیرے کا علاقہ ہے اور یہ اڈا جسے چاؤ گروپ کا اڈا کہا جاتا ہے ہوناشو جزیرے کے ایک جنگل میں ہے اور چاؤ گروپ جس کا سربراہ گرانڈ ماسٹر ہے بین الاقوامی سطح پر ڈرگ بزنس کرتا ہے اور پھر لوگی نے اس جنگل کے جو حفاظتی انتظامات بتائے تھے انہیں سن کر ہی سرسلطان کو یقین ہو گیا تھا کہ یہاں چاؤ گروپ کی مرضی کے بغیر پرندہ بھی داخل نہیں ہو سکتا۔

البتہ ایک بار لوگی نے انہیں بتایا تھا کہ اسے پتہ چلا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کوئی گروپ ہوناشو پہنچ گیا ہے جس کا سربراہ عمران نامی ایجنٹ ہے لیکن چاؤ گروپ نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ گو سرسلطان کو اس اطلاع پر یقین نہ آیا تھا لیکن بہرحال وہ مجبور تھے کہ اطلاع کے بارے میں تصدیق یا کوئی تردید نہ کر سکتے تھے۔ گو انہوں نے لوگی سے کئی بار کہا تھا کہ وہ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرے لیکن ظاہر ہے لوگی بھی صرف کسی کی بات سن سکتی تھی۔ خود کسی سے پوچھ نہ سکتی تھی ورنہ اس کا خاتمہ بھی کیا جا سکتا تھا۔ کمرے میں لگے ہوئے کلاک کے ذریعے انہیں دن اور رات کے بارے میں معلوم ہوتا تھا ورنہ کمرے میں دن اور رات کا کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ ابھی انہوں نے تھوڑی دیر پہلے رات کا کھانا کھایا تھا اور پھر کمرے میں کافی دیر تک ٹہلنے کے بعد وہ اب کرسی پر بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کل صبح جب لوگی آئے گی تو وہ اسے کہیں گے کہ وہ اپنے بڑوں کو کہہ کر یہاں ٹیلی ویژن لے آئے تاکہ ان کا وقت کسی طرح تو کٹ سکے۔ پہلے انہوں نے کتابیں طلب کی تھیں لیکن اب کتابوں میں بھی انہیں بوریت محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ ابھی بیٹھے سوچ ہی رہے تھے کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو سرسلطان بے اختیار چونک پڑے کیونکہ اس وقت کسی کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ لوگی ایک چھوٹا سا ٹیلی ویژن اٹھائے اندر داخل ہو رہی تھی۔

''کمال ہے۔ یہ تو قبولیت کا وقت تھا۔ مجھے معلوم ہوتا تو میں کوئی اور دعا مانگ لیتا''..... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیسی دعا''..... لوگی نے ٹیلی ویژن ایک سائیڈ پر موجود میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ صبح تمہیں کہوں گا کہ کسی طرح میرے لئے ٹیلی ویژن کا بندوبست کرو اور تم خلاف توقع ٹیلی ویژن اٹھائے اندر آ گئی ہو''..... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کئی روز سے آپ کو بے حد بور محسوس کر رہی تھی اس لئے میں نے اپنے بڑوں کی منت سماجت کی کہ اگر آپ کو ٹیلی ویژن مہیا نہ کیا گیا تو آپ بیمار پڑ جائیں گے۔ آج اس کی اجازت ملی تو میں فوراً اٹھا کر لے آئی کہ نجانے صبح تک ان کا موڈ بدل نہ جائے''..... لوگی نے کہا۔

''شکریہ۔ تم واقعی اچھی لڑکی ہو''..... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو لوگی بے اختیار مسکرا دی اور اس نے ٹیلی ویژن کی تار کو ساکٹ سے منسلک کیا اور ٹیلی ویژن آن کر کے اس نے ریموٹ کنٹرول سرسلطان کو دے دیا۔ اس میں دو سو سے زائد چینل ہیں۔ آپ اپنی مرضی کا چینل دیکھتے رہیں لیکن یہ بتا دوں کہ یہ تمام چینل ایکریمین اور یورپی ہیں۔ ایشیائی نہیں ہیں''..... لوگی نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ بہرحال یہ غنیمت ہے۔ تمہارا بے حد شکریہ''۔ سرسلطان نے کہا اور لوگی انہیں گڈ بائی کہہ کر واپس چلی گئی تو

سرسلطان نے چینل ٹیون کرنے شروع کر دیئے اور پھر ایک چینل سے وہ نیوز سننے لگے۔ پھر نجانے کب تک وہ بیٹھے ٹی وی دیکھتے رہے۔ اچانک دروازہ ایک بار پھر کھلا اور سرسلطان بے اختیار چونک پڑے۔ کمرے میں لوگی داخل ہو رہی تھی۔

''تم اس وقت''..... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں آپ کو یہ بتانے آئی ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا دوسرا گروپ اس وقت ہیڈکوارٹر میں موجود ہے''..... لوگی نے کہا تو سرسلطان بے اختیار اچھل پڑے۔

''یہاں موجود ہے۔ کیا مطلب۔ کیسے''..... سرسلطان نے ٹی وی آف کرتے ہوئے کہا۔

''یہاں کوئی راستہ ہے جس کا نام بلیک وے ہے۔ یہ انتہائی خطرناک ترین راستہ ہے۔ یہ جزیرے کی سائیڈ سے ایک بڑا کریک ہے جو ہیڈکوارٹر تک آتا ہے لیکن اس کے اندر زیر آب گوشت خور زہریلی جھاڑیاں ہیں جو انسانوں کا گوشت چند لمحوں میں چٹ کر جاتی ہیں۔ اس لئے اسے بلیک وے یا ڈیتھ وے کہا جاتا ہے۔ اس راستے کی دونوں اطراف میں ایسے انتظامات ہیں کہ اگر اس راستے سے کوئی لانچ آئے تو اسے میزائلوں سے اڑا دیا جاتا ہے۔ اس کریک کے اختتام پر ایک عمارت ہے جس کو بلیک ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اس عمارت میں اس راستے کی سیکورٹی کے افراد رہتے ہیں اور یہاں ایسے انتظامات ہیں کہ اگر کوئی غلط

آدمی اس عمارت میں داخل ہو تو خود بخود ایسی ریز فائر ہو جاتی ہیں
جن سے وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے
کہ حیرت انگیز طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں کا ایک گروپ جس میں دو
عورتیں اور آٹھ مرد شامل ہیں بغیر کسی رکاوٹ کے تیرتے ہوئے
بلیک وے سے گزر کر اندر داخل ہو گئے اور کسی کو ان کا علم تک نہ
ہو سکا لیکن جیسے ہی وہ سب کریک سے گزر کر بلیک وے ہاؤس
میں داخل ہوئے ان پر ریز فائر ہوئیں اور وہ سب بے ہوش ہو گئے
تو بلیک وے ہاؤس کے انچارج کالوگ جسے پہلے ہی گرانڈ ماسٹر
نے خبردار کر رکھا تھا، نے انہیں ٹارچر روم میں راڈز والی کرسیوں
میں جکڑ دیا ہے۔ وہ انہیں ہوش میں لا کر ان سے معلوم کرنا چاہتا
ہے کہ یہ لوگ زیر آب زہریلی اور گوشت خور جھاڑیوں سے بچ کر
کیسے زندہ سلامت بلیک وے ہاؤس تک پہنچ گئے ہیں لیکن جن ریز
کا ان پر فائر ہوا ہے ان سے یہ دس گھنٹوں تک بے ہوش رہیں
گے اور ان ریز کا کوئی توڑ نہیں ہے اس لئے کالوگ ان کے ہوش
میں آنے کے بعد ان سے پوچھ گچھ کرے گا اور انہیں صبح کو ہوش آ
سکے گا۔ پھر ان سے معلومات حاصل کر کے ان کو ہلاک کر دیا
جائے گا"..... لوگی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا تم نے انہیں دیکھا ہے"..... سر سلطان نے
چونک کر کہا۔

"نہیں وہ بلیک وے ہاؤس میں ہیں جبکہ میں ہیڈکوارٹر میں ہوں"۔

لوگی نے جواب دیا۔

"کیا یہاں سے ہم وہاں نہیں جا سکتے"..... سر سلطان نے کہا۔

"آپ تو کسی صورت نہیں جا سکتے۔ البتہ میں جا سکتی ہوں
کیونکہ آپ کے جسم میں خصوصی آلہ موجود نہیں ہے اور آپ اس
کمرے سے باہر نکلتے ہی جل کر راکھ ہو جائیں گے"..... لوگی نے
کہا۔

"لیکن کیا ان لوگوں کے جسموں میں بھی خصوصی آلات ہیں کہ
یہ یہاں پہنچنے کے باوجود جل کر راکھ نہیں ہوئے"..... سر سلطان
نے چونک کر کہا۔

"یہ انتظام صرف ہیڈکوارٹر اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں
ہے اور وہ بھی کھلی فضا میں جبکہ عمارتوں کے درمیان زیر زمین راستے
ہیں جہاں یہ آلات کام نہیں کرتے"..... لوگی نے کہا۔

"تو پھر مجھے انہی راستوں سے وہاں لے جاؤ"..... سر سلطان
نے کہا۔

"نہیں۔ آپ کمرے سے باہر گئے تو مشین روم میں فوراً اطلاع
ہو جائے گی اور آپ کے ساتھ تو جو ہو سو ہو مجھے بہرحال فوراً ہلاک
کر دیا جائے گا"..... لوگی نے کہا۔

"اچھا۔ کیا تم ایک کام کر سکتی ہو"..... سر سلطان نے کہا۔

"کیا"..... لوگی نے چونک کر پوچھا۔

"میں تمہیں ایک آدمی کے قدوقامت کی تفصیل بتا دیتا ہوں

اگر اس قد وقامت کا آدمی تمہیں ان میں نظر آ جائے تو صرف اتنا کرو کہ ایک ہیئر پن اس کی گردن کے عقبی حصے میں کافی اندر تک اتار دو"..... سرسلطان نے کہا تو لوگی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اس سے کیا ہوگا"..... لوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس آدمی کے بارے میں تمہیں میں بتا رہا ہوں اس کا نام عمران ہے۔ وہ بہت عقل مند آدمی ہے اس نے مجھے ایک بار بتایا تھا کہ بے ہوش کر دینے والی ریز کا اعصاب میں ایک سرکٹ قائم ہو جاتا ہے اور جب تک یہ سرکٹ قائم رہتا ہے اس وقت تک وہ آدمی ہوش میں نہیں آ سکتا اور اس نے بتایا تھا کہ اس بے ہوش آدمی کی گردن کے عقبی حصے میں سر کی طرف ہیئر پن کافی اندر تک اتار دی جائے تو یہ سرکٹ ٹوٹ جاتا ہے اور آدمی ہوش میں آ جاتا ہے اس لئے یہ کام کرو۔ ہو سکتا ہے کہ واقعی ایسا ہو جائے"۔ سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے عمران کے قد وقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"لیکن اس سے اسے یا آپ کو کیا فائدہ ہوگا"..... لوگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فائدہ ہو یا نہ ہو کم از کم میرے دل میں یہ خلش تو نہ رہے گی کہ میں ان کے لئے یہاں موجود ہونے کے باوجود کچھ نہیں کر سکا"..... سرسلطان نے قدرے بھیگے سے لہجے میں کہا تو لوگی نے

بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میں آپ کی خاطر یہ کر گزروں گی چاہے اس کا نتیجہ میری موت کی صورت میں کیوں نہ نکلے"..... لوگی نے کہا۔

"کیوں۔ تمہارے لئے کیا خطرہ ہے"..... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

"اگر انہوں نے مجھے ایسا کرتے دیکھ لیا تو وہ مجھے فوراً گولی مار دیں گے۔ یہاں ایسا ہی ہوتا ہے"..... لوگی نے کہا۔

"تو پھر تم ایسا نہ کرو۔ جو اللہ کو منظور ہوگا وہی ہوگا"۔ سرسلطان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ اب ایسا ہوگا اور ضرور ہوگا۔ میں واپس آ کر آپ کو بتاتی ہوں۔ مجھے ایک گھنٹہ لگ جائے گا"۔ لوگی نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی تو سرسلطان نے بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا کر لوگی، عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا مانگنا شروع کر دی۔ دعا مانگنے کے بعد انہوں نے بے چینی کے عالم میں کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا اور پھر نجانے انہیں اس طرح ٹہلتے ہوئے کتنا وقت گزر گیا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور لوگی اندر داخل ہوئی۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو"..... سرسلطان نے بے اختیار ہو کر کہا تو لوگی بے اختیار مسکرا دی۔

"تو آپ میرے لئے پریشان تھے"..... لوگی نے عجیب سی

کیفیت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس کی پوری زندگی جس طرح گزری تھی اور جس انداز میں گزر رہی تھی اس نے کبھی اپنے لئے کسی کو اس طرح پریشان ہوتے نہ دیکھا تھا۔

"ہاں۔ تم نے اپنے بارے میں بات کر کے مجھے پریشان کر دیا تھا۔ اگر تمہیں میری وجہ سے کچھ ہو جاتا میں ساری زندگی اپنے آپ کو معاف نہ کر سکتا"..... سر سلطان نے کہا تو لوگی کے چہرے پر یکلخت مسرت کی عجیب سی چمک ابھر آئی۔

"میں نے آپ کا کام کر دیا ہے"..... لوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا اس قد و قامت کا آدمی وہاں واقعی موجود تھا"۔ سر سلطان نے چونک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں۔ میں نے پیپر پن اس کی گردن کے عقبی حصے میں سر کے قریب پن کے سرے تک اندر داخل کر دی ہے لیکن اسے ہوش نہیں آیا اور نہ آ سکتا ہے"..... لوگی نے کہا۔

"کیا ہوا تھا۔ تفصیل بتاؤ"..... لوگی نے کہا۔

"میں وہاں گئی تو وہاں پر میرا ایک دوست موجود تھا۔ میں نے اس سے اندر جا کر ان لوگوں کو دیکھنے کی اجازت لے لی۔ پیپر پن میں ساتھ لے گئی تھی۔ وہ میری انگلیوں میں موجود تھی۔ میرا دوست بھی میرے ساتھ اندر گیا اور پھر میں ایک ہی نظر میں آپ کے مطلوبہ آدمی کو پہچان گئی۔ میں نے اپنے دوست سے شراب پلانے

کے لئے کہا تو وہ بہت خوش ہوا کہ میں نے از خود اس سے فرمائش کی ہے۔ وہ تیزی سے ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھا جس میں شراب موجود تھی اور میں نے پھرتی سے پیپر پن اس آدمی کی گردن کے عقبی حصے میں اتار دی۔ پھر ہم نے شراب پی اور اس کے بعد میں واپس آ گئی"..... لوگی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ۔ یہ تو صرف مجھے ایک خیال آ گیا تھا اس لئے میں نے یہ کرایا ہے۔ باقی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا"..... سر سلطان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ واقعی آپ کا بیٹا ہے"..... لوگی نے غور سے سر سلطان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے"..... سر سلطان نے قدرے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب آپ آرام کریں میں صبح آؤں گی"..... لوگی نے سر سلطان کی طرف ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ سر سلطان اس کی نظروں کا مطلب جانتے تھے لیکن ظاہر ہے وہ بے بس تھے اور عملی طور پر کچھ نہ کر سکتے تھے۔ وہ اٹھے اور ملحقہ باتھ روم میں جا کر انہوں نے وضو کیا اور پھر واپس آ کر وہ فرش پر ہی اللہ تعالیٰ کی حضور سجدہ ریز ہو گئے اور ان کے دل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگی اور تحفظ کے لئے دعائیں نکلنے لگیں۔

نجانے کتنی دیر تک وہ خود سپردگی کے عالم میں رو رو کر دعائیں مانگتے رہے پھر اچانک انہیں محسوس ہوا جیسے ان کے دل و دماغ میں اطمینان اور سکون کی لہریں سی دوڑنے لگی ہیں۔ انہیں ایسا محسوس کر کے بے حد طمانیت محسوس ہوئی اور انہیں یقین سا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول کر لی ہیں اور اب اس کی رحمت ہر چیز پر چھا گئی ہے۔ وہ فرش سے اٹھے اور بیڈ پر لیٹ گئے اور پھر نجانے کب ان کی آنکھ لگ گئی۔ ان کے چہرے پر گہرا سکون اور طمانیت نمایاں تھی۔

عمران کے تاریک ذہن میں آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح جاگا اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں کرسیوں کی طویل قطار کے سرے والی کرسی پر موجود تھا۔ اس کے پورے جسم کے گرد راڈز موجود تھے۔ اس نے نظریں گھمائیں تو اس کے بائیں ہاتھ پر کرسیوں کی طویل قطار میں اس کے تمام ساتھی موجود تھے لیکن ان کے جسم اور گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں اور وہ سب بے ہوش تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں پر موجود غوطہ خوری کے لباس اتار لئے گئے تھے۔ بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر عمران کے ذہن میں کسی فلم کی طرح گھوم رہے تھے۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت غوطہ خوری کے لباسوں میں ملبوس ہو کر ایک

لانچ کے ذریعے بلیک وے کے آغاز میں پہنچے تھے اور پھر عمران
نے لانچ کو وہیں ایک طرف بک کر دیا تھا تاکہ واپسی میں اگر
ضرورت پڑے تو اسے استعمال میں لایا جا سکے اور اس کے ساتھ
ساتھ خالی لانچ کے سمندر میں نظر آنے سے جاؤ گروپ کے لوگ
چونک بھی سکتے تھے۔ چونکہ عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کو وہ
خصوصی پرفیوم پہلے ہی لگا دیا تھا جس کی وجہ سے زیر آب زہریلی
اور گوشت خور جھاڑیاں حرکت میں نہ آ سکتی تھیں اس لئے عمران اور
اس کے ساتھی پانی کی سطح سے کچھ نیچے اور ان جھاڑیوں سے
قدرے اونچائی پر تیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ہر طرف
گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا کیونکہ اس رات چاند بھی موجود نہ تھا اس
لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی آنکھوں پر ایسے چشمے
لگائے ہوئے تھے جن سے انہیں گھپ اندھیرے کے باوجود کافی
دور تک ہر چیز واضح نظر آ رہی تھی۔ یہ کریک کافی طویل تھا اور
انہیں دونوں اطراف سے ہر لمحے خطرہ تھا لیکن پورا کریک پار کر
لینے کے باوجود کسی طرف سے کوئی مداخلت نہ ہوئی اور وہ سب بخیر
و عافیت بلیک ہاؤس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ کریک کے
ساتھ ملحقہ اس عمارت کا وسیع برآمدہ تھا جو اس عمارت کے گرد پھیلا
ہوا تھا۔ برآمدے میں ہلکی سی لائٹ جل رہی تھی لیکن وہاں کوئی
آدمی موجود نہ تھا۔ یقیناً ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہاں پر کوئی
غیر متعلقہ آدمی پہنچ سکتا ہے اس لئے انہوں نے یہاں کسی محافظ کی

موجودگی کا سوچا بھی نہ تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی کریک سے
نکل کر اس برآمدے میں داخل ہوئے اور ابھی انہوں نے سروں
سے کنٹوپ اتارے ہی تھے کہ یکلخت چھت سے چٹک چٹک کی
آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے
اس کے ذہن پر اچانک کسی نے گہرے سیاہ رنگ کی چادر ڈال دی
ہو اور اب نجانے کتنے وقت کے بعد اس کے ذہن سے یہ چادر ہٹی
تھی۔ البتہ وہ یہ محسوس کر کے حیران تھا کہ اس کی گردن کے عقبی
حصے میں شدید چبھن سی ہو رہی تھی جیسے کوئی سوئی گردن میں گھونپ
دی گئی ہو۔ اس نے ہال کا جائزہ لیا۔ ہال خالی تھا اور اس کا اکلوتا
دروازہ بند تھا۔ اس نے اپنی ایک ٹانگ سائیڈ پر موڑی کیونکہ راڈز
کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کرسی کے عقب میں موجود بٹن سے
آپریٹ ہونے والے راڈز ہیں اور وہ چونکہ کرسی کی قطار کے سرے
پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے وہ آسانی سے ٹانگ موڑ کر پیر اس بٹن تک
پہنچا سکتا تھا اور پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کی کوشش کے
بعد وہ پیر عقبی بٹن تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا اور پھر ہلکی سی
کٹاک کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے
تو وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سب سے
پہلے ہاتھ گردن کے عقبی حصے پر پھیرا تو وہاں کچھ محسوس کر کے وہ
چونک پڑا۔ اس نے چند لمحوں کی کوشش کے بعد گردن کے عقبی حصے
کے اندر موجود ایک پیپر پن باہر نکال لی۔ پیپر پن خون آلود تھی۔

عمران حیرت سے چند لمحے بیپر پن کو دیکھتا رہا۔ اس بیپر پن کی وہاں موجودگی کا اسے کوئی جواز سمجھ نہ آ رہا تھا۔ پھر اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ سمجھ گیا کہ کسی نامعلوم ہمدرد نے بے ہوشی کی ریز کا سرکٹ توڑنے کے لئے ان کے حرام مغز میں یہ بیپر پن ڈال دی ہے۔ گو اسے یہاں ایسے کسی ہمدرد کی سمجھ نہ آ رہی تھی لیکن بہرحال جس نے بھی یہ کیا تھا اس نے واقعی اس کی اور اس کے ساتھیوں کی زندگی بچا لی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں اس ہمدرد کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے صفدر کی گردن کے عقب میں وہی خون آلود پن اتار دی اور پھر آگے بڑھ کر وہ ہال کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اندر سے دروازہ بند کر دیا تاکہ اچانک کوئی آ نہ جائے۔ پھر وہ ایک طرف موجود دو الماریوں میں سے ایک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی تو اس میں شراب اور پانی کی بوتلوں کے ساتھ ساتھ ایک بڑا سا میڈیکل باکس بھی موجود تھا۔ اس نے باکس کھولا اور اس میں سے نشتر نکال کر وہ واپس مڑا اور پھر اس نے ایک ایک کر کے سب ساتھیوں کی گردن کے عقبی حصے میں نشتر سے کٹ لگا دیئے کیونکہ بیپر پن ایک ہی تھی اور اس سے ظاہر ہے ہوش آنے میں کافی وقت لگ سکتا تھا جبکہ کٹ لگنے سے خون تیزی سے نکلتا تھا اور اس سے ریز سرکٹ فوراً ٹوٹ جاتا تھا۔ اس نے صفدر کی گردن سے بھی وہی پن نکال کر اس کی گردن کے بھی عقبی حصے میں کٹ لگا

دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے تمام ساتھیوں کی کرسیوں کے پایوں میں موجود بٹن پریس کر دیئے۔ صفدر کی گردن سے بیپر پن نکال کر عمران نے پھینک دی تھی۔ اس ساری کارروائی میں اس نے صرف چند منٹ لگائے کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا تھا۔ پھر وہ دوسری الماری کی طرف بڑھا اور یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی کہ دوسری الماری میں ان کا تمام سامان موجود تھا۔ وہ سیاہ رنگ کے بیگز جو سوائے اس کے، جولیا اور صالحہ کے باقی سب کی پشت سے بندھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ضروری اسلحہ جو ان کی جیبوں میں موجود تھا، سب نکال کر الماری میں رکھ دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے سب ساتھی ہوش میں آتے چلے گئے اور جب عمران نے انہیں ہوش میں آنے سے لے کر ان کو ہوش میں لانے تک کی تفصیل بتائی تو وہ سب بھی حیران ہو گئے۔

"یہ کس نے آپ کے بلکہ ہم سب کے ساتھ ہمدردی کی ہو گی"۔ صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران کے کہنے پر سب نے اپنے اپنے بیگ اٹھا کر ایک بار پھر اپنی پشت پر لاد لئے اور عمران سمیت سب نے خصوصی اسلحہ بھی اپنی جیبوں میں ڈال لیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کمرہ ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس

لئے اب تک یہاں کوئی نہیں آیا اور شاید وہ سب ہمیں ابھی تک
بے ہوش اور راڈز میں جکڑا ہوا سمجھ رہے ہیں لیکن یہاں سے باہر
نکلتے ہی اگر ایک بار پھر ہم پر کوئی سائنسی اٹیک ہو گیا تو پھر کیا ہو
گا۔ ضروری تو نہیں کہ ہر بار کوئی اجنبی اور نامعلوم ہمدرد ہماری مدد
کرے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔
"اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس طرف تو ہمارا خیال ہی نہیں گیا تھا"۔
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"میں باہر جاتا ہوں۔ میں کوئی نہ کوئی راستہ نکال لوں گا"۔ تنویر
نے کہا۔
"اگر باہر جاتے ہی تم پر ریز اٹیک ہو گیا تو پھر۔ کیپٹن شکیل
نے بروقت بات کی ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ سوچنا ہو گا"۔
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"عمران صاحب۔ اگر ہم اسی طرح خوفزدہ ہوتے رہے تو پھر
ہم یہ مشن کسی صورت بھی مکمل نہیں کر سکیں گے"...... صالحہ نے کہا۔
"خوفزدہ ہونے کی بات نہیں۔ مسئلہ سوچنے کا ہے۔ ہم اس
وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ ابھی وہ لوگ مطمئن
ہیں کہ ہم یہاں بے بس ہیں لیکن جیسے ہی انہیں ہمارے بارے
میں اطلاع ملی تو وہ ہم پر ٹوٹ پڑیں گے"...... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"پھر تو تنویر کی بات درست ہے کہ ایک آدمی باہر جا کر معلومات

حاصل کرے"...... جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو تنویر
کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔
"عمران صاحب۔ بجائے اس کے کہ ہم باہر جائیں ہم کسی
طرح باہر کے کسی آدمی کو اندر بلا لیں تو اس سے ہمیں باہر کی
صورت حال بخوبی معلوم ہو سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔
"اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اس بلیک ہاؤس سے دوسری
عمارت میں پہنچنا ہے جسے مشین ہاؤس کہا جاتا ہے۔ جب تک وہاں
موجود سائنسی مشینری کو تباہ نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہم یہاں
آزادانہ نقل و حرکت بھی نہ کر سکیں گے"...... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب۔ اس بلیک ہاؤس سے مشین ہاؤس تک پہنچنے
کے لئے لازماً کوئی زیر زمین راستہ ہو گا جس کے ذریعے یہ لوگ
آسانی سے آتے جاتے رہتے ہوں گے"...... اس بار صدیقی نے
کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک چھت سے
کلک کی آواز کے ساتھ ہی تیز لائٹ جل اٹھی اور پھر چند لمحوں بعد
ہی چٹک کی آواز کے ساتھ ہی بجھ گئی۔
"ہمیں چیک کر لیا گیا ہے۔ اب ہم پر لامحالہ بے ہوش کر
دینے والی گیس فائر کی جائے گی۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا
ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ
کھولا اور باہر موجود راہداری میں آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی بجلی کی

سی تیزی سے باہر آ گئے اور پھر جس قدر تیزی سے باہر نکلے تھے اتنی ہی تیزی سے آگے کی طرف بڑھنے لگے لیکن تھوڑا آگے جا کر راہداری جیسے ہی مڑنے لگی انہیں دوسری طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو نہ صرف عمران خود رک گیا بلکہ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں روک لیا اور وہ سب نہ صرف رک گئے بلکہ عمران کی طرح دیوار کے ساتھ لگ گئے۔
دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں مسلسل ان کی طرف بڑھ رہی تھیں اور پھر اس سے پہلے کہ دوڑ کر آنے والے موڑ کاٹ کر ان کے سامنے آتے اچانک ایک گیند سی اڑتی ہوئی کافی دور فرش پر گر کر ایک دھماکے سے پھٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے یکلخت کسی نے توانائی سلب کر لی ہو اور وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی مانند نیچے فرش پر گرتا چلا گیا اور گرتے ہوئے اس نے اپنے عقب میں موجود اپنے تمام ساتھیوں کو بھی اسی انداز میں نیچے گرتے دیکھا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اب یکلخت رک گئی تھیں۔ عمران کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ ذہن کام کر رہا تھا لیکن اس کا جسم مکمل طور پر بے حس و حرکت تھا۔ اسی لمحے اس نے مخصوص یونیفارم میں ملبوس کئی آدمیوں کو دوڑ کر آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر اس کا کوئی بٹن پریس کر دیا۔

"سوناگو بول رہا ہوں باس"...... اس نے ڈبے کو منہ کے قریب لے جا کر کہا۔
"کیا رزلٹ نکلا ہے"...... ایک سخت سی آواز سنائی دی۔
"یہ لوگ مکمل طور پر بے حس پڑے ہوئے ہیں باس"۔ سوناگو نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ انہیں اٹھا کر واپس بلیک روم میں لے جاؤ اور کرسیوں پر ڈال کر راڈز میں جکڑ دو اور تم خود اپنے ساتھیوں سمیت وہیں رہو۔ میں چیف کالوگ سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"یس باس"...... سوناگو نے کہا اور باکس پر موجود بٹن پریس کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے پیچھے چار آدمی موجود تھے۔
"یہ دس افراد ہیں اس لئے ہمیں دو تین چکر لگانے ہوں گے۔ چلو انہیں اٹھا کر بلیک روم میں لے چلو"...... سوناگو نے کہا اور پھر واقعی تین چکروں میں انہیں راہداری سے اٹھا کر واپس اس بڑے کمرے میں پہنچا دیا گیا اور اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ عمران اس بار بھی پہلی کرسی پر ہی جکڑا گیا تھا یا شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ عمران اپنے ساتھیوں میں سب سے آگے تھا اس لئے اسے پہلے اٹھا کر ہال میں لایا گیا اس لئے اسے پہلی کرسی پر ہی ڈال دیا گیا تھا۔ سوناگو اور اس کے ساتھی اب ان کے سامنے

رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو سوٹاگو نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہی چھوٹا سا باکس نکال کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"سوٹاگو بول رہا ہوں باس"...... سوٹاگو نے کہا۔

"چیف اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ اپنے بیڈ روم میں ہے اس لئے اس سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ تم البتہ اپنے ساتھیوں سمیت بلیک روم میں ہی رہو گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس"...... سوٹاگو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بٹن دوبارہ پریس کر کے اس نے ڈبے کو واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اب صبح تک ہمیں یہاں ڈیوٹی دینا پڑے گی"...... سوٹاگو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے بے حد کوفت ہو رہی ہو۔

"باس۔ یہ لوگ تو بے ہوش تھے اور راڈز میں جکڑے ہوئے تھے پھر یہ ہوش میں کیسے آ گئے اور ان راڈز سے کیسے آزاد ہو گئے"...... ایک آدمی نے سوٹاگو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہی بات تو کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ یہ تو بس اچانک مشینری انچارج نے ہال کی پوزیشن چیک کرنے کے لئے لائٹ کھولی تو یہ لوگ ہوش میں اور آزاد نظر آئے"...... سوٹاگو نے جواب دیا۔

"باس۔ کیوں نہ ان سے پوچھ لیا جائے۔ یہ ہے تو ناممکن بات کیونکہ ان ریز سے بے ہوش ہونے والا دس بارہ گھنٹوں سے پہلے

کسی صورت بھی ہوش میں نہیں آ سکتا اس لئے تو چیف کاوف نے بھی گرانڈ ماسٹر سے پوچھنے کے لئے صبح تک ایکشن ملتوی کر دیا تھا"۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے موشے۔ انہیں اس حد تک ٹھیک کیا جا سکتا ہے کہ یہ باتیں کر سکیں۔ اس طرح وقت بھی گزر جائے گا"...... سوٹاگو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو میں سپرے کر دوں ان پر"...... موشے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن صرف گردن تک اس سے نیچے نہیں"...... سوٹاگو نے کہا تو موشے اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جیب سے ایک بڑے سائز کی بوتل نکالی اور پھر اس کا ڈھکن ہٹا کر وہ آگے بڑھا اور اس نے عمران کے چہرے اور گردن پر اس طرح سپرے کر دیا جیسے پرفیوم سپرے کیا جاتا ہے۔ عمران کو تیز ٹھنڈک کا احساس ہوا جبکہ موشے آگے بڑھ گیا تھا اور پھر اس نے باری باری سب پر اس طرح سپرے کر دیا اور بوتل کا ڈھکن بند کر کے اسے واپس جیب میں ڈال کر واپس آ کر سوٹاگو کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران کو چند لمحوں بعد ہی محسوس ہو گیا کہ اس کا سر گردن تک حرکت میں آ گیا ہے اور منہ کے اندر موجود اس کی زبان بھی جو پہلے بے حس و حرکت تھی اب آہستہ آہستہ حرکت میں آتی جا رہی تھی۔

"یہ کون سی ریز ہیں جن سے تم نے ہمیں بے حس کیا ہے"۔ اچانک عمران نے کہا تو سوٹا گو، موشے اور اس کے باقی ساتھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"تم اس گروپ کے لیڈر ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... سوٹا گو نے کہا۔

"میرا نام مائیکل ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ یہ کون سی ریز ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم۔ مشینری ہاؤس کے انچارج شاگوم کو معلوم ہو گا۔ لیکن تم بتاؤ کہ تم سب تو بے ہوش تھے پھر کیسے ہوش میں آ گئے اور کیسے ان راڈز سے تم نے چھٹکارہ حاصل کیا"...... سوٹا گو فوراً ہی اپنے مطلب کی بات پر آ گیا۔

"مجھے شدید پیاس لگ رہی ہے۔ کیا تم انسانی ہمدردی کے تحت مجھے ایک بوتل پانی پلوا دو گے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا فرمائش کرتے ہوئے کہا۔

"ایک شرط پر پانی مل سکتا ہے کہ تم سچ سچ بتا دو کہ تم کیسے ہوش میں آئے اور تم نے راڈز سے چھٹکارہ کیسے حاصل کر لیا"...... سوٹا گو نے کہا۔

"تم مجھے پانی پلا دو۔ میرا وعدہ کہ میں سب کچھ پوری تفصیل سے بتا دوں گا۔ پیاس کی وجہ سے میرا دل ڈوب رہا ہے"۔ عمران نے قدرے تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"موشے۔ اسے پانی پلا دو"...... سوٹا گو نے ساتھ بیٹھے ہوئے موشے سے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... موشے نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں شراب اور پانی کی بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے پانی کی ایک بوتل اٹھائی اور واپس مڑ کر وہ عمران کے قریب آ کر رک گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ عمران کے منہ سے لگا دیا۔ عمران واقعی اس طرح پانی پیتا چلا گیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے اور اس وقت تک اس نے بوتل سے منہ نہیں ہٹایا جب تک بوتل میں موجود پانی کا آخری قطرہ بھی اس کے حلق میں نہ اتر گیا۔ جب بوتل خالی ہو گئی تو موشے نے بوتل ہٹائی اور اسے ایک طرف رکھی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں اچھال دیا اور خود واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ"...... سوٹا گو نے پوچھا۔

"مجھے جب ہوش آیا تو میری گردن کے عقبی طرف مجھے چبھن کا احساس ہوا اور میرے راڈز بھی کھلے ہوئے تھے۔ میں نے جب ہاتھ لگا کر اپنی گردن کو چیک کیا تو وہاں ایک پیپر پن میری گردن کے اندر اتار دی گئی تھی اور جس کسی نے بھی ایسا کیا تھا اس نے واقعی ہمارے ساتھ ہمدردی کی تھی۔ اس پیپر پن کی مسلسل چبھن کی وجہ سے بے ہوشی کا سرکٹ ختم ہو گیا اور میں ہوش میں آ گیا۔ پھر اسی ترکیب سے میں نے اپنے ساتھیوں کو بھی ہوش دلا دیا اور ان

کے راز بھی کھول دیئے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ہمارا یہ ہمدرد کون ہے۔ میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے آہستہ آہستہ بات کرتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اس قدر زیادہ پڑ معدے میں جانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ اس کے جسم میں موجود بے حسی ختم ہو جائے گی اس لئے وقت حاصل کرنے کے لئے وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا۔

"موشے۔ تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہاری دوست لڑکی لوگی ان کو دیکھنا چاہتی ہے۔ کہیں اس نے تو یہ کام نہیں کیا"...... سوٹا گو نے ساتھ بیٹھے ہوئے موشے کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ کیوں کرے گی ایسا۔ اس کا کیا تعلق ہے ان سے کہ وہ ان سے ہمدردی کرتی اور پھر میں اس کے ساتھ اندر آیا تھا۔ وہ صرف دروازے کے قریب رک کر انہیں دیکھتی رہی پھر میرے ساتھ ہی یہاں سے باہر چلی گئی تھی"...... موشے نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ سوٹا گو سے کچھ چھپایا جا رہا ہے۔ گو اس کی بات درست تھی کہ ان کا کوئی تعلق یہاں موجود لوگی نام کی کسی لڑکی سے نہ تھا لیکن بہرحال موشے کچھ نہ کچھ چھپا ضرور رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ لوگی ہماری خفیہ ہمدرد ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا تم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور پھر وہ ت

ہیڈکوارٹر میں رہتی ہے۔ یہاں تو وہ صرف موشے سے ملنے آتی ہے کیونکہ موشے اس کا دوست ہے"...... سوٹا گو نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے یہاں بلوا سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس وقت رات ہے اور راستہ کلوز ہے"...... سوٹا گو نے جواب دیا۔

"تم نے ہمیں باقاعدہ گیس سے بے ہوش کیا ہے جبکہ یہاں راہداری میں ہمیں لائٹ کے ذریعے چیک کیا گیا ہے لیکن پہلے ہم جیسے ہی بلیک ہاؤس کے برآمدے میں پہنچے تھے چھت سے ہم پر ریز ڈال کر ہمیں بے ہوش کیا گیا تھا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا بلیک ہاؤس کے اندر ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے جیسا برآمدے میں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اندر کسی غیر متعلق آدمی کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں سب اپنے ہی لوگ ہیں۔ برآمدے میں بھی حفظ ماتقدم کے طور پر آپریٹس لگایا گیا ہے۔ البتہ یہاں بلیک روم میں چیکنگ سسٹم موجود ہے"...... سوٹا گو نے جواب دیا۔

"تم لوگوں نے بلیک وے کیسے کراس کیا ہے۔ وہاں سے تو کوئی یہاں تک زندہ پہنچ ہی نہیں سکتا"...... اچانک موشے نے پوچھا۔

"یہ بات ہمیں خود بھی معلوم نہیں ہے"...... عمران نے منہ

بتاتے ہوئے جواب دیا۔ اسے اب پوری طرح احساس ہو گیا تھا کہ پانی نے اپنے اثرات دکھا دیئے ہیں اور اس کا پورا جسم اب مکمل طور پر حرکت کر سکتا تھا لیکن یہ لوگ سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور راڈز کی وجہ سے وہ بے بس تھا۔ اگر وہ ٹانگ کو حرکت دیتا تو لامحالہ وہ چونک پڑتے کہ اس کی ٹانگ کیسے حرکت میں آ گئی ہے اور یہ بات بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف تھی اس لئے وہ خاموش بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کسی طرح اس سچویشن کو کور کرے کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا۔

''کیا تم ایک کام کر سکتے ہو''...... اچانک عمران نے سوٹاگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ کیا''...... سوٹاگو نے چونک کر پوچھا۔

''ہمارے جسم تو مکمل طور پر بے حس ہیں اس لئے ان راڈز کے ہونے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر تم یہ راڈز ہٹا دو تو میں تمہیں وہ ترکیب بتا دوں گا جس کے ذریعے ہم نے بخیر و عافیت بلیک وے کو کراس کیا ہے اور یقین کرو جب تم یہ ترکیب اپنے باس کو بتاؤ گے تو وہ بھی حیران رہ جائے گا اور ہم نے تو بہرحال ہلاک ہو جانا ہے کیونکہ ہم تو پکڑے جا چکے ہیں لیکن تم وہاں ایسا انتظام کر سکتے ہو کہ آئندہ اس طرح کوئی بلیک وے کراس نہ کر سکے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا تم واقعی بتا دو گے''...... سوٹاگو نے کہا۔ وہ واقعی بے حد

سادہ آدمی تھا۔

''ہاں۔ میں نے پہلے بھی وعدے کے مطابق بتا دیا تھا۔ اب بھی میرا وعدہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تم یہ راڈز کیوں اوپن کرانا چاہتے ہو۔ تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا''...... سوٹاگو کے بولنے سے پہلے موشے نے پوچھ لیا۔

''ہم تو بے حس و حرکت ہیں لیکن راڈز دیکھ کر ہمیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ تم ہم سے اس حالت میں بھی خوفزدہ ہو اور میں نہیں چاہتا کہ سوٹاگو جیسا دلیر آدمی اس طرح خوف کا مظاہرہ کرے''۔ عمران نے سوٹاگو کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''موشے۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے راڈز ہٹا دو۔ یہ واقعی ہماری حماقت ہے کہ بے حس و حرکت لوگوں کو ہم نے راڈز میں جکڑ رکھا ہے''...... عمران کی توقع کے عین مطابق سوٹاگو نے کہا تو موشے سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے نہ صرف عمران کے عقب میں آ کر اس کے راڈز ہٹا دیئے بلکہ ایک ایک کر کے اس نے عمران کے تمام ساتھیوں کے راڈز بھی ہٹا دیئے جبکہ عمران راڈز ہٹنے کے باوجود ویسے ہی بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کی تیز نظریں عقبی طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ان تین افراد پر جمی ہوئی تھیں جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے تمام ساتھی واقعی بے حس و حرکت ہیں اس لئے اگر اس سے معمولی سی غفلت بھی ہو گئی تو مشین گن کا ایک برسٹ اس کے

تمام ساتھیوں کو نگل جائے گا اور اس کے ساتھی حرکت بھی نہ کر سکیں
گے اور پھر جب تک موشے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتا عمران کے
ذہن میں ایک لائحہ عمل آ گیا تھا۔

"ارے۔ یہ کیا"...... عمران نے یکلخت چیخ کر کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ اس طرح کرسی سے اٹھ کر ان تینوں کی طرف بھاگ
پڑا جیسے کوئی عجیب بات وقوع پذیر ہو گئی ہو۔ اس کی رفتار اس قدر
تیز تھی کہ پلک جھپکنے میں وہ ان تینوں کے پاس پہنچ گیا جبکہ اس کا
انداز اس قدر فطری تھا کہ سوناگو اور موشے دونوں صرف گردنیں
موڑ کر دیکھ رہے تھے ان کے ذہنوں میں یہ بات نہ آئی تھی کہ بے
حس و حرکت آدمی آخر کیسے اٹھ کر بھاگ پڑا تھا اور عمران کو ایسا
اس لئے کرنا پڑا تھا کہ ان کے بے حس و حرکت ہونے کے بعد ان
کی جیبوں سے تمام اسلحہ نکال لیا گیا تھا اور اس کے ساتھیوں کی
پشت پر موجود تھیلے بھی اتار کر ان سب کو واپس الماری میں رکھ دیا
گیا تھا اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ اس کی جیبیں خالی ہیں اور اس
لئے اسے ایک مشین گن ان سے حاصل کرنا ضروری تھا۔ دیوار کے
ساتھ کھڑے تینوں مشین گن بردار بھی حیرت سے بت بنے کھڑے
تھے۔ دوسرے لمحے عمران نہ صرف ایک آدمی سے مشین گن جھپٹ
چکا تھا بلکہ اس نے پوری قوت سے دوسرے ہاتھ سے اسے دھکا
بھی دیا تھا۔ وہ سب چیختے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکرا کر اس
طرح نیچے گرے جیسے ایک دوسرے کے سہارے کھڑی اینٹیں ایک

کو دھکا دینے سے گر پڑتی ہیں۔ یہ سب کچھ واقعی پلک جھپکنے میں
ہی وقوع پذیر ہو گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا مشین گن
کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔
ایک ہی برسٹ میں نہ صرف زمین پر گرنے والے مسلح افراد چھلنی
ہو گئے تھے بلکہ اٹھتے ہوئے سوناگو اور موشے میں سے موشے چیختا
ہوا پلٹ کر کرسی سمیت نیچے جا گرا جبکہ سوناگو نے اپنے آپ کو
بچانے کے لئے غوطہ لگانے کی کوشش کی لیکن عمران کا بازو گھوما اور
ناگو سر پر مشین گن کی نال کی چوٹ کھا کر نیچے فرش پر جا گرا اور
اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے اچھل کر اس کی کنپٹی پر بھرپور
نداز میں لات ماری اور نیچے گر کر پلٹ کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا
ناگو ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر
اکت ہو گیا۔ اب کمرے میں سوائے سوناگو کے باقی سب افراد
ی لاشیں پڑی نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے یکلخت مشین گن کی نال
ا رخ چھت کی طرف کیا اور ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں
ے کمرہ گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی چھت سے اس بلب کے
ے نیچے آ گرے جس کے جلنے سے اس کمرے کو پہلے چیک کیا
ا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے مڑا اور اس نے سب
ے پہلے دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر مڑ کر اس نے فرش
ے ہوش پڑے ہوئے سوناگو کو اٹھا کر اس کرسی پر ڈالا جس پر
مے پہلے وہ خود موجود تھا اور پھر اس نے کرسی کے عقب میں جا

کر اس کے بٹن پر پیر مار کر راڈز سے سوناگو کو جکڑ دیا اور پھر وہ بھاگتا ہوا الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے پانی کی دو بوتلیں اٹھائیں اور ان کے ڈھکن کھول کر اس نے ایک بوتل اپنے ساتھ موجود صفدر کے منہ سے لگا دی اور دوسری اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کے۔

"پوری بوتل پی جاؤ۔ ابھی تمہارے جسم ٹھیک ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا اور جب دونوں بوتلوں کا پانی صفدر اور تنویر کے حلق سے نیچے اتر گیا تو اس نے دونوں خالی بوتلیں ایک طرف پھینک دیں اور مڑ کر اس نے کرسی پر جکڑے ہوئے بے ہوش سوناگو کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ میں سوناگو چیختا ہوا ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کیسے حرکت میں آ گئے۔ تم تو حرکت میں آ ہی نہیں سکتے تھے"...... سوناگو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ہمارے چہروں اور گردن پر سپرے کر کے مجھے بتا[یا تھا] کہ ہمیں بے حس کرنے کے لئے کون سی ریز استعمال کی گئی ہے [اور] خاصی مقدار میں پانی کا پینا بھی اس کا ایک توڑ ہے۔ ابھی بہر[حال]

نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوناگو کا چہرہ حیرت کی شدت سے واقعی بگڑ سا گیا۔

"تم۔ تم نے سب کو ہلاک کر دیا۔ تم کیا چاہتے ہو"...... سوناگو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بلیک ہاؤس کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دو کہ یہاں اور کتنے افراد موجود ہیں اور یہ بھی بتا دو کہ یہاں سے مشینری ہاؤس تک جانے کا زیر زمین راستہ کون سا ہے اگر تم یہ سب کچھ درست بتا دو تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں زندہ رکھا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں اپنے ساتھیوں کا انجام دیکھ لو وہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور لاشیں زندگی سے لطف حاصل نہیں کر سکتیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے صفدر اور تنویر ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے اور پھر عمران کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ دونوں الماری کی طرف دوڑ پڑے تاکہ وہاں سے پانی کی بوتلیں اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو پلا کر انہیں بھی حرکت میں لا سکیں کیونکہ انہیں بھی معلوم تھا کہ یہاں گزرنے والا ہر لمحہ بے حس افراد کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن عمران نے انہیں بتایا کہ وہ موشے کی جیب سے سپرے نکال کر باقی ساتھیوں پر سپرے کر دیں تاکہ وہ فوری حرکت میں آ سکیں۔

"تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے لیکن چیف کالوگ مجھے زندہ نہ چھوڑے گا

''کالوگ خود زندہ رہے گا تو تمہیں کچھ کہے گا۔ میرا وعدہ کہ ہم واپسی میں تمہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا تم واقعی وعدہ کرتے ہو''...... سوناگو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین ہو کہ عمران اپنا وعدہ پورا نہیں کرے گا۔

''میں بار بار اپنی بات دوہرایا نہیں کرتا''...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تو سوناگو نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔

مشنری ہاؤس کا انچارج شاگوم اپنے بیڈ روم میں بستر پر گہری نیند سو رہا تھا۔ سائیڈ ٹیبل پر ایک نہیں بلکہ شراب کی تین خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں۔ شاگوم کی عادت تھی کہ وہ رات کو سونے سے پہلے بے تحاشہ شراب پیتا تھا اور پھر بے ہوش ہو کر سو جایا کرتا تھا۔ اس کی یہ عادت اس قدر پختہ ہو چکی تھی کہ اگر وہ شراب نہ پیتا یا کم پیتا تو پھر ساری رات اس کی پلک نہ جھپکتی تھی۔ اس وقت بھی وہ بے ہوشی کے عالم میں سویا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے ایک ڈبے میں سے تیز گھنٹی کی آواز نکلنے لگی۔ گو یہ آواز اس قدر اونچی تھی کہ پورا کمرہ اس آواز سے گونج رہا تھا لیکن شاگوم اس طرح سویا ہوا تھا جیسے وہ کانوں سے بہرہ ہو۔ کچھ دیر تک گھنٹی کی آواز گونجتی رہی پھر یکلخت آواز بند ہو گئی لیکن دوسرے لمحے شاگوم کے جسم کو اس طرح زور دار جھٹکا لگا جیسے اچانک اس کا ہاتھ ہزاروں وولٹیج کی

اوپن تار سے چھو گیا ہو۔ پھر یہ جھٹکے بڑھتے چلے گئے اور دو یا تین جھٹکوں کے بعد شاگوم کے جسم میں یکلخت حرکت سی ہوئی اور پھر ایک اور زور دار جھٹکا لگنے سے وہ اچھل کر اٹھ بیٹھا۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھا کر اس ڈبے کی سائیڈ میں موجود بٹن پریس کر دیا تو ڈبے سے نکلنے والی نظر نہ آنے والی ریز نکلنی بند ہو گئیں۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اتنی بات وہ سمجھتا تھا کہ اس ڈبے کو اس وقت استعمال میں لایا جاتا ہے جب ٹاپ ایمرجنسی ہو لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ ٹاپ ایمرجنسی کیا ہو سکتی ہے۔ اس نے بیڈ سے اتر کر تیزی سے دروازے کے قریب میز پر موجود فون کی طرف ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"ساٹھک بول رہا ہوں"..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے تم پر کہ تم نے مجھ پر شاکنگ ریز استعمال کر ڈالی ہیں"..... شاگوم نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ بلیک ہاؤس پر دشمن ایجنٹوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ چیف کالوگ سمیت وہاں کے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے ساٹھک نے جواب دیا تو شاگوم کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔ اس کا چہرہ اس بری طرح سے بگڑ گیا جیسے وہ انسانی چہرہ ہی نہ ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو۔ کون دشمن ایجنٹ اور وہ

کہاں سے اور کیسے بلیک ہاؤس میں پہنچ گئے"..... شاگوم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں مشین روم میں آ جائیں اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگوم نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین مشین ہال میں داخل ہوا۔ یہ ہال بے حد وسیع و عریض تھا اور اس پورے ہال میں دیواروں کے ساتھ اور درمیان میں مشینیں موجود تھیں جو سب چل رہی تھیں۔ اوپر دیواروں پر بڑی بڑی سکرینیں نصب تھیں جن پر چاؤ جنگل کے مختلف سپاٹ نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر مشینیں آٹومیٹک تھیں لیکن چند مشینیں ایسی تھیں جن کے سامنے ستولوں پر آدمی بیٹھے ہوئے انہیں آپریٹ بھی کر رہے تھے اور مانیٹر بھی۔ ایک طرف کونے میں شیشے کا دروازہ تھا۔ یہ مین کنٹرول روم تھا جسے ایم سی آر کہا جاتا تھا۔ یہاں سے تمام مشینوں کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔ شاگوم تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اسی طرف بڑھ گیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو یہاں دو بڑی بڑی مشینیں دیواروں کے ساتھ نصب تھیں جن کے سامنے ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی۔ میز پر مستطیل شکل کی ایک کافی بڑی مشین رکھی ہوئی تھی جبکہ میز کی دوسری طرف کرسیاں موجود تھیں اور ان میں سے ایک پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ساٹھک تھا مشین روم کنٹرولر۔ شاگوم جیسے ہی ایم سی آر میں داخل

ہوا سائنگ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے"..... شاگوم نے اندر داخل ہوتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سامنے دیکھئے چیف"..... سائنگ نے ایک مشین پر موجود سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور شاگوم کی نظریں جیسے ہی اس سکرین پر پڑیں اس کے چہرے پر تیزی سے انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔ یہ ایک بڑے ہال نما کمرے کا منظر تھا جہاں آٹھ لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے ایک لاش بلیک ہاؤس کے چیف کالوگ کی تھی جو صاف پہچانی جا رہی تھی۔

"یہ۔ یہ تو کالوگ اور اس کے ساتھی ہیں۔ یہ سب کیا ہوا ہے"۔ شاگوم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سائنگ نے سامنے موجود مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر منظر تبدیل ہو گیا۔ اب ایک اور کمرے کا منظر سکرین پر ابھر آیا جس میں دو عورتیں اور آٹھ مرد موجود تھے۔ وہ ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف تھے لیکن ان کی آوازیں سنائی نہ دے رہی تھیں۔

"یہ کون ہیں اور کیا بول رہے ہیں"..... شاگوم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میں نے چیف کالوگ کے ایک اسسٹنٹ سے ایک مشین کے سلسلے میں بات کرنے کے لئے رابطہ مشین آن کی تو میں نے تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنیں۔ میں بہت حیران

ہوا اور میں نے فوراً سرچ مشین آن کر دی۔ تب سکرین پر کالوگ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں نظر آنی شروع ہو گئیں۔ بلیک ہاؤس میں دو اجنبی عورتیں اور آٹھ مرد بھی نظر آ رہے تھے۔ پھر اچانک ایک منظر دیکھ کر میں چونک پڑا۔ وہ دو عورتیں اور آٹھ مرد بلیک ہاؤس سے مشین ہاؤس میں داخل ہونے کے لئے سپیشل کوریڈور میں داخل ہو چکے تھے لیکن وہ ابھی تک سیکنڈ فیز کے قریب نہ پہنچے تھے۔ میں نے فوری طور پر سیکنڈ فیز کلوز کر دیا اور انہیں رکنا پڑا اور پھر یہ لوگ واپس اسی کمرے میں آ گئے ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں نے آپ کو سپیشل کاشنز کی مدد سے جگانا ضروری سمجھا تاکہ آپ سے اس سلسلے میں ہدایات لی جا سکیں"..... سائنگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ہیں کون اور یہ بلیک ہاؤس تک پہنچ کیسے گئے اور پھر انہوں نے وہاں اس طرح کی کارروائی کیسے کر لی"..... شاگوم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ کالوگ کا اسسٹنٹ سوٹاگو ایک کمرے میں راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ اسے اسی حالت میں گولیاں ماری گئی ہیں۔ اس کمرے میں ویو ایکس ویو مشین موجود ہے۔ میں نے اسے چیک کیا تو پتہ چلا کہ ان لوگوں کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہ کسی پراسرار طریقے سے بلیک وے سے صحیح سلامت بلیک ہاؤس میں داخل ہو گئے اور پھر انہیں وہاں بے ہوش کر کے راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ لیکن

یہ پھر پراسرار انداز میں نہ صرف ہوش میں آ گئے بلکہ انہوں نے راڈز بھی کھول لئے لیکن انہیں ایک بار پھر سپیشل ریز ڈیک کے ذریعے بے حس و حرکت کر کے دوبارہ راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ چونکہ بلیک ہاؤس کا چیف اور ڈپٹی چیف دونوں ہیڈ روم میں تھے اس لئے سوناکو اور اس کے پانچ آدمی وہیں ہال میں بیٹھ کر ان کی نگرانی کرنے لگے لیکن پھر بے حس آدمیوں میں سے ایک آدمی اچانک حرکت میں آیا اور پھر سوائے سوناکو کے باقی سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ سوناکو کو بے ہوش کر کے راڈز میں جکڑ دیا گیا اور پھر اسے ہوش میں لا کر اس سے انہوں نے بلیک ہاؤس سے مشین ہاؤس پہنچنے کا سپیشل وے معلوم کر کے اسے بھی ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے وہاں فل آپریشن کیا اور پورے بلیک ہاؤس میں موجود ہر آدمی کو چیف کالوگ سمیت ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ لوگ سپیشل وے سے مشین ہاؤس میں آ رہے تھے کہ میں نے سیکنڈ فیز کلوز کر کے انہیں روک دیا ہے''...... سائمن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ان کا مقصد کیا ہے''...... شاگوم نے پوچھا۔

''یہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک ایشیائی آدمی سر سلطان کو رہا کرانا چاہتے ہیں''...... سائمن نے جواب دیا تو شاگوم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

رہنے کا کہا تھا لیکن مجھے یہ تصور بھی نہ تھا کہ یہ لوگ جنگل کی طرف سے اندر داخل ہونے کی بجائے بلیک وے کے ذریعے اس انداز میں اندر داخل ہوں گے''...... شاگوم نے تیز لہجے میں کہا۔

''اب کیا کرنا ہے چیف''...... سائمن نے پوچھا۔

''کیا کرنا ہے۔ یہ تم نے انتہائی احمقانہ سوال کیا ہے۔ انہیں فوری طور پر ہلاک کرنا ہے اور کیا کرنا ہے''...... شاگوم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''لیکن ہم یہاں سے انہیں ہلاک نہیں کر سکتے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم سیکنڈ فیز اوپن کر کے اپنے مسلح آدمی بلیک ہاؤس میں بھیجیں جو انہیں ہلاک کر دیں۔ دوسری صورت یہ کہ سیکنڈ فیز اوپن کر کے انہیں مشین ہاؤس میں داخل ہونے دیں اور پھر یہاں انہیں ہلاک کر دیں''...... سائمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ ہمارے آدمی فیلڈ کے لوگ نہیں ہیں بلکہ ٹیکنیکل آدمی ہیں اس لئے اس صورت حال کا ایک ہی حل ہے کہ انہیں یہاں آنے دو اور پھر جیسے ہی وہ سیکنڈ فیز سے اندر داخل ہوں تم ان پر ہلاک کر دینے والی ریز فائر کر دینا''۔ شاگوم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بے حد سمجھ دار آدمی تھا اس لئے اس نے درست فیصلہ کیا تھا۔

تو سوچا ہی نہیں جا سکتا کہ یہاں تک کوئی دشمن بھی پہنچ سکتا ہے۔ البتہ بے ہوش کر دینے والی ریز موجود ہیں"..... ساٹک نے جواب دیا۔

"ایک ہی بات ہے۔ بے ہوش ہو جانے کے بعد انہیں ہلاک کرنا تو مکھی مارنے سے بھی زیادہ آسان ہو جائے گا"..... شاگوم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کا حکم۔ میں سیکنڈ فیز کھول دیتا ہوں"۔ ساٹک نے کہا۔

"لیکن خیال رکھنا۔ انہیں اندر داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو جانا چاہئے ورنہ وہ لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں"..... شاگوم نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ وہ سیکنڈ فیز میں داخل ہونے کے بعد صرف دس بارہ قدم ہی اٹھا سکیں گے۔ اس کے بعد ساچوگ ریز سے ان کا دم گھٹ جائے گا اور یہ فوراً بے ہوش ہو جائیں گے"۔ ساٹک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو شروع کرو کام"..... شاگوم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ساٹک نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور سکرین پر سیکنڈ فیز اوپن ہوتا دکھائی دینے لگا۔

"اب انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ سیکنڈ فیز اوپن ہو چکا ہے"۔ شاگوم نے کہا۔

"اس کے اوپن ہونے کی مخصوص آواز انہیں کھینچ لائے گی"۔

ساٹک نے جواب دیا تو شاگوم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ارے ہاں۔ تم نے تھرڈ فیز آف کیا ہے یا نہیں"..... یکلخت شاگوم نے چونک کر ساٹک سے پوچھا۔

"تھرڈ فیز کیوں چیف"..... ساٹک نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ جب تک یہ لوگ ہلاک نہ ہو جائیں تب تک تھرڈ فیز کو مکمل آف رہنا چاہئے"..... شاگوم نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن چیف۔ پھر یہ ہیڈکوارٹر سے ہی اوپن ہو سکے گا۔ ہم اسے یہاں سے کسی بھی صورت اوپن نہ کر سکیں گے"..... ساٹک نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم بے فکر رہو۔ ان کی ہلاکت کے بعد میں گرانڈ ماسٹر سے رابطہ کر کے جب ان کی موت کی اطلاع دوں گا تو پھر وہ خود ہی تھرڈ فیز کو کھول دیں گے"..... شاگوم نے کہا تو ساٹک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے۔ میں ابھی اسے کلوز کر دیتا ہوں"..... ساٹک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔

"تھرڈ فیز کلوز ہو گیا ہے چیف"..... ساٹک نے تھوڑی دیر بعد ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اب ان ایجنٹوں کو چیک کرو"..... شاگوم نے کہا تو ساٹک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے مشین کے

یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک کوریڈور نظر آنے لگ گیا جس کے اختتام پر ایک کھلا ہوا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ یہ سیکنڈ فیز کا آغاز تھا۔

"ان ایجنٹوں کو چیک کرو کہ وہ کیا کر رہے ہیں"..... شاگوم نے کہا۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ اسی لمحے دروازے سے مسلح افراد اندر آتے دکھائی دیئے۔ سب سے آگے ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس کے پیچھے دو عورتیں تھیں جو خالی ہاتھ تھیں اور ان عورتوں کے پیچھے سات لمبے تڑنگے آدمی تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ سب بے حد چوکنا اور ہوشیار نظر آ رہے تھے۔

"یہی ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ"..... شاگوم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیس چیف"..... سائنگ نے جواب دیا۔

"اب یہ بے ہوش کب ہوں گے"..... شاگوم نے پوچھا۔

"ابھی چیف"..... سائنگ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر سرخ رنگ کی تیز چمک دکھائی دی اور اس کے ساتھ ہی شاگوم نے کوریڈور میں موجود دو عورتوں اور آٹھ مردوں کو لڑکھڑا کر

لئے تڑپے اور پھر ساکت ہو گئے۔

"گڈ سائنگ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"... شاگوم نے بے اختیار سائنگ کا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا تو سائنگ کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اب اس کوریڈور کا راستہ کھولو تاکہ میں خود جا کر اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کر سکوں"..... شاگوم نے کہا۔

"لیس چیف۔ لیکن مجھے ساتھ جانا ہو گا"..... سائنگ نے کہا تو شاگوم چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا مطلب"..... شاگوم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جب تک یہاں مشین آف نہیں ہو گی دروازہ نہیں کھل سکے گا اور مشین آف ہونے کے بعد دروازے کو مخصوص تکنیک سے ہی کھولا جا سکتا ہے اور وہ تکنیک مجھے ہی معلوم ہے"... سائنگ نے جواب دیا۔

"یہ چکر کیوں رکھا گیا ہے"..... شاگوم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تاکہ ہر قسم کا خطرہ ختم ہو سکے"..... سائنگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"..... شاگوم نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو سائنگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین کو آف کرنا شروع کر

ڈگر سے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس" ۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ارشو۔ میں چیف کے ساتھ آؤٹ ڈور کھول کر کوریڈور میں بے ہوش پڑے ہوئے ایجنٹوں کو ہلاک کرنے جا رہا ہوں۔ تم نے اس دوران ہر طرف کا خیال رکھنا ہے" سائنگ نے کہا۔

"یس باس" دوسری طرف سے کہا گیا تو سائنگ نے رسیور رکھ دیا۔

"چلیں چیف"..... سائنگ نے رسیور رکھ کر شاگوم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم وہاں پہنچو اور دروازہ کھولو۔ میں اس دوران مشین پسٹل لے آؤں" شاگوم نے اٹھتے ہوئے کہا اور سائنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا تو شاگوم تیز تیز قدم اٹھا کر اس کمرے سے نکل کر ہال سے ہوتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ خوش تھا کہ جب وہ گرانڈ ماسٹر کو اپنے اس کارنامے کے بارے میں بتائے گا تو گرانڈ ماسٹر یقیناً اس کو خصوصی انعام و اکرام سے نوازے گا۔ اس نے آفس میں پہنچ کر الماری کھول کر اس میں رکھا ہوا اپنا خصوصی مشین پسٹل اٹھایا۔ اس کا میگزین چیک کر کے اسے جیب میں ڈالا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ سائنگ وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"دروازہ کھولو تاکہ ان ایجنٹوں کا خاتمہ کیا جا سکے"۔ شاگوم نے کہا۔

"یس چیف"۔ سائنگ نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازے کے ایک مخصوص حصے پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بٹنوں کو ایک خاص ترتیب سے پریس کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف کوریڈور تھا جو آگے جا کر مڑ رہا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر جیسے ہی وہ دونوں مڑے بے اختیار رک گئے کیونکہ سامنے کوریڈور کے فرش پر دو عورتیں اور آٹھ مرد ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

"ہونہہ۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ نانسنس"۔ شاگوم نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی خوفناک آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے کوریڈور گونج اٹھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بلیک ہاؤس کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھا۔ سوناگو نے بلیک ہاؤس سے مشین ہاؤس کے جس خفیہ راستے کے بارے میں بتایا تھا وہ غائب ہو چکا تھا اور جہاں بقول سوناگو کے دروازہ ہونا چاہئے تھا وہاں ریڈ بلاکس کی انتہائی مضبوط دیوار تھی۔ بلیک ہاؤس پر نہ صرف انہوں نے قبضہ کر لیا تھا بلکہ وہاں موجود تمام افراد کا بھی خاتمہ کر دیا تھا کیونکہ سوناگو سے عمران نے بلیک ہاؤس کے بارے میں تمام تفصیلات حاصل کر لی تھیں۔ بلیک ہاؤس کا چیف کالوگ گرانڈ ماسٹر کا خاص آدمی تھا۔ اسے اس کے بیڈ روم میں تنویر نے سوتے ہوئے گولیوں سے اڑا دیا تھا۔ اس طرح بلیک ہاؤس میں موجود تمام افراد کا بھی خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ عمران نے سوناگو کا بھی تنویر سے کہہ کر خاتمہ کرا دیا تھا کیونکہ اس کے سامنے ابھی بہت کام تھا اور ابھی وہ اپنے مشن کے

ابتدائی مرحلے میں تھے اس لئے وہ اسے زندہ نہ چھوڑ سکتے تھے اور نہ ہی اپنے ساتھ رکھ سکتے تھے۔

''عمران صاحب۔ ہمیں اب جو کچھ کرنا ہے فوری کرنا ہے کیونکہ اس وقت ہم دشمن کے حصار میں ہیں اور کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم نے ہر صورت میں مشن مکمل کرنا ہے۔ ریڈ بلاکس ہمارے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ یہاں کی اگر تفصیلی تلاشی لی جائے تو ہمیں یقیناً وافر مقدار میں بھاری اسلحہ مل جائے گا۔ اگر اسے اکٹھا کر کے فائر کر دیا جائے تو یہ دیوار ٹوٹ سکتی ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ریڈ بلاکس کی اس دیوار کا مطلب ہے کہ مشین ہاؤس کے لوگوں کو ہماری یہاں موجودگی اور قبضے کا علم ہو چکا ہے اور اس لئے انہوں نے ہمارا راستہ روکنے کے لئے یہاں ریڈ بلاکس کی دیوار نمودار کی ہے اور ایسی صورت میں وہ کسی بھی وقت کچھ کر سکتے ہیں''.. کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم سب درست کہہ رہے ہو۔ لیکن اس دیوار کو آخر کیسے ختم کیا جائے'' عمران نے قدرے بے بس سے لہجے میں کہا لیکن ابھی اس کی بات ختم ہوئی ہی تھی کہ دور سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔

''یہ آواز تو اسی دیوار والے حصے سے آ رہی ہے''... عمران

نے چونک کر کہا۔

''شاید ہم پر کوئی حملہ ہونے والا ہے''..... صفدر نے کہا جبکہ عمران تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تھے اور پھر وہ سب جیسے ہی کوریڈور میں داخل ہوئے تو وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ راستے میں موجود ریڈ بلاکس کی دیوار غائب ہو چکی تھی اور اب وہ کوریڈور آگے جا رہا تھا اور کافی آگے جا کر مڑتا نظر آ رہا تھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ واقعی ہم پر سائنسی حملہ ہونے والا ہے''۔ عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کم از کم اس منحوس ریڈ بلاکس کی دیوار سے تو جان چھوٹی''..... تنویر نے کہا۔

''ہمیں الرٹ اور محتاط رہنا ہے''..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا تو جولیا اور صالحہ اس کے پیچھے آگے بڑھ گئیں۔ ان کے پیچھے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے اور ان کے پیچھے صدیقی اور دوسرے ساتھی تھے اور خاور ان سب سے آخر میں تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ سب فاصلہ دے کر چل رہے تھے اور بڑے محتاط انداز میں قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ عمران کی آنکھیں سرچ لائٹس کی طرح حلقوں میں گھوم رہی تھیں اور وہ کوریڈور کی چھت سائیڈوں اور فرش سب کا

مکمل جائزہ لے رہا تھا لیکن بظاہر کوئی مشکوک چیز نظر نہ آ رہی تھی۔

وہ سب ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ اچانک کوریڈور تیز سرخ روشنی سے بھر سا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے سرخ روشنی نے یکلخت سیاہی میں تبدیل ہو کر ان کے ذہنوں کو جکڑ لیا ہو اور وہ سب ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر گر گئے لیکن سب سے آخر میں موجود خاور کی حالت اپنے ساتھیوں سے قدرے مختلف تھی۔ وہ چونکہ سب سے پیچھے تھا اور شاید روشنی کے مرکز سے خاصے فاصلے پر تھا اس لئے اس پر ریز نے اثر ضرور ڈالا تھا لیکن وہ مکمل طور پر بے ہوش نہ ہوا تھا۔ البتہ اس کے ذہن پر مسلسل اندھیرے شب خون مار رہے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ روشنی بھی مسلسل جگنو کی طرح چمک رہی تھی۔ وہ فرش پر گرا ہوا تھا لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور مشین گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی شعوری کوشش شروع کر دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جن لوگوں نے ان کے ساتھ یہ سب کچھ کیا ہے وہ کسی بھی لمحے ان کا خاتمہ کرنے کے لئے پہنچ سکتے ہیں اور شاید اس کا اپنے ساتھیوں کی طرح بے ہوش نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے خصوصی مدد ہے۔ شعوری کوشش سے اس کے ذہن میں ہونے والے اندھیرے اور روشنی کی جنگ میں روشنی کامیابی کی طرف آنا شروع ہو گئی اور آہستہ آہستہ اندھیرے غائب ہوتے چلے گئے۔ پھر جیسے ہی اس کا

شعور پوری طرح بیدار ہوا اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کے جسم نے حرکت کی ضرور لیکن وہ مکمل طور پر حرکت میں نہ آ سکا۔ شاید اس کے اعصاب پر ریز خاصی اثر انداز ہوئی تھی لیکن خوشی اس بات کی تھی کہ اس کا جسم مکمل طور پر بے حس نہ تھا۔ اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ اس قابل ہو گیا کہ وہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا۔ پھر وہ پلٹ کر سینے کے بل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں کہنیاں بھی زمین سے لگ گئیں۔ مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی اور اسے اپنے ہاتھوں اور بازوؤں میں کچھ طاقت محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ کہنیوں کے بل اٹھ کر بیٹھ جائے تو اس کی بے حسی کافی حد تک دور ہو سکتی ہے لیکن اسی لمحے تیز قدموں کی آوازیں سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو موڑ سے دو آدمی تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آ رہے تھے۔ خاور چونکہ سب سے پیچھے تھا اور اس کے سامنے اس کے سارے ساتھی ٹیڑھے میڑھے انداز میں بیہوش پڑے ہوئے تھے اور پھر آنے والے دونوں آدمی سب سے آگے موجود عمران سے کچھ فاصلے پر رک گئے۔ ساتھیوں کی درمیان میں موجودگی کی وجہ سے ان دونوں کو خاور کی موجودہ پوزیشن کا نہ علم ہو سکا اور نہ احساس اور ویسے بھی ان کی نظریں عمران اور اس کے پیچھے بیہوش پڑی ہوئی جولیا اور صالحہ پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہونہہ۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں۔ نانسنس"...... ان میں سے ایک نے جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا، انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا تو خاور کے ذہن پر جیسے غصے کا سرخ دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔ ساتھ ہی اس کے بازوؤں میں جیسے یکلخت توانائی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں اور اس کے ہاتھوں میں موجود مشین گن کی نال اوپر کو اٹھی اور عین اسی لمحے جب طنز کرنے والے آدمی نے اپنا مشین پسٹل سیدھا کیا اسی لمحے خاور نے ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی کوریڈور فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ آنے والے دونوں آدمی گولیوں کی بوچھاڑ میں اچھل کر پشت کے بل نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے تو خاور بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن وہ لڑکھڑایا اور پھر وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اس لئے ایک بار پھر لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑتی چلی گئیں لیکن درد کی لہروں نے بجائے اسے بے حال کرنے کے الٹا کام کیا اور اس کے جسم میں درد کے ساتھ ساتھ توانائی کی لہریں بھی دوڑتی چلی گئیں اور وہ اس بار نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے اپنے آپ کو سنبھال بھی لیا۔ اس کے تمام ساتھی عمران سمیت بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور اسے یہ معلوم نہ تھا کہ انہیں کیسے ہوش میں لایا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی احساس تھا کہ کوریڈور میں ہونے والی فائرنگ کی آوازیں لازماً

آنے والے دونوں آدمیوں کے ساتھیوں تک پہنچ گئی ہوں گی اس لئے اسے پہلے ان کا بندوبست کرنا چاہئے ورنہ اس کے بے ہوش ساتھیوں کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کو پھلانگتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر اچانک وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ سائیڈ پر ایک بڑا سا دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اندر سے کئی آدمیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ خاور تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے کے قریب دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ فائرنگ لازماً دشمن ایجنٹوں پر چیف شاگوم یا باس سارنگ نے کی ہے"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تمہیں غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے ارشو۔ دشمن ایجنٹ بے حد خطرناک ہیں"...... ایک اور آواز سنائی دی۔

"احمق ہو گئے ہو۔ دشمن ایجنٹ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور بے ہوش افراد کیسے خطرناک ہو سکتے ہیں"...... ارشو کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"تم اس وقت انچارج ہو ارشو اس لئے تم جو کہہ رہے ہو وہی ٹھیک ہے"...... دوسری آواز سنائی دی تو خاور تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں جن میں سے چند کے سامنے آپریٹر موجود تھے جبکہ باقی آٹومیٹک چل رہی تھیں۔

"تم۔ تم کون ہو"...... اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو خاور کی نظریں اس آدمی پر جم گئیں۔ وہ اس کی آواز پہچان گیا تھا۔ اسے ارشو کہا گیا تھا۔ اس کے چیختے ہی ہال میں موجود سب افراد چونک کر اسے دیکھنے لگے لیکن دوسرے لمحے خاور نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی ہال مشینوں کے ٹوٹنے کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا لو ارشو ورنہ ایک لمحے میں بھون ڈالوں گا"۔ خاور نے چیختے ہوئے ارشو سے مخاطب ہو کر کہا جو بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک سائیڈ پر کھسکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مار۔ مجھے مت مارو"...... ارشو نے بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ خوف سے بگڑ سا گیا تھا اور آنکھیں باہر نکل آئی تھیں۔ خاور سمجھ گیا کہ یہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے۔

"تمہارے علاوہ اور یہاں کتنے زندہ آدمی ہیں"...... خاور نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"چچ۔ چچ۔ چیف شاگوم اور باس سارنگ اور میں۔ بس ہم ہی بچے ہیں"...... ارشو نے ہکلاتے ہوئے اور خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شاگوم اور سارنگ وہی تھے جو کوریڈور میں گئے تھے"...... خاور نے اس کے سامنے پہنچ کر مشین گن کا رخ ارشو کی طرف کرتے

ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ وہی۔ مم۔ مم۔ مگر تم کون ہو۔ وہ ایجنٹ تو بے ہوش تھے۔ وہ تو ہلاک کر دیئے گئے ہوں گے"..... ارشو نے رک رک کر کہا۔

"وہ دونوں مارے جا چکے ہیں۔ میں بے ہوش نہیں ہوا تھا اور سنو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ میرے ساتھیوں کو جس ریز سے بے ہوش کیا گیا ہے اس کا توڑ کیا ہے۔ سنو غلط بیانی نہ کرنا ورنہ ایک ہی لمحے میں ٹریگر دبا دوں گا"..... خاور نے غراتے ہوئے کہا تو ارشو کی ٹانگیں بے اختیار کانپنے لگ گئیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ بٹن دبانے سے اینٹی ریز تمہارے ساتھیوں پر پڑیں گی اور وہ ہوش میں آ جائیں گے"..... ارشو نے کپکپاتے ہوئے مشین پر موجود عنابی رنگ کے ایک بٹن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خاور اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"دباؤ اسے"..... خاور نے مشین گن کی نال اس کے پہلو پر رکھ کر دباتے ہوئے کہا تو ارشو نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے بٹن پریس کر دیا۔ ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مشین کے اوپر ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا جو چند لمحوں بعد خود ہی آف ہو گیا۔

"چلو اب کوریڈور کی طرف"..... خاور نے کرخت لہجے میں

کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہاری ہر بات مانوں گا"۔ ارشو نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ خاور اس کی پشت پر آ گیا اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے اس ہال سے نکل کر کوریڈور میں اس طرف بڑھتے چلے گئے جہاں عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ موڑ مڑ کر وہ دروازے کو کراس کر کے آگے بڑھے تو خاور کو یہ دیکھ کر قدرے اطمینان ہو گیا کہ عمران اور دوسرے ساتھیوں کے جسموں میں حرکت نمودار ہو گئی تھی اور پھر چند لمحوں بعد عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اب وہ حیرت سے سامنے کھڑے ارشو اور اس کے پیچھے موجود خاور کو دیکھ رہا تھا۔

"تم خاور ہو نا"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب"..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کون ہے"..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام ارشو ہے"..... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر اپنے نیم بے ہوش ہونے سے ہوش میں آنے، شاکوم اور سانگ کو مشین گن سے ہلاک کرنے اور پھر ہال میں ہونے والی کارروائی سے لے کر ارشو سمیت یہاں تک واپس آنے کے بارے میں بتا دیا۔ اس دوران باقی ساتھی بھی ہوش میں آ کر اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

"ویل ڈن خاور۔ ویل ڈن"..... عمران نے کہا تو خاور کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"عمران صاحب۔ اس ارشو کا کہنا ہے کہ اب یہاں اس کے علاوہ اور کوئی زندہ آدمی موجود نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اب جیسے آپ کہیں"..... خاور نے کہا۔

"یہاں مشین روم میں شاید اس کے علاوہ اور کوئی نہ ہو لیکن مشین روم سے باہر جنگل میں یقیناً لوگ موجود ہوں گے۔ ہمیں اس مشین روم کی تمام مشینری تباہ کرنی ہو گی تاکہ جنگل میں موجود اس چاؤ گروپ کا سائنسی سیٹ اپ ختم کیا جا سکے۔ اسے لے آؤ"۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا تو خاور نے ارشو کو واپس چلنے کا کہا اور پھر چند لمحوں بعد عمران، خاور، ارشو اور باقی ساتھی اس مشین ہال میں پہنچ گئے۔

"یہاں پھیل کر چیکنگ کرو۔ میں اس دوران مشینری کو چیک کر لوں"..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو سب سر ہلاتے ہوئے اس ہال سے باہر چلے گئے۔ البتہ خاور اور ارشو وہیں رہ گئے تھے۔ عمران نے مشینری کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ ارشو سے بھی پوچھتا جا رہا تھا۔

"اب بتاؤ باہر جنگل میں کتنے افراد ہیں اور وہ آرام کرنے کہاں جاتے ہیں"..... عمران نے ارشو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جنگل میں صرف دس پوائنٹس پر دس افراد ہوتے ہیں جو جنگل

میں ہونے والے کسی بھی غیر معمولی واقعے کی اطلاع چیف شاگوم یا باس سائنگ کو دیتے ہیں لیکن وہ رہتے ہیڈکوارٹر میں ہیں۔ یہ مشین ہاؤس ہر طرف سے بند ہے۔ یہاں سے جنگل میں جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے"..... ارشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے ہیڈکوارٹر جانے کا راستہ کہاں ہے۔ اس کی تفصیل بتاؤ"..... عمران نے کہا۔ اسی لیے اس کے ساتھی بھی واپس آ گئے اور انہوں نے بتایا کہ مشین ہاؤس میں اس ارشو کے علاوہ اس کا اور کوئی ساتھی موجود نہیں ہے تو عمران نے انہیں احتیاطاً باہر کا خیال رکھنے کا کہہ دیا اور پھر ارشو نے عمران کو اس راستے کے بارے میں بتا دیا۔

"لیکن یہ راستہ چیف شاگوم کے حکم پر کلوز کر دیا گیا تھا اور اب یہ ہیڈکوارٹر سے ہی کھولا جا سکتا ہے یہاں سے نہیں"..... ارشو نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"وہاں ہیڈکوارٹر میں مشینری کا انچارج کون ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"وہاں کا انچارج موباشے ہے"..... ارشو نے جواب دیا۔

"موباشے کو فون یا ٹرانسمیٹر پر کہو کہ وہ راستہ کھول دے"۔ عمران نے کہا۔

"یہاں سے موباشے کے ساتھ کوئی براہ راست رابطہ نہیں ہے۔

یہاں سے سیٹلائٹ فون پر شاگوم اور گرانڈ ماسٹر کا رابطہ تھا اور گرانڈ ماسٹر ہی موباشے کو حکم دے کر راستہ کھلوا سکتا ہے''۔ ارشو نے جواب دیا۔

''تمہارا گرانڈ ماسٹر سے رابطہ نہیں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے تو کیا وہ سائنگ کو بھی نہیں جانتا۔ وہ صرف شاگوم کو جانتا ہے''...... ارشو نے جواب دیا۔

''جنگل سے ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے کا راستہ کون سا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں کبھی وہاں نہیں گیا''...... ارشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر یہاں کی تمام مشینری تباہ کر دی جائے تو کیا جنگل میں موجود تمام سائنسی انتظامات ختم ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اس مشینری سے سب کچھ آٹومیٹک طور پر کنٹرول ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ آسمان سے گزرنے والے طیارے کو بھی آٹومیٹک اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نشانہ بنا لیتی ہیں''...... ارشو نے جواب دیا۔

''یہاں اسلحہ کہاں رکھا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں کوئی اسلحہ نہیں ہے''...... ارشو نے جواب دیا۔

''تم اب تک سچ بول رہے تھے اس لئے زندہ ہو۔ اب پہلی بار تم نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ تمہارے لئے لاسٹ وارننگ ہے''۔ عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

''م۔ م۔ مجھے مت مارو۔ اس مشین روم کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اس میں اسلحے کی الماریاں موجود ہیں'' ارشو نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس تہہ خانے کو کھولنے والی مشین کون سی ہے''... عمران نے پوچھا تو ارشو نے ایک مشین کی طرف اشارہ کر دیا۔

''خاور۔ اس کا خیال رکھنا۔ میں یہ تہہ خانہ چیک کر لوں''۔ عمران نے خاور سے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران اس مشین کی طرف بڑھ گیا جس کی طرف ارشو نے اشارہ کیا تھا۔ عمران چند لمحے غور سے اس مشین کو دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر یکے بعد دیگرے کئی بٹن اس طرح پریس کر دیئے جیسے اس کی ساری عمر اس مشینری کو آپریٹ کرتے ہوئے گزر گئی ہو اور ارشو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ظاہر ہے وہ واقعی حیران ہو رہا تھا کہ یہ اجنبی آدمی جو صرف لڑنا بھڑنا جانتا ہے اس پیچیدہ مشین کو کسی ماہر انجینئر کے انداز میں آپریٹ کر رہا ہے۔ عمران کے مشین کو آپریٹ کرتے ہی اس ہال کے ایک کونے کا فرش کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا اور عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ نیچے اتر کر خاور کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

''م۔ م۔ میں باتھ روم جانا چاہتا ہوں''...... اچانک ارشو نے بے چینی سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا

اور پھر اس سے پہلے کہ خاور کچھ سمجھتا اس نے سائیڈ پر موجود ایک مشین کا بٹن دبا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں نے تم سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ابھی چند لمحوں بعد یہاں ہر طرف سایانائیڈ گیس پھیل جائے گی اور مجھ سمیت تم سب ہلاک ہو جاؤ گے"...... یکلخت ارشو نے پاگلوں کے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا ہے۔ کیا کوئی دورہ پڑ گیا ہے"۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم اسے دورہ کہہ سکتے ہو لیکن ابھی تم سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ ابھی"...... ارشو نے واقعی مجنونانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کا سر ابھرا اور چند لمحوں بعد وہ اوپر آ گیا اور جب خاور نے اسے ارشو کی بات بتائی تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم احمق ہو ارشو۔ تمہیں اس گیس کا خیال اس وقت آیا جب میں اسے چیک کر کے آف کر چکا ہوں ورنہ واقعی اگر تم پہلے ایسا کر گزرتے تو ہم سب فوری طور پر ہلاک ہو جاتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ میں نے بٹن تو ابھی دبایا ہے۔ تم نے اسے کیسے پہلے آف کر دیا"...... ارشو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تہہ خانہ کھولنے والی مشین میں اس گیس کو آف کرنے کا بٹن

موجود ہے کیونکہ یہ ڈیوائس تہہ خانے میں نصب ہے اور اگر اسے آف نہ کیا جائے تو تہہ خانہ کھل ہی نہیں سکتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ارشو کا چہرہ یکلخت لٹک سا گیا۔

"اسے آف کر دو"...... عمران نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو خاور نے یکلخت مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور ارشو گولیوں کی بوچھاڑ کا شکار ہو کر چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"کیا ہوا"...... اسی لمحے باہر موجود صفدر نے تیزی سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ ارشو کو ختم کیا گیا ہے۔ ویسے خاور تم نے اس ارشو کو زندہ رکھ کر واقعی ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے ورنہ سوائے اس مشینری کو تباہ کرنے کے اور ہم کچھ بھی نہ کر سکتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ عمران صاحب۔ لیکن اب آپ کا پروگرام کیا ہے"۔ خاور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔ نیچے کافی طاقتور اسلحہ موجود ہے جس میں انتہائی طاقتور میزائل گنیں بھی موجود ہیں۔ ہم نے وہ اسلحہ اٹھا کر پہلے یہاں موجود تمام مشینری کو تباہ کرنا ہے اور پھر اس مشین روم کی بیرونی دیوار کو میزائلوں سے اڑا کر باہر جنگل میں جانا ہے۔ وہاں کے سائنسی انتظامات ختم ہو چکے ہوں گے اس لئے صرف مخصوص پوائنٹس پر موجود دس افراد اس گھنے جنگل میں ہمارا کچھ نہ

بگاڑ سکیں گے اور ہم آسانی سے ان کا خاتمہ کر کے اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر اپنا مشن مکمل کر لیں گے“..... عمران نے کہا تو خاور اور بیرونی دروازے پر کھڑے صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ویسے ہی کیا گیا جیسے عمران نے کہا تھا۔ مشین روم میں موجود تمام مشینری تباہ کر دی گئی۔ البتہ عمران نے اپنے پروگرام میں ایک ترمیم کر لی تھی کہ اس نے اسلحہ خانے میں ایک وائرلیس بم نصب کر دیا تھا تا کہ جنگل میں پہنچ کر اس پوری عمارت کو بھی اڑا دیا جائے۔ اسے یقین تھا کہ ایسا ہونے کی صورت میں جاؤ گروپ کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ بلیک ہاؤس کی عمارت کو بھی ساتھ ہی اڑا دیا جائے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ دونوں عمارتوں کے بیک وقت تباہ ہونے سے ہیڈ کوارٹر میں افراتفری پیدا ہو جائے گی اور ہمیں کام کرنے کا موقع مل جائے گا“..... عمران نے کہا اور پھر اس کے ساتھیوں نے تہہ خانے سے کافی طاقتور بھاری اسلحہ نکالا اور ساتھ ہی وائرلیس بم بھی اور پھر انہوں نے یہ اسلحہ بلیک ہاؤس میں رکھ کر ساتھ ہی وائرلیس بم رکھ کر اسے چارج کر کے وہ واپس آ گئے۔

”آؤ اب باہر جنگل میں چلیں۔ لیکن بہرحال سب نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین روم کی بیرونی دیوار کی طرف میزائل گن کا رخ کر کے

ٹریگر دبا دیا۔ یکے بعد دیگرے چار دھماکے ہوئے اور ہر طرف گرد و غبار سا چھا گیا۔ چند لمحوں بعد جب گرد و غبار ختم ہوا تو دیوار کا کافی بڑا حصہ ٹوٹ کر بکھر چکا تھا اور باہر گھنا جنگل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ رات چونکہ گزر چکی تھی اور اب صبح طلوع ہو رہی تھی اس لئے باہر ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ عمران باہر آ گیا اور سب ساتھی بھی عمران کی پیروی کرتے ہوئے باہر جنگل میں آ گئے۔ جنگل خاصا گھنا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ تمام سائنسی حربے جنگل کی حدود کے ساتھ ساتھ اور کچھ اندر کی طرف چاروں طرف موجود ہوں گے۔ یہاں عمارتوں کے قریب ایسا کوئی حربہ نہ تھا کیونکہ اصل مسئلہ ان کے لئے لوگوں کو کسی بھی طرف سے جنگل کے اندر آنے سے روکنا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت جب دونوں عمارتوں سے کچھ فاصلے پر پہنچ گیا تو اس نے جیب سے بلیک ہاؤس اور مشین ہاؤس دونوں میں موجود وائرلیس بموں کے ڈی چارجر نکال لئے۔

”عمران صاحب۔ ان عمارتوں کو اس وقت اڑایا جائے جب ہم ہیڈ کوارٹر کے قریب پہنچ جائیں ورنہ ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد وہاں سے نکل کر ہر طرف پھیل کر ہمیں تلاش کرنا شروع کر دیں گے“۔ صدیقی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ان کی رینج کافی ہے۔ آؤ لیکن ہمیں بہرحال جھاڑیوں اور درختوں کی اوٹ لے کر آگے

بڑھنا ہے کیونکہ ارشو کے بقول یہاں دس پوائنٹ ایسے ہیں جن پر آدمی موجود ہیں اور وہ ہمیں دوربینوں سے چیک بھی کر سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ میزائل گنیں انہوں نے کاندھوں سے لٹکا رکھی تھیں اور انہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ عمران سب سے آگے تھا۔ اس کے پیچھے اس کے سارے ساتھی تھے اور وہ سب جھاڑیوں اور درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں کو بھی روک دیا۔ اس کی نظریں کچھ دور ایک درخت پر بنی ہوئی مچان پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ مچان اس انداز میں بنائی گئی تھی جیسے جنگل میں شیر کا شکار کرنے والے بناتے ہیں۔ رسی کی ایک سیڑھی بھی مچان سے نیچے لٹک رہی تھی۔

"اس مچان پر دو آدمی موجود ہیں"...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

"فائر کھول دیں ان پر خود بخود نیچے گر جائیں گے"۔ تنویر کی آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ اس طرح اردگرد موجود باقی افراد بھی چونک پڑیں گے۔ ہمیں اس درخت پر چڑھ کر ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس طرح ہم ان کی نظروں میں بھی آ سکتے

ہیں اور یہ چونکہ بلندی پر ہیں اس لئے یہ انتہائی آسانی سے ہم پر فائر کھول سکتے ہیں"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پھر ایسا ہے کہ میں دونوں عمارتوں کو اڑا دیتا ہوں۔ جیسے ہی دھماکے ہوں تو ان پر فائر کھول دینا۔ اس طرح فائرنگ کی آوازیں ان دھماکوں میں دب جائیں گی اور اگر اردگرد کچھ اور افراد ہوں گے تو وہ بھی لازماً نیچے اتر کر صورت حال معلوم کرنے کے لئے عمارتوں کی طرف بڑھیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایسا مت کریں۔ ہمیں انہیں ویسے ہی ہلاک کرنا ہو گا۔ ابھی ہیڈکوارٹر کی عمارت کافی دور ہے اور دھماکوں کے بعد نجانے وہاں سے کسی قسم کے اقدامات کئے جائیں اس لئے عمارتیں اس وقت تباہ کی جائیں جب ہم ہیڈکوارٹر کی عمارت کے قریب پہنچ جائیں"۔ اس بار صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"لیکن ان کا خاتمہ کیسے کیا جائے"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کام تو آپ چوہان اور نعمانی پر چھوڑ دیں۔ یہ پتھر اٹھا کر دوسرے درختوں پر چڑھ جائیں گے اور پھر پتھروں سے ان کو نشانہ بنا کر نیچے گرائیں گے جہاں ہم آسانی سے انہیں چھاپ لیں گے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ارے۔ یہ کام تو میں یہیں سے آسانی سے کر سکتا ہوں۔ گڈ

آئیڈیا۔ تیار ہو جاؤ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ارد گرد موجود پتھروں میں سے دو پتھر منتخب کر کے ہاتھوں میں پکڑ لئے اور پھر وہ بڑے محتاط انداز میں آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جھاڑیوں میں سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی سائیں کی آواز کے ساتھ ہی پتھر گولی کی سی رفتار سے اڑتا ہوا درخت پر موجود مچان کی طرف گیا اور پھر مچان سے ٹکرا کر نیچے گر گیا۔ اسی لمحے مچان پر سے دو آدمیوں نے آگے کی طرف جھک کر نیچے دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر جھاڑیوں میں سے ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ اور سائیں کی آواز کے ساتھ ہی نیچے کی طرف جھکائے ہوئے دونوں آدمی ایک دوسرے میں الجھ کر چیختے ہوئے قلابازیاں کھا کر نیچے جھاڑیوں میں آ گرے۔ اسی لمحے صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی جو ان جھاڑیوں کے قریب تھے ان پر جا پڑے۔

"ایک کو زندہ رکھنا"...... عمران کی آواز سنائی دی اور پھر ایک آدمی کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی جبکہ دوسرے آدمی کو اٹھا کر بٹھا دیا گیا تھا۔ وہ اس طرح ہونقوں کی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو جبکہ اس کے ساتھی کی لاش ساتھ ہی پڑی ہوئی تھیں۔ اس کی گردن صفدر نے توڑ دی تھی۔

"تم۔ تم یہاں۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو اور کہاں سے آ گئے

ہو"۔ اس آدمی نے رک رک کر کہا۔ اس کی پیشانی پر ابھر آنے والا بڑا سا گومڑ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ پتھر کی ضرب نے یہ گومڑ ڈال دیا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے مشین گن کی نال اس کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"روزڈم"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مشین ہاؤس کی طرف سے میزائل دھماکے سنائی نہیں دیئے تھے"...... عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

"دھماکے۔ ہاں مگر یہ تو کسی مشین کے پھٹنے کے دھماکے تھے۔ میزائل دھماکے کیوں ہونے لگے۔ مشینیں تو اکثر پھٹتی رہتی ہیں اور ایسے دھماکے ہوتے رہتے ہیں"...... روزڈم نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ اس کے ذہن میں مسلسل یہ بات کھٹک رہی تھی کہ انہوں نے میزائل کی فائرنگ سے دیوار توڑی ہے اور اس کے دھماکے لازماً جنگل میں دور دور تک سنائی دیئے ہوں گے لیکن روزڈم کا جواب سن کر اس کی تسلی ہو گئی تھی اور شاید یہی وجہ تھی کہ ابھی تک ان دھماکوں کا کوئی ردعمل سامنے نہ آیا تھا۔

"یہاں جنگل میں تمہارے علاوہ اور کتنے افراد موجود ہیں"۔ عمران نے روزڈم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچ گئے ہو"۔ روزڈم

نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ ورنہ"..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے کچھ معلوم نہیں"..... روزڈم نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ اب کچھ نہیں بتائے گا تو عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور چہرے پر زوردار تھپڑ کھا کر اکڑوں بیٹھا ہوا روزڈم چیختا ہوا سائیڈ پر گرا ہی تھا کہ عمران نے کھڑے ہو کر فوراً اس کی گردن پر پیر رکھ کر موڑ دیا اور روزڈم کا اٹھتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے واپس جا گرا۔ اس کا چہرہ یکلخت بری طرح مسخ ہو گیا تھا کہ کسی انسان کا چہرہ ہی نہ لگتا تھا۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں تو عمران نے پیر تھوڑا سا واپس موڑ لیا۔

"بتاؤ کہاں کہاں اور کتنے آدمی موجود ہیں"..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو روزڈم نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔ گو اس کی آواز رک رک کر نکل رہی تھی اور الفاظ بھی بے ربط تھے لیکن وہ سب کچھ بتا رہا تھا جو عمران نے اس سے پوچھا تھا۔

"اب بتاؤ کہ ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے کا راستہ کہاں ہے اور اس کی کیا تفصیل ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"راستہ صبح کو کھلتا ہے۔ اندر سے۔ باہر سے کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہیڈکوارٹر انچارج موشابے راستہ صبح کو کھولتا ہے تو رات کی

شفٹ باہر آ جاتی ہے اور دن کی شفٹ والے اندر چلے جاتے ہیں"۔ روزڈم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم اندر جانا چاہیں تو کیسے جا سکتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"کوئی اجنبی کسی صورت اندر نہیں جا سکتا ورنہ کھلا ہوا راستہ خودبخود کلوز ہو جاتا ہے اور تم۔ تم زندہ یہاں کیسے موجود ہو۔ کیا تمہارے جسموں میں بھی حفاظتی آلات نصب ہیں"..... روزڈم نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"اندر کتنے افراد موجود ہیں اور اندرونی تفصیل بتاؤ"..... عمران نے پیر ایک بار پھر اوپر کی طرف موڑتے ہوئے کہا تو روزڈم کی حالت پہلے کی طرح خراب ہونا شروع ہو گئی۔

"بولو"..... عمران نے پیر واپس موڑتے ہوئے کہا تو روزڈم نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ جب عمران نے تمام تفصیل معلوم کر لی تو اس نے پیر ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی روزڈم کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ عمران نے پیر اٹھا کر ایک طرف کر لیا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے یہاں موجود تمام افراد کا خاتمہ کرنا چاہئے پھر ان دونوں عمارتوں کو اڑا دیں۔ ان کی تباہی سے ہونے والے دھماکوں کی وجہ سے لامحالہ اندر موجود افراد باہر آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس طرح راستہ کھل جائے گا"۔

گرانڈ ماسٹر اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ میز پر موجود انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو گرانڈ ماسٹر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ گرانڈ ماسٹر بول رہا ہوں"..... گرانڈ ماسٹر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"موباشے بول رہا ہوں گرانڈ ماسٹر"..... دوسری طرف سے اس کے نمبر ٹو اور ہیڈکوارٹر انچارج موباشے کی متوحش سی آواز سنائی دی تو گرانڈ ماسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا بات ہے۔ تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو"..... گرانڈ ماسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"گرانڈ ماسٹر۔ بلیک ہاؤس اور مشین ہاؤس دونوں عمارتیں انتہائی خوفناک دھماکوں کے ساتھ مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہیں"۔ موباشے

نے کہا تو گرانڈ ماسٹر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا تھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو۔ کیا کہہ رہے ہو تم"..... گرانڈ ماسٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آپ میرے پاس آ جائیں۔ میں آپ کو اور بھی بہت کچھ دکھانا چاہتا ہوں"..... موباشے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ ویری بیڈ۔ میں آ رہا ہوں"..... گرانڈ ماسٹر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہاں موجود لوگ گرانڈ ماسٹر کو اس انداز میں دوڑتے دیکھ کر بت بنے کھڑے رہ گئے تھے لیکن گرانڈ ماسٹر کو کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ اس کے ذہن میں بلیک ہاؤس اور خاص طور پر مشین ہاؤس کی تباہی کی بات گونج رہی تھی۔ وہ مشین ہاؤس جس کی وجہ سے یہ پورا چاؤ جنگل ہر لحاظ سے محفوظ کر دیا گیا تھا اور اسی کی وجہ سے پوری دنیا میں اس کی ساکھ تھی۔ اتنی بات وہ بھی سمجھتا تھا کہ اگر مشین ہاؤس تباہ کر دیا گیا ہے تو لامحالہ وہاں موجود تمام مشینری بھی تباہ ہو چکی ہو گی اور مشینوں کے تباہ ہوتے ہی پورا جنگل اوپن ہو گیا ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا جہاں چار بڑی بڑی مشینیں موجود تھیں۔ ایک طرف بڑی سی میز تھی

جس پر مستطیل شکل کی ایک مشین موجود تھی جس پر آدھی سے زیادہ سکرین تھی۔ میز کی دوسری طرف کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ موباشے تھا۔ ہیڈکوارٹر انچارج۔ گرانڈ ماسٹر کے اندر داخل ہوتے ہی موباشے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ کیسے ہو گیا۔ کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے"۔ گرانڈ ماسٹر نے میز کے قریب پہنچ جانے کے باوجود حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"گرانڈ ماسٹر۔ میں نے اچانک خوفناک دھماکے سنے"۔ موباشے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دھماکے۔ مگر میں نے تو کوئی دھماکے نہیں سنے۔ کیوں"۔ گرانڈ ماسٹر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس دوران وہ ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"گرانڈ ماسٹر۔ آپ کا آفس ساؤنڈ پروف ہے"..... موباشے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو گرانڈ ماسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ وہاں ہوا کیا ہے"..... گرانڈ ماسٹر نے اس بار قدرے آہستہ لہجے میں کہا تو موباشے نے سامنے موجود مشین کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے اور پھر جیسے ہی موباشے نے ہاتھ ہٹائے سکرین پر جلتے ہوئے کے ایک بہت بڑے ڈھیر کا منظر دکھائی دینے لگا۔ کیمرہ اس ڈھیر کے مختلف حصے دکھا رہا تھا۔

"یہ مشین ہاؤس ہے گرانڈ ماسٹر۔ اس کے ملبے میں آپ کو مشینوں کے پرزے بھی نظر آ رہے ہوں گے۔ یہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ایسی ہی حالت بلیک ہاؤس کی ہے"..... موباشے نے ہاتھ بڑھا کر سکرین آف کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ سب کس نے کیا ہے۔ کیوں کیا ہے اور کس طرح کیا"... گرانڈ ماسٹر نے میز پر بار بار مکے مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ شدید شاک کی حالت میں ہے۔

"یہ سب پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا دھرا ہے اور وہ اس وقت بھی ہیڈکوارٹر کے سامنے جنگل میں موجود ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کو دوبارہ آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد سکرین پر ایک بار پھر جھماکے ہونے لگے اور پھر ایک منظر سکرین پر ابھر آیا۔ یہ جنگل کا منظر تھا۔ موباشے نے مشین کا ایک بٹن دبایا تو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے افراد سکرین پر صاف دکھائی دینے لگے۔

"یہ۔ یہ کون ہیں۔ یہ پاکیشیائی تو نہیں ہیں"..... گرانڈ ماسٹر نے رک رک کر کہا تو موباشے نے ایک اور بٹن پریس کر دیا۔ سکرین پر جھماکا سا ہوا اور پھر جب سکرین پر وہی منظر دوبارہ ابھرا تو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے لوگ جو پہلے ایکریمین دکھائی دے رہے تھے اب وہ صاف اور واضح طور پر ایشیائی دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے چہرے ہی بدل گئے تھے۔ البتہ ان میں سے ایک عورت سوئس نژاد تھی۔

"اوہ۔ اوہ واقعی۔ لیکن یہ جنگل میں کیسے داخل ہو گئے"۔ گرانڈ ماسٹر نے اس بار چیخنے کی بجائے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے گرانڈ ماسٹر کہ یہ لوگ بلیک وے کے ذریعے کسی طرح صحیح سلامت بلیک ہاؤس پہنچے اور پھر وہاں سے مشین ہاؤس پہنچے۔ دونوں ہاؤسز میں سب افراد کو ہلاک کرتے ہوئے انہوں نے وہاں وائرلیس بم فٹ کئے اور کسی طرح جنگل میں داخل ہو گئے۔ مشین ہاؤس کی مشینری انہوں نے پہلے ہی تباہ کر دی تھی ورنہ یہ جنگل میں ایک لمحہ بھی زندہ نہ رہ سکتے تھے۔ میں نے چیکنگ کی ہے۔ جنگل میں ہمارے دس پوائنٹس پر موجود تین افراد بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور پھر انہوں نے دونوں ہاؤسز تباہ کئے ہیں اور خود اب ہیڈکوارٹر کے سامنے چھپے ہوئے بیٹھے ہیں تاکہ ہم جیسے ہی صورت حال معلوم کرنے کے لئے راستہ کھول کر باہر جائیں یہ اندر داخل ہو کر کارروائی کر سکیں"...... موباشے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اب میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایک بوڑھے کو یہاں رکھ کر میں نے اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔ کاش میں نے برطانیہ حکومت کی بات نہ مانی ہوتی لیکن ان لوگوں نے مجھے جو نقصان پہنچایا ہے اس کا انتقام صرف ان کی موت سے مکمل نہیں ہوگا۔ اب اس بوڑھے ایشیائی کو بھی مرنا ہوگا"...... گرانڈ ماسٹر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر"...... موباشے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسے خود بھی اس تباہی پر بے حد رنج پہنچا تھا اور وہ ان سب سے اس کا عبرتناک انتقام لینا چاہتا تھا اس لئے گرانڈ ماسٹر نے جو کچھ کہا تھا وہ اس کے دل کی آواز تھی۔

"باہر جو دشمن موجود ہیں پہلے ان کا خاتمہ کر دو"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"ان کا خاتمہ یہاں اندر سے نہیں ہو سکتا کیونکہ آج سے پہلے یہ سوچا ہی نہ جا سکا تھا کہ جنگل میں کوئی اجنبی بھی آ سکتا ہے اس لئے ایسا کوئی انتظام یہاں موجود نہیں ہے"...... موباشے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر انہیں کیسے ہلاک کیا جائے گا"...... گرانڈ ماسٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے ہم عقبی طرف سے سپیشل وے کھول کر اپنے آدمی باہر بھیج کر ان کو ہلاک کرا سکتے ہیں۔ ہمارے آدمی چکر کاٹ کر ان کی عقبی طرف پہنچ کر ان پر میزائل فائر کھول سکتے ہیں"۔ موباشے نے کہا۔

"نہیں۔ ہم انہیں اتنی آسان موت نہیں مرنے دیں گے۔ انہوں نے ہمیں ہماری زندگی کا سب سے بڑا نقصان پہنچایا ہے اس لئے انہیں آسان موت نہیں مارنا بلکہ ان کی موت انتہائی عبرتناک ہوگی"...... گرانڈ ماسٹر نے ایک بار پھر جوش میں میز پر مکے مارتے

ہوئے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ میری بھی یہی خواہش ہے۔ ایسے لوگوں کی موت واقعی عبرتناک ہونی چاہئے"..... موباشے نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"سنو موباشے۔ اپنے آدمیوں کو بھیج کر ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کراؤ اور پھر انہیں وہاں سے اٹھا کر بڑے تہہ خانے میں لے جا کر زنجیروں میں جکڑ دو۔ پھر ان کے میک اپ واش کراؤ۔ اس کے بعد مجھے اطلاع دو تاکہ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے عبرتناک موت مار کر ان سے انتقام لے سکوں اور ہاں سنو۔ اس ایشیائی بوڑھے کو بھی وہاں لے جا کر زنجیروں میں جکڑ دو۔ میں اسے یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اسے چھڑانے کے لئے آنے والوں کا چاؤ گروپ نے کیا عبرتناک حشر کیا ہے"..... گرانڈ ماسٹر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ حکم کی فوری تعمیل ہوگی"..... موباشے نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔ میرے وہاں آنے تک کسی کو ہوش نہیں آنا چاہئے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا اور ہاں یہ بھی سن لو کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ ہیں اس لئے ان سب کو زنجیروں میں جکڑ کر ان کے کڑوں کے بٹن پریس کر کے جام کر دینا ورنہ یہ لوگ اچانک کڑے کھول بھی سکتے ہیں اور ان کی مکمل تلاشی بھی لے

لینا۔ کوئی ہتھیار ان کے پاس نہیں رہنا چاہئے"..... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ کیا اس بوڑھے ایشیائی کو بھی بے ہوش کر دیا جائے تاکہ اسے بھی آپ کے سامنے ہوش میں لایا جا سکے"۔ موباشے نے کہا۔

"ہاں"..... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آفس میں داخل ہوا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود ریک سے شراب کی ایک بڑی بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر منہ سے لگا لیا۔

"ہونہہ۔ چاؤ گروپ سے شکار چھیننے آ رہے تھے۔ نانسنس"۔ گرانڈ ماسٹر نے شراب کا لمبا گھونٹ لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر بوتل کو دوبارہ منہ سے لگا کر وہ شراب اس طرح پینے لگا جیسے صدیوں سے پیاسا ہو۔

لوگی سرسلطان کو ناشتہ کرا کر ناشتے کے خالی برتن کچن میں رکھ کر واپس اپنے کمرے میں پہنچی ہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا تو لوگی اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑی۔

''کیا ہوا کارگ۔ ابھی صبح تو میں تمہارے کمرے سے واپس آئی ہوں''..... لوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ تمہارا وہ بوڑھا ایشیائی مرنے کے لئے بڑے تہہ خانے میں پہنچ چکا ہے''..... کارگ نے کہا تو لوگی بے اختیار اچھل پڑی۔

''بوڑھا ایشیائی۔ کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو''..... لوگی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کارگ کی بات سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

''ارے۔ وہ بوڑھا ایشیائی۔ کیا نام بتایا تھا تم نے۔ سرسلطان۔ ہاں سرسلطان''..... کارگ نے کہا تو لوگی بے اختیار اچھل پڑی۔

''سرسلطان۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ وہ تو یہاں کی ملکہ کی امانت ہے اور ابھی میں انہیں ناشتہ کرا کر یہاں آ رہی ہوں۔ وہ بالکل ٹھیک تھے''..... لوگی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو تمہیں یہاں وقوع پذیر ہونے والے تازہ حالات و واقعات کا کوئی علم نہیں ہے''..... کارگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو۔ کیسے حالات۔ میں سمجھی نہیں۔ کھل کر بات کرو''..... لوگی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کارگ کے بیٹھنے کے بعد وہ خود بھی اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

''مجھے بھی صبح پتہ چلا ہے تمہارے جانے کے بعد۔ میں سونے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ مین روم کا سوبھاگ دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سارے حالات بتائے۔ اس نے خود اپنے کانوں سے سب کچھ سنا ہے اور اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے وہ انچارج موباشے کا خاص آدمی ہے اور اس کے ساتھ ہی مشین روم میں رہتا ہے''..... کارگ نے کہا۔

''کیا بتایا ہے اس نے''..... لوگی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اس بوڑھے ایشیائی کو رہا کرانے کے لئے اس کے ملک سے ایک ٹیم یہاں پہنچی ہے۔ اس میں دو عورتیں اور آٹھ مرد ہیں اور جنگل میں جہاں کوئی آدمی بھی گرانڈ ماسٹر کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا وہاں یہ لوگ پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے بلیک ہاؤس اور مشین ہاؤس دونوں کو بموں سے تباہ کر دیا اور خود ہیڈکوارٹر

کے سامنے آ کر جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ جب ہیڈکوارٹر کا راستہ کھلے تو وہ اندر آ کر سب کو ہلاک کر دیں اور اس بوڑھے ایشیائی کو رہا کرا کر واپس ساتھ لے جائیں لیکن چیف موباشے نے سب کچھ چیک کر لیا اور گرانڈ ماسٹر کو رپورٹ دی تو گرانڈ ماسٹر خود موباشے کے پاس گیا۔ موباشے نے اسے سب کچھ مشین کی سکرین پر دکھایا اور جھاڑیوں میں چھپے ہوئے دشمن بھی دکھائے ہیں۔ اس پر گرانڈ ماسٹر تو جیسے پاگل ہو گیا۔ موباشے نے اسے تجویز دی کہ ہیڈکوارٹر کا عقبی راستہ کھول کر وہ اپنے آدمی بھیج کر دشمنوں کو ہلاک کرا دیتا ہے لیکن گرانڈ ماسٹر نے انکار کر دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ان سب کو انتہائی عبرتناک موت مارنا چاہتا ہے اس لئے اس نے موباشے کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کر کے بڑے تہہ خانے میں زنجیروں سے جکڑ دے اور جسے یہ چھڑانے آئے ہیں اسے بھی وہاں پہنچا کر زنجیروں میں جکڑ دیا جائے تاکہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے آدمیوں کو عبرتناک موت ہو سکے۔ چنانچہ موباشے نے حکم کی تعمیل کر دی ہے اور باہر موجود دو عورتوں اور آٹھ مردوں کو بے ہوش کر کے اس نے تہہ خانے میں لے جا کر زنجیروں میں جکڑ دیا ہے اور نہ صرف جکڑ دیا گیا ہے بلکہ زنجیروں کے کڑوں کے بٹن بھی جام کر دیئے ہیں تاکہ وہ کسی طرح بھی انہیں نہ کھول سکیں۔ پھر تمہارے اس بوڑھے ایشیائی کو بھی وہاں لے جایا گیا اور اسے بھی زنجیروں میں جکڑ دیا

گیا ہے۔ میں نے سوبھاگ کی بات پر اعتبار نہیں کیا اور میں خود وہاں گیا اور اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر آیا ہوں اور تھوڑی دیر بعد گرانڈ ماسٹر وہاں پہنچ جائے گا اور پھر ان سب کی عبرتناک موت کا آغاز ہو جائے گا''..... کارگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ سرسلطان کو ہلاک نہیں کیا جائے گا صرف ان کے سامنے ان کے لئے آنے والوں کو ہلاک کیا جائے گا''..... لوگی نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''گرانڈ ماسٹر نے کہا تو یہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اسے بھی آخر میں ہلاک کر دیا جائے گا کیونکہ موباشے نے اس کی زنجیروں کے کڑوں کے بٹن بھی جام کر دیئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے رہا نہیں کیا جائے گا بلکہ ہلاک کر دیا جائے گا''..... کارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ اوہ۔ کاش میں سرسلطان کی کوئی مدد کر سکتی''..... لوگی نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپاتے ہوئے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ تمہیں کیا ہوا۔ تمہارا کیا لگتا ہے یہ بوڑھا ایشیائی۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ تمہاری جان چھوٹ جائے گی اس کی خدمت کرنے سے''..... کارگ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں سمجھ سکو گے۔ تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کاش تم سمجھ سکتے"۔ لوگی نے اس بار باقاعدہ روتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ چپ کر جاؤ۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ میں تمہارا دوست ہوں۔ میں تمہیں روتا نہیں دیکھ سکتا"..... کارگ نے بری طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا باپ بچپن میں ہی مر گیا تھا۔ وہ مجھے بے حد پیار کرتا تھا۔ اس کی موت کے بعد میری ماں نے دوسری شادی کر لی اور میں گلی کوچوں میں آوارہ پھرتی ہوئی بڑی ہو گئی تو جاؤ گروپ نے مجھے حاصل کر لیا۔ یہاں مجھے مردوں کی تمام قسموں سے تو پالا پڑا ہے لیکن باپ مجھے پھر کبھی نہیں مل سکا۔ سر سلطان کے روپ میں پہلی بار مجھے میرا باپ دوبارہ ملا ہے اور اب وہ بھی مارا جا رہا ہے"۔ لوگی نے روتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تو وہی کچھ ہوتا ہے جو گرانڈ ماسٹر اور موباشے چاہتے ہیں۔ میں اور تم کیا کر سکتے ہیں اس لئے صبر کرو۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے"..... کارگ نے کہا۔

"کیا تم میرا ایک کام کر سکتے ہو"..... لوگی نے اچانک چونک کر کہا۔

"کیا"..... کارگ نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم مجھے اس بڑے تہہ خانے میں کسی طرح پہنچا سکتے ہو"۔

لوگی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم وہاں جا کر کیا کرو گی"..... کارگ نے حیرت بھرے لہجہ میں کہا۔

"میں اپنی آنکھوں سے آخری بار اپنے باپ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ کارگ مجھ پر یہ احسان کر دو ورنہ میں ساری عمر تڑپتی رہوں گی"..... لوگی نے کارگ کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن تم وہاں کیسے جا سکتی ہو۔ وہاں تو موباشے اور گرانڈ ماسٹر موجود ہوں گے۔ وہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیں گے"..... کارگ نے کہا۔

"کچھ تو کرو پلیز"..... لوگی نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے"..... کارگ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"وہ کیا۔ جلدی بتاؤ"..... لوگی نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

"اس تہہ خانے کے اوپر گیلری ہے جس میں روشن دان ہے جو اس تہہ خانے میں کھلتے ہیں۔ یہ گیلری خالی پڑی رہتی ہے۔ میں تمہیں وہاں پہنچا دیتا ہوں۔ تم کسی بھی روشن دان کی جھری سے اپنے ایشیائی باپ کو دیکھتی رہنا۔ بس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ میں صرف دوستی کی خاطر کر رہا ہوں"..... کارگ نے کہا۔

''تمہارا بے حد شکریہ کارگ۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گی''...... لوگی نے مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم یہیں رکو میں جا کر گیلری کی صورت حال دیکھ آؤں پھر تمہیں ساتھ لے جاؤں گا''...... کارگ نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''اگر انہوں نے سرسلطان کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تو میں ان سب کو ہلاک کر ڈالوں گی۔ اس کے بعد چاہے میرے جسم کے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جائیں''...... لوگی نے کارگ کے کمرے سے جانے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ پھر وہ اٹھی اور تیزی سے چلتی ہوئی اندرونی کمرے میں پہنچ گئی۔ اس نے وہاں موجود دیوار میں نصب الماری کھولی۔ اس الماری کے نچلے حصے میں ایک خفیہ خانہ موجود تھا۔ اس نے وہ خانہ کھولا تو اس کے اندر ایک مشین پسٹل اور اس کا میگزین موجود تھا۔ یہ اس نے کچھ عرصہ پہلے کارگ کے اسلحے سے چرایا تھا۔ اس چوری سے اس وقت اس کا کوئی خاص مقصد نہ تھا۔ اس کے ذہن میں صرف یہ بات تھی کہ یہ مشین پسٹل کسی وقت اس کے کسی کام آ سکتا ہے اور آج اسے اس مشین پسٹل کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ اس نے مشین پسٹل اٹھایا اور اس میں میگزین ڈال لیا اور پھر اسے اپنی پینٹ کی بیلٹ میں اندرونی طرف رکھ لیا کہ اوپر سے شرٹ آ جانے کی وجہ سے اب وہ نظر نہ آ رہا تھا اور نہ اس کا

ابھار۔ وہ واپس مڑی اور آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ [illegible] دروازہ کھلا اور کارگ اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا''...... لوگی نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

''آؤ۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔ میں دیکھ آیا ہوں اور گرانڈ ماسٹر کسی بھی لمحے وہاں پہنچ سکتا ہے''...... کارگ نے کہا اور واپس مڑ گیا تو لوگی اٹھ کر اس کے پیچھے چل دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دو راہداریوں سے گزر کر سیڑھیوں کے سامنے پہنچ گئے۔

''اوپر چلی جاؤ اور سنو۔ کوئی حرکت نہ کرنا ورنہ تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی مارا جاؤں گا'' کارگ نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں پاگل تو نہیں ہوں۔ تم اطمینان رکھو''...... لوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی وہ اوپر چڑھتی چلی گئی جبکہ کارگ واپس مڑ گیا تھا۔ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وہ ایک گیلری میں پہنچ گئی جس میں بڑے بڑے تین روشن دان تھے جو تھوڑے تھوڑے کھلے ہوئے تھے۔ لوگی نے ایک روشن دان کی جھری سے جھانک کر دیکھا اور پھر دوسرے اور پھر تیسرے روشن دان کے سامنے بیٹھ گئی۔ تیسرے روشن دان سے اسے وہ دیوار بھی نظر آ رہی تھی جس میں زنجیریں نصب تھیں اور ان زنجیروں سے دو عورتیں اور آٹھ مرد جکڑے ہوئے تھے اور یہ سب بے ہوش تھے۔ ان کے جسم نیچے کو ڈھلکے ہوئے تھے جبکہ سب سے آخر میں سرسلطان

تھے۔ ان کے ہاتھ بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے لیکن وہ کرسی
پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی گردن بھی ڈھلکی ہوئی تھی اور سرسلطان
کو کرسی پر بیٹھا دیکھ کر لوگی کو کچھ ڈھارس سی ہوئی کہ یہ لوگ
سرسلطان کو ہلاک نہیں کرنا چاہتے ورنہ انہیں اس طرح کرسی پر نہ
بٹھاتے لیکن اس کے باوجود اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا
کہ اگر ان لوگوں نے سرسلطان کو ہلاک کیا تو وہ بھی نہ صرف
موباشے بلکہ گرانڈ ماسٹر کو بھی گولیاں مار کر ہلاک کر دے گی اور پھر
خودکشی کر لے گی اور وہ اس فیصلے پر عمل کرنے کے لئے پوری طرح
تیار بھی تھی۔

گرانڈ ماسٹر اپنے آفس میں بیٹھا مسلسل شراب پی رہا تھا اور
ساتھ ساتھ وہ بار بار اس طرح فون کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے
فون کی گھنٹی نہ بجنے پر حیرت ہو رہی ہو۔

"یہ موباشے آخر کر کیا رہا ہے۔ اتنا وقت گزر گیا ہے اور یہ
ایک چھوٹا سا کام ہی نہیں کر سکا۔ نانسنس"..... گرانڈ ماسٹر نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے اس
طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اس نے فوری
رسیور نہ اٹھایا تو گھنٹی بجنی بند ہو جائے گی۔

"یس۔ گرانڈ ماسٹر سپیکنگ"..... گرانڈ ماسٹر نے چیختے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"موباشے بول رہا ہوں گرانڈ ماسٹر"..... دوسری طرف سے
موباشے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے۔ تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی"..... گرانڈ ماسٹر نے پہلے کی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کے احکامات کی تعمیل کر دی گئی ہے جناب"..... موباشے نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تفصیل بتاؤ"..... گرانڈ ماسٹر نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ہیڈکوارٹر کا عقبی حصہ کھول کر چار جانبازوں کو باہر بھیجا اور انہوں نے ان دشمن ایجنٹوں پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی۔ پھر میں نے سامنے کا راستہ کھولا اور چار جانباز انہیں اٹھا کر ہیڈکوارٹر میں لے آئے۔ بڑے تہہ خانے میں لا کر میں نے اپنے سامنے انہیں زنجیروں میں جکڑا اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے خود اپنے سامنے کڑوں کو کھولنے والے بٹن پریس کر کے جام کر دیئے۔ اس کے بعد اس بوڑھے ایشیائی کو اس کے کمرے میں بے ہوش کر کے بڑے تہہ خانے میں لایا گیا اور اس کے ہاتھ بھی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے لیکن میں نے اسے کھڑا کرنے کی بجائے کرسی پر اس لئے بٹھا دیا کہ اس طرح جب آپ چاہیں گے اسے ہوش میں لے آیا جائے گا ورنہ وہ بوڑھا معمولی سے جھٹکے سے بھی یا تو ہلاک ہو جاتا یا ہوش میں آ جاتا"۔ موباشے نے باقاعدہ پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو"..... گرانڈ ماسٹر نے موباشے کی

تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب۔ میں نے میک اپ واشر منگوا کر ان سب کے میک اپ بھی واش کر دیئے ہیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں"..... موباشے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے مشین ہاؤس اور بلیک ہاؤس کو چیک کرانے کے لئے آدمی بھیجے ہیں یا نہیں"..... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

"میں نے آدمی بھجوائے تھے اور انہوں نے مجھے وہیں سے رپورٹ بھی دے دی ہے"..... موباشے نے کہا۔

"کیا رپورٹ دی ہے"..... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

"دونوں ہاؤسز مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں جناب اور ان میں موجود کوئی آدمی بھی زندہ نہیں بچا۔ اس کے ساتھ ساتھ جنگل میں موجود ہمارے اس شفٹ کے تمام آدمیوں کو بھی ان دشمنوں نے ہلاک کر دیا ہے"..... موباشے نے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اب میں اور زیادہ عبرتناک انداز میں انہیں ہلاک کروں گا۔ میں آ رہا ہوں"..... گرانڈ ماسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر اس نے میز پر پڑی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور جب بوتل خالی ہو گئی تو اس نے اسے ایک طرف پڑی باسکٹ میں اچھال دیا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ہال نما تہہ خانے میں داخل ہوا تو وہاں سامنے دیوار میں نصب کنڈوں سے منسلک زنجیروں سے دو عورتیں اور آٹھ مرد جکڑے ہوئے تھے۔ ان کے صرف ہاتھ کڑوں میں ڈال کر انہیں جکڑا گیا تھا جبکہ ان کے پیر آزاد تھے۔ ایک بوڑھے آدمی کو بھی کرسی پر بٹھا کر اس کے دونوں ہاتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ دونوں عورتوں اور آٹھ مردوں کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے جبکہ کرسی پر بیٹھے ہوئے بوڑھے آدمی کا جسم بھی ڈھیلا پڑا ہوا تھا۔ بوڑھا اپنی اسی شکل میں تھا جس میں وہ یہاں لایا گیا تھا۔ البتہ وہ آٹھوں مرد اور ایک عورت ایشیائی چہروں میں تھے جبکہ ایک عورت سوئس نژاد تھی۔ سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہال میں اس وقت موباشے سمیت چار مسلح افراد موجود تھے۔ ان سب نے چاؤ گروپ کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور جدید ترین مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں جبکہ موباشے اس لباس میں تھا جس میں پہلے گرانڈ ماسٹر کی اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان سب نے گرانڈ ماسٹر کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"ہونہہ۔ تو یہ ہیں وہ ایجنٹ جنہوں نے بلیک ہاؤس اور مشین ہاؤس کو تباہ کیا ہے اور چاؤ گروپ کے بے شمار افراد کو ہلاک کیا ہے"۔ گرانڈ ماسٹر نے کرسی پر بیٹھ کر انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ یہ وہی لوگ ہیں"..... موباشے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں ہر صورت میں عبرتناک موت مرنا ہوگا اور یہ لوگ چونکہ اس بوڑھے کو چھڑانے آئے تھے اور انہوں نے اس بوڑھے کی خاطر چاؤ گروپ کے سیٹ اپ کو اس انداز میں تباہ کیا ہے اس لئے اس بوڑھے کو بھی ہوش میں لے آؤ اور ان سب کے سامنے پہلے اس بوڑھے کا خاتمہ کر دو تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ جس کی خاطر انہوں نے اتنا کچھ کیا ہے وہ کس طرح ان کے سامنے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے"..... گرانڈ ماسٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

"ان سب کو بھی ہوش میں لانا ہے گرانڈ ماسٹر"..... موباشے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ سب کو ہوش میں لے آؤ اور ہاں۔ تم نے ان کے کڑوں کے بٹن پریس کر کے جام کر دیئے ہیں یا نہیں"۔ گرانڈ ماسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے"۔ موباشے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ میں ان سب سے چند باتیں کر کے انہیں عبرتناک موت مارنے کا بندوبست کر دوں اور ہاں۔ جوگوش کو بلاؤ اور اسے کہنا کہ وہ اپنا جلادوں والا کھانڈا لے آئے۔ ابھی اور اسی وقت"..... گرانڈ ماسٹر نے کہا تو موباشے نے عقب میں موجود مسلح افراد میں سے ایک کو جوگوش کو لانے کے لئے بھیج دیا اور دوسرے کو انہیں ہوش میں لانے کی حکم

دے دیا تو ایک مسلح آدمی تیزی سے چلتا ہوا تہہ خانے سے باہر چلا گیا جبکہ دوسرے نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے ایک بوتل نکال کر وہ تیزی سے بے ہوش افراد کی طرف بڑھ گیا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ موباشے"...... گرانڈ ماسٹر نے موباشے سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"یس گرانڈ ماسٹر"...... موباشے نے کہا اور پھر وہ مؤدبانہ انداز میں ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیب سے بوتل نکالنے والے نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور ایک ایک کر کے اس نے ان سب بے ہوش افراد کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگایا اور پھر اسے بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے تہہ خانے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھینسے جیسے جسم کا جاؤ اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر جاؤ کی مخصوص یونیفارم تھی اور اس کے ہاتھ میں قدیم دور کے جلادوں جیسا کھانڈا تھا جس کے کنارے انتہائی تیز تھے اور وہ روشنی میں چمک رہے تھے۔

"حکم گرانڈ ماسٹر"...... جوگوش نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہیں کھڑے رہو۔ پھر جیسے ہی میں حکم دوں اس کی فوری تعمیل کرنا"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر"...... جوگوش نے جواب دیا۔ گرانڈ ماسٹر اب سامنے موجود افراد کی طرف متوجہ ہو گیا تھا کیونکہ ایک ایک کر کے وہ سب ہوش میں آ رہے تھے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو وہ بے اختیار سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا اور اس کے اس طرح کھڑے ہوتے ہی اس کے بازوؤں میں دوڑنے والے درد کی لہریں ختم سی گئیں۔ اس نے حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر سر گھمایا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے ہال نما تہہ خانے میں موجود تھا۔ اس کے تمام ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ دیکھ کر ایک بار تو حیرت سے اچھل پڑا کہ سب سے آخر میں کرسی پر سر سلطان بھی موجود تھے لیکن ان کا جسم بھی ڈھیلا پڑا ہوا تھا اور ان کے دونوں ہاتھ بھی زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کے جسم میں بھی اب حرکت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران یہ دیکھ کر بھی چونک پڑا کہ اس کے تمام ساتھی اپنے اصل چہروں میں تھے۔ جس سے وہ سمجھ گیا کہ وہ بھی اپنی اصل شکل میں ہو گا۔ اس

کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات کسی فلم کے مناظر کی طرح ایک لمحے میں گھوم گئے۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت جنگل میں موجود تمام چاؤ گروپ کے افراد کا خاتمہ کر کے اور بلیک ہاؤس اور مشین ہاؤس کو تباہ کر کے ہیڈکوارٹر کے سامنے جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے تاکہ جیسے ہی ہیڈکوارٹر کا راستہ اندر سے کھولا جائے وہ اندر داخل ہو کر اپنا مشن مکمل کر سکیں لیکن پھر اچانک ہی اس کے کانوں میں سٹک سٹک کی آوازیں پڑیں اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ان کے ذہن تاریک پڑتے چلے گئے اور اب عمران کو یہاں ہوش آیا تھا۔ ویسے سر سلطان کو یہاں موجود دیکھ کر اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہیڈکوارٹر میں لایا گیا ہے اور یہ بڑا ہال نما تہہ خانہ چاؤ گروپ کے ہیڈکوارٹر کا ہی حصہ ہے۔ سامنے کرسیوں پر دو ادھیڑ عمر آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں نے سوٹ پہنے ہوئے تھے جبکہ ان کے عقب میں مشین گنوں سے مسلح تین افراد موجود تھے اور کرسیوں کے ساتھ ایک لمبے قد اور بھینسے کے سے جسم کا مالک آدمی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں قدیم دور کے جلادوں جیسا کھانڈا تھا اور ان جلادوں نے چاؤ گروپ کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔

''تم ہوش میں آ گئے۔ تم نے بلیک ہاؤس اور مشین ہاؤس کو تباہ کیا اور چاؤ گروپ کے بے شمار افراد کو ہلاک کیا۔ صرف اس لئے کہ تم اس بوڑھے کو زندہ لے جانا چاہتے تھے لیکن اب میں تمہاری

آنکھوں کے سامنے اس بوڑھے کے جسم کا ایک ایک ٹکڑا ادھیڑ دوں گا۔ اس کے بعد یہی حشر تم سب کا بھی ہو گا۔ تمہاری موت انتہائی عبرتناک ہو گی۔ انتہائی عبرتناک'' ایک آدمی نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو۔ پہلے اپنا تعارف تو کراؤ''۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کے ساتھ ساتھ اس کی انگلیاں کڑوں پر تیزی سے رینگ رہی تھیں اور گو اس نے کڑوں کے بٹن تلاش کر لئے تھے لیکن وہ پریس نہ ہو رہے تھے اور چند لمحوں بعد اس کی حساس انگلیوں نے محسوس کر لیا کہ بٹنوں کے سروں کو باقاعدہ ٹھونک کر چوڑا کر دیا گیا ہے اس لئے اب کڑے کسی صورت نہیں کھل سکتے تھے۔ اس نے ان سے رہائی کی کوئی ترکیب سوچنا شروع کر دی۔

''میں گرانڈ ماسٹر ہوں۔ چاؤ گروپ کا گرانڈ ماسٹر اور یہ ہیڈکوارٹر انچارج موباشے ہے جس نے تمہیں باہر چیک کیا اور پھر ہیڈکوارٹر کا عقبی راستہ کھول کر آدمی بھجوا کر تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا اور یہ سب اس لئے کیا گیا کہ میں تمہیں آسان موت نہیں مارنا چاہتا تھا اور یہ چاؤ گروپ کا جلاد ہے جوگوش۔ تم اپنا نام بتاؤ''۔ گرانڈ ماسٹر نے بڑے پرغرور لہجے میں کہا۔

''مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں اور یہ سب میرے ساتھی ہیں''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھ پر اپنی ڈگریوں کا رعب ڈال رہے ہو۔ یہ ڈگریاں یہاں تمہاری کوئی مدد نہ کر سکیں گی"۔ گرانڈ ماسٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران تم اور یہاں"۔۔۔ اچانک سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"جی سر سلطان۔ ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم سب تو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو"۔۔۔ سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ ہم حق پر ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جوگوش"۔۔۔ اچانک گرانڈ ماسٹر نے چیخ کر کہا۔

"حکم گرانڈ ماسٹر"۔۔۔ کھانڈا پکڑے ہوئے جوگوش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس بوڑھے کو کرسی سے کھینچ کر فرش پر ڈالو اور پھر کھانڈے سے اس کے پہلے پیر کاٹو، پھر ٹانگیں۔ اس طرح گردن تک کاٹتے چلے جاؤ"۔۔۔۔۔ گرانڈ ماسٹر نے بڑے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی گرانڈ ماسٹر"۔۔۔۔۔ جوگوش نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ سر سلطان کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو۔ میں نے اس کے کڑوں کے بٹن چوڑے نہیں کیے اس لئے میں اس کے ہاتھ کھلوا دوں اور میرے آدمی اس کو فرش پر لٹا

دیں۔ پھر تم آسانی سے گرانڈ ماسٹر کے حکم کی تعمیل کر سکو گے"۔ موباشے نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے عقب میں کھڑے ہوئے تینوں مسلح افراد کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور وہ تینوں تیزی سے سر سلطان کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ واقعی اس سفاکی کا مظاہرہ کریں گے لیکن وہ اس وقت واقعی بے بس تھا۔ اس نے بے اختیار اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے کی طرف جھٹکے دینے شروع کر دیئے لیکن کڑے مضبوطی سے دیوار میں نصب تھے۔ اسی لمحے ایک مسلح آدمی نے ہاتھ اٹھا کر سر سلطان کے دونوں ہاتھ کڑوں سے آزاد کر دیئے اور پھر انہیں بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے فرش کی طرف اچھال دیا۔ سر سلطان چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔ وہ بوڑھے بھی تھے اور پھر وہ فیلڈ کے آدمی نہ تھے اس لئے ظاہر ہے وہ ان مسلح افراد کے مقابلے میں کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ دوسرے لمحے ایک آدمی نے سر سلطان کے دونوں کاندھوں پر پیر رکھ کر دباؤ ڈال دیا تاکہ سر سلطان حرکت نہ کر سکیں جبکہ دوسرے آدمی نے ان کے پیٹ پر پاؤں رکھ کر دباؤ ڈال دیا تھا۔ سر سلطان کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔

"ہا۔ ہا۔ اب اس کے پیر کاٹو"۔۔۔۔۔ گرانڈ ماسٹر نے بڑے سفاکانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور جوگوش نے فوراً کھانڈے کو فضا

میں بلند کر دیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی حالت واقعی غیر ہو
رہی تھی کہ اچانک مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی سر سلطان
کے اوپر چڑھے ہوئے دونوں آدمی اور کھانڈے کو سر سے بلند
کرنے والا جوگوش تینوں چیختے ہوئے فرش پر گرے۔ عمران اور اس
کے ساتھیوں کی نظریں اوپر کو اٹھیں تو انہوں نے اوپر موجود روشن
دان سے گولیاں برآمد ہوتی دیکھیں۔ ان تینوں کے گرتے ہی ایک
بار پھر گولیوں کی بارش ہوئی اور اس بار تیسرا مسلح آدمی، موباشے اور
گرانڈ ماسٹر ان گولیوں کا نشانہ بنے اور تینوں چیختے ہوئے نیچے جا
گرے۔ گولیاں ابھی تک برس رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد گولیاں
برسنی بند ہو گئیں اور ایک چیختی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔
"میں لوگی ہوں ڈیڈ۔ میں لوگی ہوں۔ میں نے اپنے ڈیڈ کو
بچانے کے لئے اپنی جان کی قربانی دے دی ہے۔ میں خودکشی کر
رہی ہوں۔ مجھے یاد رکھنا ڈیڈ۔ میں تمہاری بیٹی ہوں ڈیڈ"..... نسوانی
آواز میں کہا گیا تو فرش پر ساکت اور بے حس پڑے ہوئے سر سلطان
اس طرح تڑپ کر اٹھے جیسے ان کے جسم میں موجود ہزاروں سپرنگ
اچانک کھل گئے ہوں لیکن بات ختم ہوتے ہی گولی چلنے کی آواز
کے ساتھ ہی ایک گھٹی گھٹی نسوانی چیخ سنائی دی اور پھر کسی جسم کے
گیلری میں گرنے کا دھماکہ سنائی دیا۔
"لوگی۔ لوگی۔ میری بیٹی لوگی"..... سر سلطان جو دروازے کی
طرف دوڑتے چلے جا رہے تھے، نے یکلخت ٹھٹھک کر رکتے ہوئے

کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے۔
"سر سلطان۔ دروازہ اندر سے بند کر دیں"..... اچانک عمران
نے چیختے ہوئے کہا تو جیسے ساکت فضا میں بھونچال سا آ گیا۔
عمران کے تمام ساتھی اس طرح چونک پڑے تھے جیسے کسی نے پتھر
کے مجسموں کو جادو کی چھڑی لگا کر زندہ کر دیا ہو۔
"عمران۔ عمران بیٹے وہ لوگی۔ او۔ لوگی۔ عمران بیٹے"۔ سر سلطان
ابھی تک اس ٹرانس میں تھے۔
"سر سلطان۔ دروازہ بند کر دیں ورنہ یہ لوگ اندر آ جائیں گے"۔
عمران نے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ ہاں۔ اچھا۔ اچھا"..... سر سلطان نے اس
طرح چونک کر کہا جیسے انہیں بھی پہلی بار یہ احساس ہوا ہو کہ وہ کس
پوزیشن میں موجود ہیں۔ انہوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر
دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔
"اب یہ مشین گن اٹھائیں اور میری زنجیریں دیوار میں جس
کڑے سے منسلک ہیں وہاں اندھا دھند فائرنگ کر دیں۔ بس ذرا
ہاتھ اونچا رکھیں"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو
سر سلطان نے کسی ہپناٹزم کے معمول کی طرح آگے بڑھ کر فرش پر
پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھائی لیکن ان کے ہاتھ اس طرح کانپ
رہے تھے جیسے وہ رعشہ کے مریض ہوں۔
"گھبرائیں نہیں سر سلطان لیکن جلدی کریں ابھی تو باہر والے

سمجھ رہے ہوں گے کہ یہ فائرنگ ہم پر کی جا رہی ہے لیکن کسی بھی
لمحے معاملات بگڑ سکتے ہیں''..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا
تو سرسلطان نے مشین گن کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑا اور
پھر اس کا رخ اس کڑے کی طرف کر کے جس سے عمران کے
بازوؤں میں زنجیریں موجود تھیں ہونٹ بھینچ کر ٹریگر دبا دیا۔ ان کے
ہاتھ ایک بار لرزے لیکن پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور
اس کے ساتھ ہی کڑے کے پرخچے اڑ گئے اور عمران کے ہاتھ ان
کڑوں سے آزاد ہو گئے۔ البتہ اس کے دونوں بازوؤں میں کڑوں
کے ساتھ منسلک زنجیریں ابھی تک لٹک رہی تھیں۔ سرسلطان نے
فائرنگ بند کر دی تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے
سرسلطان کے ہاتھ سے مشین گن لے کر اس کا رخ دیوار کی طرف
کیا اور پھر مشین گن مسلسل ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ چل
پڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے عمران کے تمام ساتھی آزاد ہو گئے۔ البتہ
اب صرف کڑے ان کی کلائیوں میں موجود تھے۔ عمران نے
کلائیوں کے ساتھ منسلک زنجیروں پر فائرنگ کی تھی جبکہ سرسلطان
چونکہ ایسا نہ کر سکتے تھے اس لئے عمران نے انہیں اوپر دیوار میں
نصب کڑے پر فائرنگ کرنے کے لئے کہا تھا۔

''اسلحہ لو اور تیزی سے پھیل کر جو نظر آئے اڑا دو''..... عمران
نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو قتل عام ہے۔ یہ تو غیر قانونی

ہے''..... سرسلطان نے چونک کر کہا۔

''ابھی اس کھنڈرے سے اگر آپ کے ٹکڑے کر دیئے جاتے تو
کیا یہ قانونی تھا۔ ہم یہاں اپنی جانیں بچانے کے لئے عالمی اصول
پر عمل پیرا ہیں سرسلطان۔ اب دیکھیں آپ کی جان بچانے کے
لئے اس لڑکی لوگی نے اپنے ہی ساتھیوں کو ہلاک کر کے خودکشی کر
لی ہے''..... عمران نے کہا جبکہ اس دوران عمران کے ساتھی وہاں
موجود اسلحہ اٹھا کر اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے تھے۔

''یہ لوگی کا اپنا فعل تھا اور لوگی پاکیشیائی نہیں تھی۔ کاش لوگی
خودکشی نہ کرتی۔ وہ بہت اچھی لڑکی تھی۔ اس نے بیٹی کی طرح میری
خدمت کی ہے''..... سرسلطان نے انتہائی دکھی لہجے میں کہا۔

''لوگی نے صرف آپ کو نہیں بچایا بلکہ پوری سیکرٹ سروس پر
اس کا احسان ہے ورنہ اس بار جو حالات پیش آئے ہیں انہوں نے
ہم سب کو مکمل طور پر بے بس کر دیا تھا''..... عمران نے کہا تو
سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو
حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
"بیٹھو۔ میری عدم موجودگی میں کوئی مسئلہ تو سامنے نہیں آیا"۔
عمران نے سلام دعا کے بعد بلیک زیرو سے پوچھا اور خود بھی اپنی
مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
"نہیں۔ لیکن جب تک سرسلطان ملک سے باہر رہے ہیں میری
پریشانی دوگنی ہو گئی تھی"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیوں۔ کیا ہوا تھا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔
"سرسلطان کی عدم موجودگی میں میری بات چیت براہ راست
صدر سے ہوتی رہی ہے اور صدر صاحب نے فون کر کے میرا ناطقہ
بند کر دیا تھا۔ سرسلطان کی عدم موجودگی سے یوں محسوس ہوتا تھا
جیسے ملک کا نظام ہی درہم برہم ہو گیا ہو۔ صدر صاحب چھوٹا سا

مسئلہ پیدا ہوتے ہی فون پر سرسلطان کا رونا رونا شروع کر دیتے
اور ان کی تان اس فقرے پر آ کر ٹوٹتی کہ سرسلطان کو کب واپس
لایا جا رہا ہے۔ میں نے کئی بار انہیں کہا کہ سرسلطان دشمن کی قید
میں ہیں اور انہیں وہاں سے رہا کرانے میں بہرحال وقت لگ
جائے گا لیکن شاید صدر صاحب سرسلطان کے بغیر ایک قدم بھی نہ
چل سکتے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"سرسلطان کی واقعی شخصیت ہی ایسی ہیں۔ ان کے تعلقات،
ان کا مدبرانہ پن اور ان کا معاملات کو دانش مندانہ انداز میں حل
کرنا یہ سب کسی اور کے بس کا روگ ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ
سرسلطان کو ریٹائر کرنے کی بجائے ہر بار ان کی ملازمت میں توسیع
کر دی جاتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب لیکن اس بار سرسلطان
کی زندہ واپسی اس لڑکی لوگی کی ہی مرہون منت رہی ہے"۔ بلیک
زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہو گیا ہے ورنہ حقیقتاً پوری
سیکرٹ سروس اپنے آپ کو مکمل طور پر بے بس محسوس کر رہی تھی اور
اگر دشمن سرسلطان کو ہلاک کر دیتے تو میں کم از کم اپنے آپ کو
پوری زندگی معاف نہ کر پاتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔
"مس جولیا نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ لوگی اگر خودکشی نہ

کرتی تو شاید زندہ رہتی کیونکہ جہاں سے اس کی لاش ملی ہے وہاں
مخالف گروپ کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ پورے ہیڈکوارٹر میں موجود
افراد کے خاتمہ کے بعد جولیا، صفدر اور تنویر کے ساتھ سیڑھیاں چڑھ
کر اس گیلری میں گئی جہاں تہہ خانے کے روشن دان کھلتے تھے۔
وہاں لوئی کی لاش پڑی تھی"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جولیا کی رپورٹ درست ہے لیکن یہ لوگ اس قدر سفاک اور
ظالم واقع ہوئے تھے کہ لوئی کو سو فیصد یقین تھا کہ اسے اس کی
عبرتناک سزا ملے گی اور اس عبرتناک سزا سے بچنے کے لئے اس
نے خودکشی کر لی تھی۔ بہرحال وہ عظیم لڑکی تھی جس نے سرسلطان کی
نہ صرف جان بچائی بلکہ اس نے اپنی جان بھی ایک لحاظ سے
سرسلطان پر نچھاور کر دی۔ ہم نے اسے وہاں جنگل میں باقاعدہ
دفن کیا اور سرسلطان جیسے مضبوط اعصاب کے مالک بھی اس کی قبر
پر کافی دیر تک بیٹھے روتے رہے تھے"۔ عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے چاؤ گروپ کا تو مکمل طور پر خاتمہ
کر دیا ہے اور سرسلطان بھی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ زندہ
سلامت واپس آ گئے ہیں لیکن ہمارا اصل مجرم چاؤ گروپ تو نہ تھا۔
چاؤ گروپ نے تو سرسلطان کو صرف رکھا ہوا تھا۔ اصل مجرم تو بلیک
سٹار تنظیم اور مارطانہ حکومت ہے جس نے اپنی مخصوص شرائط کے
ساتھ گیس معاہدے میں شامل ہونے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا

تھا۔ بلیک سٹار تنظیم نے سرسلطان کو اغوا کیا اور مارطانہ [illegible]
اس لئے سرسلطان کو اپنے پاس نہ رکھا کیونکہ وہ پاکیشیا [illegible]
سروس کی کارکردگی سے خوفزدہ تھی اس لئے اس نے انہیں چاؤ
گروپ کے حوالے کر دیا۔ اس بلیک سٹار اور حکومت مارطانہ کو بھی
اس جرم کی سزا ملنی چاہئے"۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن ہمارا ٹارگٹ تو سرسلطان کی
زندہ سلامت واپسی تھا وہ پورا ہو گیا۔ بلیک سٹار کے سیکشن بھی ختم ہو
گئے ہیں لیکن اصل ہیڈکوارٹر بچ گیا ہے اور بغیر کسی مشن کے ان
کے خلاف کام کرنا محض انتقامی کارروائی ہی کہلائے گا اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا یہ کام نہیں ہے کہ انتقام لیتی پھرے۔ جہاں تک
حکومت مارطانہ کا تعلق ہے تو ہمارے پاس سوائے اس بات کے اور
ثبوت نہیں ہے کہ بلیک سٹار اور چاؤ گروپ کے مطابق سرسلطان
کے اغوا کی ساری کارروائی کے پیچھے حکومت مارطانہ تھی۔ البتہ
حکومت مارطانہ کو اس انداز میں سزا دی جا سکتی ہے کہ اس کا مقصد
پورا نہ ہو سکے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے سرسلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر سلطان آج آفس آئے ہیں یا چھٹی پر ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ صاحب آج دفتر آئے ہیں اور باقاعدہ کام کر رہے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ کمال ہے۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ وہ دو چار ماہ کی چھٹی لے کر آرام کریں گے"..... عمران نے کہا۔

"سب کا یہی خیال تھا عمران صاحب لیکن صاحب تو اس طرح بیٹھے کام کر رہے ہیں جیسے اتنے عرصے کا رکا ہوا سارا کام وہ آج ہی کر کے اٹھیں گے۔ میں بات کراتا ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر، ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) شرف اذن سوال چاہتا ہے۔ اگر اجازت مرحمت فرمائی جائے تو سلطان عالی مقام کا اقبال بلند ہوگا"۔ عمران نے قدیم دور کے بادشاہوں کے چوبداروں کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"فی الحال میرے پاس وقت نہیں ہے۔ دو روز بعد بات ہو گی"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران اس طرح حیرت سے رسیور کو دیکھنے لگا جیسے سارا قصور ہی اس کا ہو اور سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس

پڑا۔

"تم غریب رعایا کی اس توہین پر ہنس رہے ہو۔ یہ تو رونے کا مقام ہے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ نے خود ہی تو سوال عرضداشت کی اجازت طلب کی تھی جو نہیں ملی پھر توہین کیسی"..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اگر یہ بات ہے تو اب رعایا بھی بھوک ہڑتال کی طرح سر سلطان عالی مقام سے رابطہ ہڑتال کرنے پر مجبور ہو سکتی ہے"۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان واقعی بے حد مصروف ہوں گے۔ ان کا پی اے بھی بتا رہا تھا کہ سر سلطان اس طرح کام میں مصروف ہیں جیسے اپنی غیر حاضری میں جمع ہونے والا سارا کام آج ہی نمٹانے کے درپے ہو رہے ہوں لیکن آپ سر سلطان سے کیا کہنا چاہتے ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"انتہائی خصوصی باتیں تھیں۔ آخر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی اب عمومی باتیں کرنے سے تو رہا"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اس کے انداز پر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تو پھر ان سے سنجیدگی سے فون پر بات کریں"..... بلیک زیرو نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اتنا عرصہ سرسلطان کے ساتھ کام کرنے کے باوجود تم ابھی تک ان کے مزاج آشنا نہیں ہو سکے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے"..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"سرسلطان نے کال تو ختم کر دی ہے لیکن اب وہ کچھ دیر میری طرف سے دوسری کال کا انتظار کریں گے اور جب میری طرف سے کال نہ جائے گی تو وہ بے چین ہو کر خود کال کریں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ بے حد مصروفیت کی وجہ سے اس بار سرسلطان ایسا نہ کریں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ لاکھ مصروف ہوں لیکن میں ان کے مزاج کو جانتا ہوں۔ انہیں معلوم ہے کہ میں فضول باتیں ضرور کرتا ہوں لیکن فضول کال میں نے انہیں کبھی نہیں کی"..... عمران نے کہا۔

"آپ ان سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"انہیں اپنے اغوا ہونے کے اصل مقصد کا علم ہو چکا ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اب انہوں نے گیس معاہدے کے سلسلے میں حکومت مارطانہ کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے"..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا

"جولیا بول رہی ہوں چیف"..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی بیک وقت چونک پڑے کیونکہ گھنٹی بجتے ہی ان دونوں کو یہی خیال آیا تھا کہ کال سرسلطان کی ہو گی۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

"چیف۔ پوری سیکرٹ سروس اس وقت میرے فلیٹ پر موجود ہے اور ان سب کا متفقہ خیال ہے کہ بلیک سٹار اور حکومت مارطانہ کے خلاف سیکرٹ سروس کی کارروائی ہونی چاہئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس سلسلے میں کام کیا جائے"..... جولیا نے رک رک کر اور قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس سے پاکیشیا کو کیا فائدہ ہو گا"..... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"چیف۔ انہوں نے سرسلطان کو اغوا کر کے پاکیشیا کے خلاف انتہائی بھیانک اقدام کیا ہے اور انہیں اس کی قرار واقعی سزا ملنی چاہئے تاکہ آئندہ کسی ملک اور تنظیم کو یہ جرأت نہ ہو سکے کہ وہ پاکیشیا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے"..... اس بار جولیا نے بڑے پرجوش انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مارطانہ حکومت کے خلاف تمہارے پاس کیا پلان ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"کوئی بھی پلان بنایا جا سکتا ہے چیف"...... جولیا نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس کے ذہن میں ابھی کوئی واضح پلان تو تھا ہی نہیں۔

"تم بھی سن لو اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو بھی بتا دو کہ پاکیشیا کے عوام اس لئے ٹیکس نہیں دیتے کہ انہیں بے مقصد اور فضول کاموں میں خرچ کر دیا جائے۔ مارطانہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے وہ غلط کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم حکومت کے خلاف انتقامی کارروائیاں شروع کر دیں۔ ان کو جواب دینے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں اور ان طریقوں پر عمل کر کے مارطانہ حکومت کو یہ باور کرایا جا سکتا ہے کہ آئندہ وہ اس طرح کی احمقانہ حرکت کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں اور جہاں تک بلیک سٹار کا تعلق ہے تو اس کے فعال سیکشنز کا تو پہلے ہی خاتمہ کیا جا چکا ہے۔ البتہ ہیڈکوارٹر کے خلاف اس وقت کام ہو سکتا ہے جب کوئی ایسا مشن سامنے آئے جس میں وہ پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کام کریں۔ محض انتقامی کارروائی پر پاکیشیا سیکرٹ سروس وقت ضائع نہیں کر سکتی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"حیرت ہے۔ سیکرٹ سروس اور اس کا چیف سب ایک ہی انداز میں سوچتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ ان کا ردعمل تو یہی ہونا تھا لیکن آپ جانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں کہ آپ پر کسی قسم کی جذباتی باتیں سرے سے اثر ہی نہیں کرتیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران رابطہ ہڑتال پر ہے جناب"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"رابطہ ہڑتال۔ کیا مطلب۔ یہ رابطہ ہڑتال کیا ہوتا ہے"۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس طرح بھوک ہڑتال ہوتی ہے اس طرح رابطہ ہڑتال بھی ہو سکتی ہے۔ جب رعایا کو سلطان عالی مقام کے دربار سے اذن سوال ہی نہ ملے گا تو پھر رابطہ ہڑتال ہی ہو سکتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم نے شاید زبانوں پر ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے اس لئے نئے نئے الفاظ ایجاد کرتے رہتے ہو۔ میں نے اس لئے فون بند کر دیا

تھا کہ میں واقعی بے حد مصروف تھا۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ دفتر سے اس قدر طویل غیر حاضری کی وجہ سے بے تحاشا کام اکٹھا ہو گیا ہے اور اسے جلد از جلد نمٹانا ضروری ہے۔ میرا خیال تھا کہ تم دوبارہ فون کرو گے لیکن چونکہ تم نے دوبارہ فون نہیں کیا اس لئے پہلے میں نے تمہارے فلیٹ پر فون کیا پھر یہاں فون کیا تو یہاں کا فون انگیج تھا۔ اب رابطہ ہوا ہے"...... سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ بے چاری رنایا رابطہ ہڑتال بھی نہیں کر سکتی۔ فون اس لئے انگیج تھا کہ پوری سیکرٹ سروس آپ کے اغوا کا انتقام لینے کے لئے انتہائی پرجوش ہو رہی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ وہ مارطانہ حکومت پر ٹوٹ پڑیں تاکہ اسے سبق سکھایا جا سکے کہ سر سلطان کے اغوا کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے لیکن میں نے بڑی مشکل سے انہیں یہ کہہ کر ٹھنڈا کیا ہے کہ جب سر سلطان کو اپنے اغوا کا کوئی غم نہیں ہے بلکہ ان کے خیال کے مطابق وہ مسلسل کام کر کے تھک گئے تھے اس لئے حکومت مارطانہ نے انہیں آرام کرنے کا موقع دیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے حکومت مارطانہ کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا ہے تو تمہیں بھی ٹھنڈا رہنا چاہئے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"حکومت مارطانہ نے اپنی شرائط منوانے کے لئے واقعی غلط اور غیر قانونی کام کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی ان کی سطح

پر اتر آئیں اور غلط اور غیر قانونی کام شروع کر دیں۔ ہاں تم نے فون کیوں کیا تھا۔ یہ بتاؤ"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں بھی یہی بات آپ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کی بفضل خدا صحیح سلامت واپسی کے بعد گیس کے اس معاہدے کا کیا ہوا اور حکومت مارطانہ کا کیا ردعمل ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے اغوا کے دوران مارطانہ کے چیف سیکرٹری نے پاکیشیا کے صدر سے فون پر بات کی اور انہیں کہا کہ اگر مارطانہ کی شرائط پر اسے گیس معاہدے میں شامل کر لیا جائے تو وہ میری رہائی میں مدد کر سکتے ہیں لیکن صدر صاحب نے انہیں صاف جواب دے دیا اور کہا کہ پاکیشیا کے مفادات کے مقابل ایک تو کیا دس سیکرٹری خارجہ بھی قربان کئے جا سکتے ہیں۔ ان کی اس بات نے واقعی میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ البتہ کل مارطانہ کے چیف سیکرٹری نے مجھے براہ راست فون کیا اور میری منت کی کہ مارطانہ کو کسی بھی شرط پر اس گیس معاہدے میں شامل کر لیا جائے لیکن چونکہ ایسا کرنا پاکیشیا کے مستقبل کے مفادات کے خلاف ہے اس لئے میں نے بھی اصولی طور پر انہیں صاف جواب دے دیا ہے اور میرے خیال میں یہی بات ان کے لئے کافی ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ صدر صاحب کو آپ سے کوئی ہمدردی نہیں تھی"...... عمران نے دانستہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کوئی آدمی کسی سیٹ پر نہ بیٹھا رہ سکتا ہے اور نہ ہی اس کی زندگی ملک وقوم کے مفادات کے مقابل مقدم ہوتی ہے۔ میرے خیال میں اب تمہاری تسلی ہو گئی ہو گی۔ اب اگر تم اجازت دو تو میں کام نمٹا لوں''.... سر سلطان نے کہا تو عمران ان کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''صرف ایکسٹو کو سفارش کر دیں کہ وہ مجھے بڑی مالیت کا چیک عنایت کر دے''.... عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے وہاں سوائے آدمیوں کو مارنے کے اور کیا ہی کیا ہے جو تمہیں چیک دیا جائے اور ویسے بھی میں سفارش کا قائل ہی نہیں ہوں'' دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا تو عمران نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد